مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی مذہب کا عالمانہ اور ناقدانہ جائزہ

تجزیہ

قادیانیت

جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مقاصد بعثت اور اس کے دلائل، مرزا کی کتابیں اور اس کے الہامات، مرزا کے ماکولات و مشروبات، مرزا کے تناقضات، مرزا کے کذبات اور اس کے حرص مال کے واقعات وغیرہ کو خود قادیانی کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی علم و عمل، اخلاق و شرافت، دیانت و امانت اور شرم و حیاء سے بالکل عاری تھا۔

از قلم
حافظ محمد اقبال رنگونی

ناشر
ختم نبوت اکیڈمی لندن
KHATM-E-NUBUWWAT ACADEMY
387 - Kathrine Road, Forest Gate London, E7 8LT, England.

مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی مذہب کا عالمانہ اور فاضلانہ جائزہ

تجزیہ

قادیانیت

جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مقاصد بعثت اور تجدید دین۔ مرزا کی کتابیں اور انکے الہامات۔ مرزا کے ماکولات و مشروبات، مرزا کے تناقضات، مرزا کے کذبات، اور انکے چال ڈھال کے واقعات وغیرہ کو خود قادیانی کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی علم و عمل، اخلاق و شرافت، دیانت و امانت، اور شرم و حیاء سے بالکل عاری تھا

از قلم

حافظ محمد اقبال رنگونی

مدیر ماہنامہ الہلال، مانچسٹر

KHATM-E-NUBUWWAT ACADEMY

387-KATHRINE ROAD FOREST GATE

LONDON, E7. 8LT ENGLAND

فہرست

مقدمہ

الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں اور قرآن اللہ کی آخری کتاب.... حضور کے بعد نہ کوئی پیغمبر پیدا ہوگا اور نہ کسی آسمانی نوشتہ کی کوئی ضرورت ہوگی اسلام خدا کا آخری اور پسندیدہ دین ہے جو اسے صدق دل سے قبول کرے گا وہ ہمیشہ کی نجات کا مستحق ہوگا اور جس نے اس سے اعراض کیا اور اس کو قبول کئے بغیر اس دنیا سے گیا وہ کبھی خدا کی بادشاہی میں داخل نہ ہو پائے گا اور نہ وہ کسی اجر و انعام کا مستحق ہوگا یہ اس خدا کا وعدہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی سچ بولنے والا نہیں ہے اور وہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خدا کے اس آخری اور پسندیدہ پیغام لے کر آئے تو کفر و شرک کی ساری قوتیں اسکے مقابلے کیلئے ایک جگہ جمع ہو گئیں یہودی اور عیسائی علماء علمی طور پر اس پیغام کو نشانہ اعتراض بنانے کیلئے آگے بڑھے حجاز کے جہلاء نے جہل کا عجیب و غریب تماشہ دکھایا علمی طور پر اس دین کا مقابلہ نہ کر سکے تو دجل و فریب سے کام لیا اس میں بھی کامیابی نہ ملی تو ظلم و ستم اور قتل و غارت گری کا کھیل کھیلا اب انکے رات دن کا مشغلہ ان لوگوں کو ستانا اور مارنا تھا جو خدا کے اس آخری اور پسندیدہ دین کو قبول کر رہے تھے اور یہ دونوں (اہل کتاب ہوں یا جہلاء حجاز اور روساء عرب) اس خواب و خیال میں رہے کہ انکی چالیں کامیاب رہیں گی اور وہ خدا کے اس پسندیدہ دین کو جو آمنہ کا لال لے کر آیا ہے آخر کار صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔ کفر نے اسلام کا راستہ ہر موڑ پر روکنے کی کوشش کی کی گئی اسکا پیچھا کیا ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر وہ اپنی ہر چال میں ناکام ہوتے گئے یہ اسے جتنا دباتے گئے وہ اتنا ہی ابھرتا رہا جن گھرانوں میں کل تک اسلام کے خلاف سازشیں ہوتی رہیں آج انہی گھرانوں سے کلمہ اسلام کی آواز گونجنے لگیں وہ دروازے جو کل تک صرف اسلام کی مخالفت میں

کھلتے تھے آج اسلام کے استقبال کیلئے وا ہو رہے ہیں کفر اور عالم کفر کا ہر منصوبہ اور ہر سازش آج اسلام کے قدموں تلے پامال ہو رہی ہے اور خدا کا فیصلہ اتر آیا۔ اسلام کا چراغ اب ہمیشہ کیلئے جل رہا ہے گو عالم کفر اپنی ساری قوتیں مجتمع کر کے بھی اس چراغ کو اگر بجھانا چاہیں گی تو انہیں اپنے منہ کی کھانی پڑے گی

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون

(ترجمہ) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے اور اللہ کو ضرور ہے کہ پوری کرے اپنی روشنی کے اور پڑے برا مانیں کافر وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور پڑے برا مانیں مشرک۔

خدا کے اس آخری اور پسندیدہ دین کی چودہ سو سالہ تاریخ اٹھائیے آپ خدا کے اس فرمان و اعلان اقرار کئے بغیر نہ رہ سکیں گے

یہ کون نہیں جانتا کہ شروع سے عالم کفر اپنے نئے نئے انداز میں اسلام پر حملہ آور رہا ہے شکاری ہمیشہ ایک تھے مگر انکے جال نئے رہے مقصود سب کا ایک تھا مگر انداز سب کا الگ الگ رہا مختلف دور میں مختلف حربے استعمال کئے گئے مختلف عنوان اٹھائے گئے اس سے کام نہ چلا تو ہولناک مظالم کا سلسلہ شروع ہوا مسلمانوں کو مسلمانوں کی زمین پر ذبح کیا گیا انکی زمین انکے خون سے رنگین ہوئی انہیں لوٹا گیا گھروں سے نکالا گیا آگ میں جلایا گیا دار ختوں پر لٹکایا گیا زنجیروں میں باندھا گیا وہ سب کچھ بنایا گیا جو انسانیت کیلئے بدترین داغ سمجھا گیا مگر خدا کا فرمان اور تقدیر کا اعلان پر کبھی آنچ نہ آئی اس نے جو اعلان کیا وہ کل کے لئے بھی تھا آج کیلئے بھی ہے اور پھر کل کیلئے بھی رہے گا ۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

یہ صحیح ہے کہ سازشیں اور چالیں کچھ دیر ضرور چل جاتی ہیں اور کچھ نادان انکا شکار بھی ہو جاتے

ہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ باطل کو قرار نہیں ملتا باطل کے قدم ہمیشہ کیلئے جما نہیں پاتے قرار و ثبات اسکے نصیب میں نہیں ہوتا کچھ وقت گذرتا ہے کہ اسکا اصلی چہرہ سامنے آتا ہے اور پھر اسے راہ فرار کے اور کوئی چارہ نہیں ملتا

تاریخ اسلام نے ایسے کئی نازک موڑ بھی دیکھے ہیں اور پھر دنیا نے دیکھا کہ حقیقت نے کس طرح بناوٹ کا نقاب الٹ کر رکھ دیا انکے منہ پر جگے وہیں، کفر کے نشان دکھائے اور انکی تمام خباثتوں اور غلاظتوں کا نظارہ ہر عام سب نے دیکھا اور ماننا پڑا کہ خدا کا دین وہ حق ہے جو اسکا بھیجا دین ہے اور وہ اس دین پر اپنی رضا اتار چکا ہے اور وہی اسکا محافظ ہے اور اسکی تدبیر دنیا جہاں کی تمام مکر و حیل پر غالب آکر رہتی ہے۔

ابھی ایک صدی پہلے خدا کے اس پسندیدہ دین کا مقابلہ کرنے کیلئے ایک نئی چال چلی گئی استعماری ایوانوں میں اسلام کے خلاف ایک بھیانک منصوبہ بنا کہ اسلام کو لوٹنے اور مٹانے کیلئے اسلام کا نام استعمال کرو اور مسلمانوں کو بتاؤ کہ جس اسلام پر تم چل رہے ہو وہ صحیح اسلام نہیں اسلام یہ ہے جو تمہارے سامنے ہم لا رہے ہیں حقیقی قرآن وہ نہیں جو چودہ سو سال سے تمہیں پڑھایا اور سمجھایا جا رہا ہے اب قرآن ہم تمہیں سمجھائیں گے مکہ مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے اگر اس دودھ کی اب تمہیں تلاش و طلب ہے تو اب ہمارے سوا اور کہیں نہیں ملے گا۔ منصوبہ سازوں نے اپنے اس خطرناک تکمیل کیلئے قادیان کے مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی کو منتخب کیا اور کفر و دجل کو انتہائی حسین لبادے میں اسلام کے مقابل لا کھڑا کر دیا۔ پھر کیا تھا پھر کیا دہ سلام کا ایک ایک عنوان بدل گیا کفر اسلام کے نام پر پھیلایا جانے لگا جاہل مسلمان اسکے دام فریب کا شکار ہوتے گئے وہ اسے مسلمانوں کا رہبر سمجھ کر اسکے ساتھ چلے انہیں پتہ نہ چل سکا کہ یہ وہ رہزن ہے جو ایمان کے ساتھ ساتھ انکا مال اور انکی عزت بھی لوٹ رہا ہے انکے گھر برباد کر رہا ہے

مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی نے اسلام میں نقب لگانے کیلئے بڑا زور لگایا مگر اسکا ہر داؤ ناکام گیا اسلام کے محافظ اٹھے اور ہر موڑ پر سختی کر ہمدمی کی اسکا تعاقب کیا اسکے اعتراضات کے مدلل جوابات

دے گئے اس کے دجل اور فریب کو آشکار کیا اور بتایا کہ اس کھیل کا اصل مقصد کیا ہے اور اس کھیل کے پس پردہ کون کون سے کھلاڑی ہیں جو خدا کے اس آخری دین کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔

خوش نصیب تھے وہ جنہوں نے حقیقت کا ساتھ دیا اور اسکے جال سے باہر نکل آئے اور اپنے ایمان کے ساتھ ساتھ اپنے مال اور اپنی عزتوں کو بچالیا اور بد بخت تھے وہ جنہوں نے خدا کے پسندیدہ دین اسلام میں رخنہ ڈالنے والے کا ساتھ دیا اور یہ نہ سوچا کہ خدا کے اس دین کے مقابل جو بھی آیا ہے اس نے ہمیشہ منہ کی کھائی ہے اور ذلیل و رسوا ہو کر رہا ہے اس دین کو مٹانے والے جس شکل میں بھی نمودار ہوئے آخر کار وہ پہچان لئے گئے اسلام خدا کا پسندیدہ دین ہے وہی اسکا محافظ ہے اور اسی کی بات پوری ہو کر رہے گی اور اسکا جھنڈا ہمیشہ بلند رہے گا اور فتح تو ہمیشہ حق کی ہوا کرتی ہے

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

مرزا غلام احمد قادیانی کو جن لوگوں نے حضور پاک ﷺ کے مقابل خدا کا نبی مانا اور اسے اسی طرح کا نبی مانا جس طرح اہل اسلام حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں وہ بتائیں کہ کیا انہوں نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا کی کہ اسکی شرافت و عفت کا کیا حال تھا؟ اسکی امانت و دیانت کس رنگ کی تھی؟ اسکا اخلاق و کردار کیسا تھا؟ اور پھر بتائیں کہ کیا وہ اس لائق ہے کہ اسے خدا کا نبی مانا جائے اور اس پر اپنا مال ہی نہیں اپنی عزت لٹا دی جائے..... اور ایمان برباد کر دیا جائے؟

ختم نبوت اور حیات و وفات مسیح اور اسکے دلائل اور جواب الجواب کو کچھ دیر کیلئے الگ رکھئے اور ان علمی بحثوں میں الجھنے سے پہلے اس پر غور کیجئے کہ کیا وہ ایک شریف آدمی بھی کہلانے کا مستحق تھا؟ کیا اس نے لوگوں کا مال دھوکہ دے کر نہیں کھایا تھا؟ کیا وہ حرام مشروبات کے قریب نہیں گیا تھا؟ کیا اس نے اسلامی شعائر کے ساتھ تمسخر نہیں کیا تھا؟ کیا وہ غیر محرم عورتوں سے اختلاط نہیں رکھتا تھا؟ کیا ایک عورت کو پانے کیلئے طرح طرح کے کھیل نہیں کھیلے تھا؟ کیا وہ کسی دوسرے کی منکوحہ پر اپنی نظریں نہیں جمائے ہوئے تھا؟ کیا وہ گالیاں نہیں دیتا تھا؟ کیا وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا؟ کیا اس

نے خدا رسول کے دشمنوں سے ساز باز نہیں کر رکھی تھی؟ کیا وہ ہر میدان میں ناکامی سے دوچار نہیں ہوتا تھا؟ کیا اسے طرح طرح کی بیماریوں نے نہیں جکڑ رکھا تھا؟ کیا وہ ہیضہ کی موت نہیں مرا تھا؟ کیا خدا نے مقابلے میں اسے نہیں ہمیشہ اسکے دشمنوں کو کامیاب نہیں کیا؟ کیا وہ ہمیشہ اپنی پیشگوئی میں ناکام و نامراد نہیں لوٹا؟ اور کیا وہ ذلت و حسرت کی موت نہیں مرا؟ اگر یہ حقائق ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر ایسے بد بخت اور مخبوط الحواس کے ہاتھ اپنے ایمان اور آخرت کا سودا کرنا اپنی بد قسمتی اور بے غیرتی کو دعوت دینا نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ بات صرف ہم ہی نہیں کہہ رہے جن لوگوں نے قادیانیت کے ماحول میں آنکھیں کھولیں انہیں میں پرورش پائی انہیں میں پلے بڑھے انہی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے مگر جب انہوں نے قادیانیت کا گہری نظر سے مطالعہ کیا تو انہیں یہ کہنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگی کہ قادیانیت اسلام کے متوازی ایک راہ ہے اور مرزا غلام احمد کی تحریرات اور اسکے بیانات اسکے مخبوط الحواس ہونے کی دلیل ہے۔ پچھلے حال ہی میں قادیانیت سے تائب ہونے والے جرمنی کے ممتاز سابق قادیانی مظفر احمد مظفر نے یہی بات کہی ہے موصوف پیدائشی قادیانی تھے اسکے پردادا مرزا غلام احمد کے مرید تھے اور اسکے نانا مرلی محمد شفیع ناظر اصلاح و ارشاد جیسے عہدے پر فائز رہے خود موصوف کئی قادیانی عہدوں پر کام کرتے رہے اچھے درجے کے شاعر بھی ہیں انکا انٹرویو قادیانی ویب سائٹ احمدی آرگ میں شائع ہوا ہے موصوف ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں

> مرزا غلام احمد کی تعلیمات میں اول درجے کا تضاد اور تاویلات ملتی ہیں جو مرزا صاحب کی تعلیمات کو گوشہ مشکوک میں دھکیل دیتی ہیں اور دماغی خلل پر دلیل محکم بن جاتی ہیں

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قادیانی گروہ کا باشعور طبقہ اسی سوچ کا حامل ہے مگر وہ دنیوی مفادات کے تحت اس قادیانی جکڑ سے نکلنے کیلئے تیار نہیں۔

مرزا غلام احمد کی اولاد اور انکے جانشین آپ کو ختم نبوت کی بحث میں الجھائیں گے حیات مسیح کے خلاف دلائل دیں گے وفات مسیح پر زور دار اور چھپے دار تقریریں گے انسانی خدمت کے گن گائیں گے مگر وہ آپ کو یہ کبھی نہیں بتائیں گے کہ مرزا غلام احمد ایک موقع سے فائدہ اٹھا کر کسی دوسرے کی بچی پر کس طرح نظریں گاڑے ہوئے تھا اور کس طرح اس نے رعونت اور دھمکیوں سے اس بچی کو پانے اور اپنے کمرہ خصوصی میں لانے کی کوشش کی تھی انکی ذہنی پستی اور اخلاق گراوٹ کا یہ عالم تھا کہ جب اس خاتون کی شادی کسی اور سے ہو گئی تو یہ بدبخت دھول کے گھر سے اس خاتون کی شلوار منگاتا تھا اور اسے سونگھ سونگھ کر اپنے عشق کو تسکین دیا کرتا تھا اور یہ بیان دینے والا کوئی اور نہیں انکا اپنا بیٹا ہے اور انکی اپنی بیوی ہے جو اس عاشق نامراد کی ان گندی حرکتوں کو بھی حق ورات بھی خدائی وحی سمجھ کر قبول کر لیتی تھی یہ بیان مرزا غلام احمد کے بیٹے نے اپنی کتاب سیرت المھدی میں اپنی ماں سے بیان کیا جو کتاب مذکور کے پہلے ایڈیشنوں میں موجود تھا اب یہ شرمناک روایت نئے ایڈیشنوں میں نہیں ملتی۔ تاہم یہ بات ایک مسلم حقیقت ہے اور قادیانی ذمہ نے اسے تسلیم کیا ہے۔

مرزا غلام احمد کے پہلے جانشین حکیم نورالدین تھے انکے بیٹے مولانا میاں عبدالمنان عمر ابھی بقید حیات ہیں وہ اس روایت کو سیرت المھدی میں خود پڑھ چکے ہیں اور میاں مذکور نے اس پر مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر احمد سے گفتگو بھی کی تھی لیجئے قادیانی دوستوں کے اپنے ویب سائٹ احمدی آرگ سے ہم یہ سوال و جواب پیش کئے دیتے ہیں۔ سوال کرنے والے خود قادیانی ہیں اور جواب دینے والے (میاں عبدالمنان) کی اہمیت بھی کچھ کم نہیں یہ انکے اپنے گھر کی شہادت ہے جو سب پر بھاری ہے

قادیانی ویب سائٹ کا سوال ... میاں صاحب ایک روایت جو ہے کہ پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود کی۔ روایت یہ ہے کہ حضرت اماں جان فرماتی ہیں کہ ان سے بیان ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود محمدی بیگم کی شلوار منگا کر

سونگھا کرتے تھے جب آپ ۱۹۷۴ء میں پیش ہوئے پارلیمنٹ میں اور آپ کو یہ سیرۃ المہدی کی جلد اول دی گئی۔ لاہوری گروپ نے Provide کی تھی تو کیا یہ روایت اس میں آپ نے پڑھی ہے؟

میاں صاحب کا جواب...... یہ روایت نہ صرف یہ کہ میری نظر سے گذری ہے میں نے وہ کتاب پڑھی ہے ساری نہ صرف روایت بلکہ پوری کتاب پڑھی ہے۔ میں (مرزا غلام احمد کے بیٹے) میاں بشیر احمد کے پاس خود گیا میں نے کہا میاں صاحب احمدیت پر اور تھوڑے اعتراضات ہیں کہ آپ نے اس میں اس قسم کی باتیں کر کے اس میں یہ روایت بھی درج کر دی اور بھی ہیں ایسی۔ میں نے کہا آپ نے یہ کیا لکھ دیا کہنے لگے مجھے اس وقت بہت علم نہیں تھا جو باتیں مجھے پہنچ گئیں انہیں جمع کرتا گیا

قادیانی ویب سائٹ نے میاں صاحب سے یہ انٹرویو ۲۸ جولائی ۲۰۰۲ء کو لیا اور پھر یہ مکمل انٹرویو اپنے ویب سائٹ پر شائع کر دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد کس قدر آوارہ اور بے حیاء مزاج رکھتا تھا قادیانی عوام غور کریں کہ کیا ایسا شخص شریف کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے؟

مگر افسوس کہ قادیانی گروہ پوری ایک صدی سے ایک بے حیاء اور آوارہ مزاج شخص کو خدا کا نبی منوانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور بار بار مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ تم بھی مرزا غلام احمد کے سایہ میں جمع ہو جاؤ کہ نجات بس اسی کو ماننے پر منحصر ہے اس کو نہ ماننے والا جہنم میں جائے گا یہ لوگ اپنے آپ کو حقیقی مسلمان اور دوسروں کو کافر سمجھتے ہیں مسلمانوں کو جہنمی اور انکی عورتوں کو گالی دیتے ہوئے انہیں ذرا حیاء نہیں آتی ہندوپاک کے مسلمانوں پر انکی حقیقت کھل چکی اور وہ انہیں اپنے عبرتناک انجام تک پہنچ چکے اور انہیں مسلمانوں سے الگ کر دیا گیا مگر یہ لوگ یورپ اور افریقہ کے مسلمانوں کی جہالت اور کم علمی سے فائدہ اٹھا کر قادیانیت کو اسلام کے روپ میں پیش کر رہے ہیں اور ختم نبوت اور وفات مسیح کے مسئلے پر عوام کو گمراہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں انکی کوشش ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو انہی مسائل میں مصروف رکھا جائے تاکہ وہ مرزا غلام احمد اور قادیانیت کو

موضوع بحث نہ ہوسکیں موجودہ دور میں انٹرنیٹ پر پال ٹاک پر قادیانی گروہ کی لگائی روزانہ کی مجلسیں سنیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ کس طرح ناواقف مسلمانوں کو اپنا شکار بنانے میں مشغول ہیں

ان حالات میں بعض دوستوں نے حکم دیا کہ مرزا غلام احمد اور قادیانیت کا عام فہم اور بے لاگ تجزیہ ایسا پیش کیا جائے جس سے مرزا غلام احمد اور قادیانیت کو جاننا عام آدمیوں کیلئے بھی کوئی مشکل نہ رہے اور وہ بھی آسان راستے سے اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ مرزا غلام احمد اپنے دور کا ایک بڑا مذہبی بہروپیا تھا اس نے نبوت کے نام پر دوکانداری کی اس نے اپنی لاشعور کی جو عادت بنائی کسی ایک میں بھی اسے کامیابی نہ ملی ہاں دولت کو وہ اپنی نبوت کی دلیل سمجھتا رہا مگر یہ نہ سوچا کہ یہ دلیل کافر اور مشرک دیتے رہے مسلمان نہیں اس نے اپنی کتابوں کو پڑھنے کی تاکید کی مگر اس میں سوائے فضولیات اور لغویات کے اور کیا ہے ؟ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم پر بازاری انداز میں زبان درازی کو اپنا حق جانا اور تمسخر کر کے اس پر ہنستا رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی خبروں کے ساتھ بھرے بازار مذاق کیا شباب و شراب سے دل بہلاتا رہا بات بات پر جھوٹ بولنا اس کی عادت تھی یہ اور اس قسم کے بہت سے حقائق آپ کو اس کتاب میں بدلائل ملیں گے جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ اسلام کے خلاف ایک صدی سے برسرپیکار قادیانیت کے حقیقی خدوخال کیا ہیں اور وہ کیوں مسلمانوں کو اپنے راستے سے گمراہ کرنے میں لگی ہوئی ہے

ہماری آپ سے صرف یہ درخواست ہے کہ آپ غور سے اس کتاب کو ملاحظہ کریں اور اپنے قادیانی دوستوں تک اسے پہنچائیں اگر آپ کی محنت سے کوئی قادیانی قادیانیت سے نکل کر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم تلے آجائے تو یقین کیجئے کہ آپ نے ایک ایسا سودا کیا جس میں نفع ہی نفع ہے گھاٹا کہیں نہیں ؟ اور ہم سمجھیں گے کہ ہماری محنت ٹھکانے لگی ہے اور یہی ہمارے لئے ذریعہ نجات اور ذخیرہ آخرت ثابت ہو گا۔ انشاءاللہ

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

فقط محمد اقبال رنگونی عفا اللہ عنہ ﴿ ۱۰ شوال المکرم ۱۴۲۴ھ ﴾

مرزا غلام احمد کے مقاصد بعثت

مرزا صاحب اپنے مقاصد بعثت میں بری طرح ناکام ہوئے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم:

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جب اپنی قوم کی اصلاح کیلئے آتے ہیں تو انکے پیش نظر کچھ مقاصد ہوتے ہیں جب تک خدا کا پیغمبر ان مقاصد کو پورا نہیں کر لیتا اللہ تعالیٰ انہیں واپس نہیں بلاتا۔ وہ اس وقت تک موت کا پیالہ نہیں پیتے جب تک کہ وہ اپنا بعثت کا مقصد حاصل نہ کر لیں۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے کچھ مقاصد تھے آپ اپنی پہلی آمد میں ان مقاصد کو پورا نہ کر پائے اللہ تعالیٰ نے انہیں موت نہیں دی بلکہ آپ کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا اور آپ اپنی آمد ثانی پر اپنے مقصد بعثت کو پوری طرح حاصل کر لیں گے۔ خدا کا پیغمبر جس مقصد کیلئے مبعوث ہوا ہو اگر وہ اپنے مقصد بعثت کو ہی حاصل نہ کر سکے اور فوت ہو جائے تو آپ ہی سوچیں کہ پھر اس پیغمبر کی بعثت کا کیا فائدہ؟

سرور دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مقاصد قرآن نے بیان کئے ہیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا میں موجود ہیں۔ وہ کیا ہیں (۱) تلاوت آیات (۲) تعلیم کتاب وحکمت (۳) تزکیہ اخلاق (پ البقرۃ ۱۲۹) خود آنحضرت ﷺ نے اپنی بعثت کی غرض یہی ارشاد فرمائی ہے ﴿انما بعثت معلما﴾. آپ نے ارشاد فرمایا ﴿انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق او کما قال علیہ السلام﴾

تاریخ گواہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جن مقاصد کو لے کر مبعوث ہوئے تھے آپ نے ان تمام مقاصد میں شاندار کامیابی پائی اور مخالفین تک کو اس کا اعتراف کرنا پڑا کہ آپ کو اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا بلکہ جو چاہا وہی ہوا اور آپ دنیا سے اس شان کے ساتھ گئے کہ

ہر طرف سے کامیابی آپ کے قدم چوم رہی تھی اور جہالت وبد تہذیبی میں لتھڑی ہوئی قوم کے سروں پر علم و تہذیب کا تاج پوری تابانی سے چمک رہا تھا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی جن مقاصد کو لے کر مبعوث ہوتے ہیں جب تک وہ اس میں پوری طرح کامیابی نہیں پالیتے اللہ تعالیٰ انہیں واپس نہیں بلاتا۔ مرزا غلام احمد کا اعتراف بھی ملاحظہ کریں

> آنحضرتؐ ایسے وقت میں دنیا سے اپنے مولیٰ کی طرف گئے جبکہ وہ اپنے کام کو پورے طور پر انجام دے چکے اور یہ امر قرآن شریف سے بخوبی ثابت ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ..... آنحضرتؐ نے ہرگز اس دنیا سے کوچ نہ کیا جب تک کہ دین اسلام کو تنزیل قرآن اور تکمیل نفوس کامل نہ کیا گیا اور یہی ایک خاص علامت منجانب اللہ ہونے کی ہے جو کاذب کو ہرگز نہیں دی جاتی۔ (نور القرآن حصہ اول ص ۱۶، ۱۷، ص ۴ ط۔ ر۔ خ۔ ج ۹ ص ۳۴۳۔ ص ۳۵۳)

مرزا غلام احمد قادیانی (۱۹۰۸ء) نے جب دعویٰ کیا کہ میں خدا کا رسول ہوں اور اسی طرح کا رسول ہوں جیسے پہلے خدا کے نبی اور رسول تھے تو لوگوں نے اس سے اس کے مقاصد بعثت پوچھے کہ خدا نے آپ کو کن مقاصد کیلئے بھیجا ہے؟ کیا حضور خاتم النبیین ﷺ کی بعثت میں کچھ کمی رہ گئی تھی جن کی تکمیل کیلئے آپ مبعوث ہوئے ہیں اور اپنے آپ کو خدا کے ایک نئے رسول کے روپ میں پیش کررہے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے اپنے مقاصد بعثت یہ بتائے۔

> (۱) میرا کام جس کیلئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں اور آنحضورؐ کی جلالت شان دنیا پر ظاہر کردوں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں (اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۹۔ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

(۲) خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جس سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۵۔ ر۔ خ۔ ج ۱۱ ص ۳۱۹)

(۳) میرے ہاتھ پر مقدر ہے کہ میں دنیا کو عقیدہ (تثلیث) سے رہائی دوں (الحکم قادیان ج ۸ ن ۱۲ ص ۳)

(۴) میرے وقت میں تمام اقوام عالم داخل اسلام ہونگی (چشمہ معرفت ص ۶۷)

مرزا غلام احمد نے اپنا یہ بیان مختلف اشتہارات اور کتابوں میں بار بار دہرایا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انکی بعثت کا ایک مقصد عیسائیت کا خاتمہ اور صلیب پرستی کے ستون کو توڑنا تھا۔

(۲) مرزا غلام احمد نے اپنی بعثت کی دوسری غرض یہ بتائی ہے۔

میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے اور اسکے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشاء پورا ہو اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی...... تو ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی اور ہمارا سارا کام رائیگان گیا (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۵۴)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کے آنے کی اصل غرض ایک ایسی قوم کا تیار کرنا ہے جو تقویٰ اور شرافت میں اپنی مثال آپ ہو اور اخلاق و کردار میں اعلیٰ نمونہ کی حامل ہو۔

(۳) مرزا غلام احمد نے اپنے آنے کی ایک غرض یہ بتائی ہے۔

میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں

(فتح اسلام ص ۱۱ حاشیہ ر۔خ۔ج ۳ ص ۱۱)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کی بعثت کا ایک مقصد سوروں کو قتل کرنا تھا۔

(۳) مرزا غلام احمد نے اپنی آمد کا ایک سبب یہ بتایا ہے

میں قرآن کی غلطیاں نکالنے کیلئے آیا ہوں (دیکھئے ازالہ اوہام ص ۷۰۹

۔ر۔خ۔ج ۳ ص ۴۸۲)

قرآن زمین سے اٹھ گیا تھا میں اسے آسمان سے واپس لایا ہوں

(دیکھئے ازالہ اوہام ص ۷۲۷ حاشیہ)

آیئے ہم مرزا صاحب کے بعثت کے مقاصد پر ایک سرسری نگاہ ڈالیں اور دیکھیں کہ وہ اپنے ان مقاصد کو پورے میں کامیاب ہوا یا وہ بری طرح ناکام ہوا ہے۔

(۱) مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ انکی آمد کی اصل غرض یہ ہے کہ عیسائیت کا خاتمہ ہو جائے۔ صلیب پاش پاش ہو جائے۔ عیسیٰ پرستی کا ستون ہمیشہ کیلئے ٹوٹ جائے۔ اور پھر سوائے توحید کے اور کچھ نہ رہے۔ اگر آپ کو اللہ نے عقل وشعور سے نوازا ہے تو خدارا انصاف سے بتائیں کہ کیا دنیا سے عیسائیت کا خاتمہ ہو گیا؟ کیا صلیب پاش پاش ہو گیا؟ کیا عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹ گیا؟ اگر نہیں اور یہ بات یقینی ہے کہ ایسا نہیں ہے تو مرزا صاحب کے آنے کی جو غرض تھی وہ پوری ہوئی یا اس میں انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا؟ مرزا غلام احمد کے دعویٰ مسیحیت سے پہلے بھی عیسائیت اور عیسیٰ پرستی اپنے پورے عروج پر تھی اور مرزا صاحب کے دعویٰ کے بعد بھی اس میں کمی تو کیا ہوتی اضافہ ہی ہو تا گیا۔ مرزا غلام احمد کے اپنے ضلع گورداسپور میں ۱۸۹۱ء میں عیسائیوں کی تعداد ۲۴۰۰ تھی۔ پھر صرف دس سال بعد (۱۹۰۱ء تک) جو مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت والے سال تھے عیسائیوں کی تعداد ۷۱۴۳ ہو گئی۔ اسکے بعد کے دس سال (۱۹۱۱ء) جس میں مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت بھی کیا اور نبوت کے اونچے مراحل پانے کا دعویٰ بھی کیا اور اسی میں انکی موت بھی واقع ہوئی ہے عیسائیوں کی تعداد میں ۱۹ ہزار کا اضافہ ہوا اور یہ تعداد ۲۳۳۶۵ ہو گئی۔ مرزا صاحب تو عیسائیت کا

خاتمہ کر کے چلے گئے تھے مگر وہ غالباً عیسائیت کا بروز چھوڑ گئے تھے جسکی وجہ سے عیسائیت دن بدن ترقی کرتی رہی اور عیسیٰ پرستی میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ مرزا غلام احمد کے دوسرے جانشین مرزا بشیر الدین محمود نے کھلے بندوں اعتراف کیا ہے کہ عیسائی ایک بڑی تبلیغی قوم ہو گئی ہے اور اس نے لاکھوں مسلمانوں کو عیسائی بنالیا ہے۔ مرزا بشیر الدین لکھتا ہے

> کیا مسیحی ایک بڑی تبلیغی جماعت نہیں اور کیا اس وقت تک لاکھوں مسلمان مسیحی نہیں ہو چکے جب یہ سب واقعات بدیہی اور نظری ہیں تو ان سے آنکھیں بند کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد) کے خلاف منشاء آپ کی جماعت میں سے ضالین کی تلاش کے کیا معنی ہوئے (آئینہ صداقت ص ۳۳ مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۱ء)

قادیانیوں کا ترجمان الفضل نے ۱۹ جون ۱۹۴۱ء کی اشاعت میں جو خبر دی ہے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ عیسیٰ پرستی کا ستون مضبوط ہوتا رہا یا اس کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ الفضل قادیان نے لکھا

> کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے ۱۳۷ مشن کام کر رہے ہیں یعنی ہیڈ مشن اسکے برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے..... روزانہ ۲۲۴ مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں اسکے مقابلے میں مسلمان کیا کر رہے ہیں وہ تو اس کام کو شاید قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے ..... ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر رہے ہیں انہیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں (الفضل ۱۹ جون ۱۹۴۱ء ص ۵)

اس سے تقریباً ۱۳ سال قبل لاہور کے قادیانی یہ ہوش ربا خبر دے چکے تھے کہ

> عیسائیت دن دونی ترقی کر رہی ہے (پیغام صلح ۲ مارچ ۱۹۲۸ء)

لاہوری قادیانیوں کے سربراہ اور مرزا غلام احمد کے مرید خاص مسٹر محمد علی یورپ میں رہنے والے اپنے ایک دوست کے حوالہ سے کہتے ہیں۔

اس عیسائی دنیا میں حیثیت اسلام کو مٹا دینے کیلئے بہت اہتمام سے تیاریاں ہو رہی ہیں بےشمار کتابیں اسلامی ممالک اور اسلامی معاشرت کے متعلق چھپ رہی ہیں تاکہ عیسائی مبلغین کو ان ممالک میں عیسوی تبلیغ میں امداد دے سکیں ۔۔۔ یہ سب اہتمام تخریب اسلام پر صرف ہو رہے ہیں (محمد علی لاہوری کے دو خطبے)

یہ تو انکے دوست کا بیان تھا اب انکا بیان بھی دیکھئے

ہم میں سے بعض لوگ اٹھتے ہیں اور کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ یورپ مذہب سے بیزار ہو چکا ہے اسلئے اسکے سامنے مذہب کو قرآن کو پیش کرنا مفید نہیں اب یورپ کے لوگ مذہبی باتوں کو سننے کیلئے تیار نہیں لیکن ایسا کہنے والے یہ نہیں سوچتے کہ اگر یورپ مذہب سے بیزار ہو چکا ہے تو اسکا قدم اپنی مذہبی کتاب یعنی بائیبل کی اشاعت میں اس قدر آگے کیوں بڑھ رہا ہے ذرا غور کیجئے کہ ۱۸۰۴ء تک بائیبل کا ترجمہ دنیا کی ۔۔ سو مختلف زبانوں میں ہو چکا تھا ۱۹۰۶ء میں یعنی چودہ سال بعد ایک سو زبانوں کا اور اضافہ ہو گیا۔ ۱۹۱۷ء میں یعنی اور گیارہ سال بعد یہ تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی۔ ۱۹۲۸ء میں یعنی اور گیارہ سال بعد چھ سو زبانوں میں ان لوگوں نے بائیبل کا ترجمہ کر دیا اور اسکے بعد ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۷ء یعنی نو سال کے عرصے میں یہ تعداد ۱۲۰ مزید زبانوں تک پہنچ گئی گویا آخری نو سالوں میں ۱۲۰ مزید زبانوں میں بائیبل کے ترجمے ہو گئے (دو خطبے ص ۲۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے جس وقت یہ دعویٰ کیا کہ وہ مسیح موعود ہے اور اسکا کام کسر صلیب اور عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنا ہے اس وقت بائیبل کے تین سو زبانوں میں ترجمے موجود تھے مگر مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت اور پھر دعویٰ نبوت کے سالوں میں اس تعداد کے ختم ہونے یا گھٹنے کے بجائے مزید اضافہ ہو تا چلا گیا ابھی مرزا غلام احمد زندہ سلامت موجود تھا اور اسکے دعوؤں پر چودہ سال بھی گزر چکے تھے مگر نہ کسر صلیب ہوا اور نہ عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹا۔

اسے کہتے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ قادیانیوں کے دونوں فریق تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کی موت کے تیس بتیس سال بعد بھی عیسائیت میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ اس میں خوفناک حد تک اضافہ ہی اضافہ ہوا ہے اور جس مذہب (قادیانی) کا سربراہ عیسیٰ پرستی اور عیسائیت کا خاتمہ کرنے نکلا تھا آپ خود اسکے اپنے مبلغین خطرناک صورت حال سے دوچار ہیں۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کیا مرزا صاحب کے آنے کی علت غائی پوری ہوئی؟ کیا اب بھی انکے جھوٹا ہونے میں کوئی شک باقی رہ گیا ہے؟

یہ صحیح ہے کہ مسیح موعود نے کسر صلیب کا عظیم کارنامہ سرانجام دینا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب کے ہاتھوں یہ کام پورا نہ ہوا۔ اس ناکامی کا دلچسپ پہلو تو یہ ہے کہ عیسائیت کا خاتمہ تو کیا ہوتا مرزا صاحب نے عیسائیوں کی محبت و مودت اور خدمت واطاعت کے وہ جذبے دکھائے اور وہ راگ الاپے ہیں کہ تاریخ انہیں واقعی عیسائیوں کا خود کاشتہ پودا کہنے پر مجبور ہے۔ مرزا صاحب نے انہی عیسائیوں کو قرآن کی آیت اولوالامر کا مصداق دے کر انکی اطاعت کو فرض قرار دیا (ضرورۃ الامام ص ۲۳) اور انکے ساتھ دشمنی کو خدا دشمنی بتا کر جہنم کی سزا کا مستحق گردانا۔ کیا یہ بات غلط ہے کہ مرزا صاحب انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا؟

کیا یہ بات حیرت ناک نہیں کہ مرزا صاحب آئے تو تھے عیسائیت کا خاتمہ کرنے کیلئے۔ مگر کرتے کیا رہے اسے انکے اپنے الفاظ میں دیکھیں:

> میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی (عیسائی حکومت) کی تائید اور حمایت میں گذرا (تریاق القلوب ص ۲۵)

کیا یہ بات مذاق نہیں کہ مرزا صاحب تو عیسائیت کو مٹانے آئے تھے لیکن وہ عیسائیوں کی خدمت میں لگ گئے اور پھر عیسائی حکومت کو مسلمانوں کی محسن کا درجہ بھی دے دیا کیا مرزا صاحب کی یہ تحریر ایک مذاق نہیں تو اور کیا ہے:

> مجھ سے انگریزی سلطنت (عیسائی حکومت) کے سلسلے میں جو خدمت ہوئی ہے وہ یہ کہ

میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے (ستارہ قیصریہ ص ۷)

یعنی جنہیں عیسائیت کا نام ونشان مٹانے کیلئے مبعوث کیا گیا تھا وہ انہیں نہ صرف بچانے میں لگ گیا بلکہ ان کی خدمت واطاعت کو ہی خدائی حکم بنا دیا۔ فیا للعجب

راقم الحروف کی کتاب (خود کاشتہ پودا کی حقیقت) لائق مطالعہ ہے جس میں قادیانی سربراہ مرزا طاہر کی اس موضوع پر لکھی ایک کتاب کا جائزہ لیا گیا ہے اور مرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

مرزا غلام احمد کی موت کے بعد ہندوستان میں عیسائیوں نے نہ صرف مذہبی سطح پر ترقی کی بلکہ سیاسی پہلو سے بھی چاروں طرف اپنے قدم جمائے اور دن رات مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے رہے۔ یہ اہل حیثیت ہی تھے جو اہل توحید کو بے شاکانہ طور پر قتل کرتے رہے اور ان کی لاشیں درختوں پر لٹکاتے رہے۔ اور مسلمانوں کو خنزیروں کی کھالیں میں سیتے رہے۔ پھر قرآن کریم کے بارے میں انتہائی گستاخانہ الفاظ استعمال کئے گئے اور آنحضرت ﷺ کی ذات عالی پر طرح طرح کے بہتان باندھے گئے؟ مگر قادیانی کہتے ہیں کہ عیسائیت تو مرزا صاحب کی موت سے پہلے مٹ چکی تھی اور ساری دنیا میں اسلام کا پرچم بلند تھا۔ سوال یہ ہے کہ اگر عیسیٰ پرستی کا ستون گر چکا تھا اور عیسائیت مٹ چکی تھی اور چاروں طرف اہل توحید کا غلغلہ تھا تو آپ ہی بتائیں کہ مسلمانوں پر اتنا بڑا ظلم وستم کس نے روا رکھا تھا؟ اور کیوں گلی گلی عیسیٰ پرستی کے سبق دیئے جا رہے تھے؟

اس تفصیل سے یہ معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنے آنے کی جو غرض بتائی تھی اس میں وہ ہرگز کامیاب نہ ہوا اور اسے قدم قدم پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

(۲) مرزا غلام احمد نے اپنی بعثت کی دوسری غرض ایک ایسی جماعت کا تیار کرنا بتایا جو تقویٰ اور

اعلیٰ اخلاق کی حامل ہو۔ مرزا صاحب نے ایک گروہ مبلا لوران پر بہت عرصہ محنت کرتے رہے مگر افسوس کہ وہ اس میں بھی بری طرح ناکام ہوئے۔ خود مرزا صاحب کی بے ایمانی اور بد اخلاقی کا یہ عالم تھا کہ دوسروں کے مال پر ہاتھ صاف کرنا انکے نزدیک کوئی گناہ ہی نہ تھا اور رات کی تنہائیوں میں انکے کمرہ خصوصی میں غیر محرم عورتوں کی آمد و رفت برابر جاری تھی اور جوان لڑکیاں مرزا صاحب کی ٹانگیں دباتی رہتی اور یہ سلسلہ ساری رات چلتا رہتا تھا آپ ہی بتائیں کیا یہ کوئی شریفانہ حرکت تھی؟ اور کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کی ان غیر شریفانہ حرکتوں کو دیکھ دیکھ کر ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے گی جو تقویٰ و اخلاق میں اونچے درجے کی مالک ہو۔

ہم اس وقت مرزا صاحب کے دور کی قادیانی جماعت کے اخلاق و کردار کو زیر بحث نہیں لا رہے ہیں خود مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں دیکھا اور تسلیم کیا کہ انکی جماعت بد خوئی اور کج خلقی کے مرض میں مبتلا ہے اور ناحق رنجش اور خود غرضی اور سخت کلامی ان میں پائی جاتی ہے (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۲۰) یہ لوگ کج دل اور قادیانی غریبوں کو بھیڑ بکری سمجھتے ہیں تکبر کی وجہ سے سیدھے منہ سلام تک نہیں کرتے خوش خلقی اور ہمدردی انکے قریب بھی نہیں پھٹکی (ایضاً ص ۴۴۱) چھوٹی چھوٹی باتوں پر گالیاں دینا ایک دوسرے پر حملہ آور ہونا دلوں میں کینہ پیدا کرنا کھانے پینے کی چیزوں پر نفسانی جھگڑوں میں پڑنا ان کا طریق ہو گیا ہے (ایضاً)

مرزا صاحب نے ایک رؤیا میں اپنی جماعت کو کس رنگ میں دیکھا ہے اسے بھی دیکھئے

میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے اردگرد بہت سے سور اور سور ہیں اور اس سے میں نے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں (نزول المسیح ماخوذ از پیغام صلح لاہور ۷ جولائی ۱۹۳۴ء)

مرزا غلام احمد کی کتاب شہادۃ القرآن کے آخر میں ۱۸۹۳ء کا اشتہار التوائے جلسہ کے نام سے درج ہے اس اشتہار کو ملاحظہ کیجئے اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ مرزا صاحب نے اپنے مریدوں کو کن کن القابات سے یاد کیا ہے مثلاً

ناقل' بے تہذیب' ناپاک دل' نفسی محبت سے خالی' پرہیزگاری سے عاری' کج دل' مشتبر' ہیجڑوں کی مانند' سفہ' خود غرض' الزام کے تماشا بننے والے' آئینہ پرور کھانے پینے پر نفسیاتی بحث کرنے والے' نفسانی علاج کے مریض' بد تہذیب' مغضدی' درندوں سے بدتر' جھوٹ کو نہ چھوڑنے والے۔

قادیانیوں کا یہ کہنا کہ یہ شروع کی بات آپ کہاں لے بیٹھے مرزا صاحب کو مسیح موعود کا دعویٰ کئے ہوئے ابھی تو صرف دو سال کا عرصہ ہوا تھا اس میں وہ اپنی جماعت کا کمال تزکیہ کر سکے ہوں گے بعد میں ان کی محنت ضرور ٹھکانے لگی تھی جواباً گذارش ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنی آخر تصنیف میں جو ان کی موت کے بعد شائع ہوئی تھی اس میں بھی اپنے گروہ کا یہی نقشہ بیان کیا ہے یقین نہ آئے تو پڑھئے مرزا صاحب کہتے ہیں

> ابھی تک بیعت کرنے والے بہت سے ایسے ہیں کہ نیک بختی کا مادہ ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچے کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بد قسمت (قادیانی) ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں اور (میرے بارے میں) بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف (براہین ج ۵ ص ۷۵ر۔ خ۔ ج ۲۱ ص ۱۱۳)

مرزا غلام احمد کا دل ان باتوں کی وجہ سے جل کر کباب ہو جاتا تھا اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ ان سے تو درندے اچھے ہیں (ایضاً)

یہ صحیح ہے کہ مرزا غلام احمد کے یہ بیانات ۱۹۰۰ء سے پہلے کے ہیں کوئی قادیانی یہ نہ سمجھے کہ بعد میں یہ جماعت نیکی پر آچلی تھی اور مرزا صاحب ان کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر چکے تھے۔ نہیں ہرگز نہیں مرزا صاحب نے اپنے آخری دور میں بھی اپنی امت کو ایسا ہی پایا تھا اور ان کو کہنا پڑا کہ ابھی بیعت کرنے والے ابھی تک نیک عمل نہیں ہو سکے اور بعض تو شریروں کی طرف جلد جھک پڑتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف دوڑتا ہے۔ (دیکھئے براہین

احمدیہ حصہ ۵ ص ۷۷۔ ر۔ خ۔ ج ۲۱ ص ۱۱۴)

مرزا صاحب نے اپنی امت کو جس حال میں دیکھا وہ آپ کے سامنے ہے۔ آیئے ہم قادیانی جماعت کے ان چند افراد کے اخلاق و کردار پر ایک نگاہ ڈالتے چلیں جو اس جماعت میں ریڑھ کی ہڈی مانے گئے ہیں اور جن پر قادیانی زعماء کو بڑا ناز ہے اس سے آپ کو کچھ اندازہ ہو جائے گا کہ جب ایسے بڑے میاں اس پائے کے ہیں تو پھر چھوٹے میاں کا پوچھنا ہی کیا۔

قادیانی جماعت کا معروف سربراہ اور مرزا صاحب کا دوسرا جانشین مرزا محمود احمد ہے جو بشیر الدین کے نام سے معروف ہے جنہیں قادیانی مصلح موعود بھی کہتے ہیں اور انکے لئے خدائی فضل و شرف کی کہانی سناتے نہیں تھکتے۔ مرزا بشیر الدین مرزا غلام احمد کا صاحبزادہ ہے اور انکے اپنے گھر کا ایک اہم فرد ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے اس بیٹے کی تربیت پر خصوصی توجہ دی تھی کیونکہ یہ صاحبزادہ باپ کی زندگی میں بھی ایک بد اخلاقی کا ارتکاب کر چکا تھا مرزا صاحب اس پر ایک کمیشن بٹھا چکے تھے کہ اس کی نازیبا حرکتیں اور بات ادھر ادھر ہو گئی تھی اسلئے ہم یہ واقعہ یہاں نقل نہیں کر رہے ہیں۔ البتہ اسکے بعد جو واقعات قادیان میں زبان زد خاص و عام ہوئے ہیں ان میں سے دو واقعے ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ یہ صاحبزادہ کس کردار کا مالک تھا:

مرزا غلام احمد کے ایک پرانے اور خصوصی مرید (جنہیں قادیانی صحابی کے نام سے یاد کرتے ہیں) شیخ عبدالرحمن مصری نے مرزا محمود کی جب اخلاق سوز حرکتیں دیکھیں تو انہیں تنہائی میں جا کر نصیحتیں کیں اور خلافت کا واسطہ دے کر اچھے اخلاق کے ساتھ زندگی گذارنے کی تاکید کی مگر مرزا محمود نے جماعت کے اس بزرگ کی کسی بات پر کان نہ دھرا اور انکے اخلاق سوز حرکتوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ خارجی اور داخلی واقعات زبان زد عام و خاص ہونے لگے تو بات عدالت تک جا پہنچی۔ شیخ مصری نے لاہور کی عدالت میں مرزا محمود کے گھناؤنے کردار پر حلفیہ بیان دیا اور اس پر تفصیلی بحث اٹھائی۔ موصوف نے اپنے حلفیہ بیان میں مرزا بشیر الدین کے کردار کا جو نقشہ کھینچا ہے اسے آپ پڑھیں اور سوچیں کہ مرزا غلام احمد اپنے اس مشن میں کامیاب ہوا یا ناکام؟ شیخ مصری نے کہا

موجودہ خلیفہ (یعنی مرزا محمود) سخت بد چلن ہے یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے اس کام کیلئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے انکے ذریعے یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے اس نے سوسائٹی بنائی ہوئی ہے اس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے (کمالات محمودیہ۔ شمر سدوم از شفیق مرزا ص ۹۷)

مرزا بشیر الدین نے قادیان کی کتنی عفتوں کو تار تار کیا ہے اور کس بے دردی سے انکی عصمتوں کو چور چور کیا ہے وہ کہانی بڑی عبرتناک اور شرمناک ہے خود عبدالرحمن مصری کا صاحبزادہ حافظ بشیر احمد مصری انکی ہوس کا مستقل شکار رہ چکا ہے۔ جب دنوں (۱۰ جون ۱۹۸۸ء) مرزا طاہر نے علماء اسلام کے نام مباہلے کا جو ڈرامہ رچایا اسکی ایک کاپی حافظ بشیر احمد مصری کے نام بھی بھیجی گئی تھی ۵ اگست ۱۹۸۸ء کو ہی حافظ بشیر احمد مصری نے اسکے جواب میں مرزا طاہر کے نام ۱۸ اگست ۱۹۸۸ء کو ایک طویل خط لکھا اور انکے مباہلہ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے مرزا صاحب کے خاندان کا جو اخلاق سوز نقشہ کھینچا ہے اس نے مرزا طاہر کی زبان گنگ کر دی اور اسے پھر کبھی جرأت نہ ہوئی کہ وہ حافظ بشیر مصری کے اس چیلنج کو قبول کرے اور اپنے باپ اور چچا کی اخلاق سوز حرکتوں کی تردید کرے حافظ صاحب نے اپنے طویل خط کے آخر میں بطور خلاصہ کے جو بیان دیا ہے اسے پڑھئے

میں حافظ بشیر احمد مصری مندرجہ ذیل گواہی اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر دیتا ہوں کہ

الف۔۔۔ مرزا طاہر احمد کا والد مرزا بشیر الدین محمود احمد (جو بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد کے تین بیٹوں میں سے بڑا بیٹا تھا اور جو قادیانی جماعت کا خلیفہ ثانی تھا بدکار تھا اور منکوحہ و غیر منکوحہ عورتوں کے ساتھ زنا کیا کرتا تھا حتیٰ کہ خاندان کی ان عورتوں کے ساتھ بھی زنا کیا کرتا تھا جن کو نہ صرف اسلامی شریعت نے بلکہ سب الہامی مذاہب نے محرمات قرار دیا ہے۔

ب۔۔۔ مرزا طاہر احمد کا چچا مرزا بشیر احمد (جو مرزا غلام احمد کے تین بیٹوں میں دوسرے

نمبر کا بیٹا تھا) لواطت کا عادی تھا اور بالخصوص اسے نو عمر لڑکوں سے بد فعلی کی بہت عادت تھی

ب..... مرزا طاہر کا پدری چچا مرزا شریف احمد (جو غلام احمد کے تین بیٹوں میں تیسرے نمبر پر تھا) لواطت کا عادی تھا اور بالخصوص اسے نو عمر لڑکوں سے بد فعلی کی بہت عادت تھی

ت..... مرزا طاہر کا بڑا بھائی مرزا ناصر (پسر مرزا بشیر الدین محمود) مرزا غلام احمد کا پوتا اور قادیانی جماعت کا خلیفہ ثالث زانی ہونے کے علاوہ لواطت بھی کیا کرتا تھا

ث..... مرزا طاہر احمد کی والدہ کا بھائی (یعنی مرزا غلام احمد کی بیوی کا بھائی) میر محمد اسحٰق جماعت کے نظام میں ایک بلند اور باعزت حیثیت رکھتا تھا اور محدث کے خطاب سے سرفراز ہوا تھا وہ بھی لواطت کا عادی تھا قادیان کے یتیم خانہ کے محاسب ہونے کی حیثیت میں بے چارے کم سن یتیم بچے اسکی ہوس کشی خواہشات شہوانی کے شکار ہوا کرتے تھے

میں اگر چاہوں تو اور بھی بہت سے ایسے ناموں کی فہرست لکھ سکتا ہوں جو قادیانی نظام میں بڑے بڑے عہدوں پر مامور تھے اور جو اپنے اثر رسوخ کے بل بوتے پر اپنی شہوانی سرگشتیوں کی وجہ سے اخلاقی پابندیوں سے آزاد تھے لیکن ان فحش باتوں کی زیادہ تفصیل لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ سے اس موضوع پر مباہلہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے اس اصرار کو جھٹلایا جائے کہ یہ الزامات احمدیت کے خلاف سراسر جھوٹ اور شرانگیز پروپیگنڈہ ہیں حالانکہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان الزامات میں کوئی غلط بیانی یا مبالغہ نہیں (مرزا طاہر کے نام کھلا خط ص ۱۳ و ۱۴)

مرزا طاہر کی طرف اس کا کوئی جواب نہ ملنے پر موصوف نے ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو پھر ایک یاد دہانی کا خط بھیجا اور اسکی آخری سطروں میں پھر سے پوچھا کہ

میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری یاد دہانی کے مراسلہ کا جواب دے کر مجھے بتائیں گے کہ ہم دونوں مباہلہ کی حلف کب کس طرح اور کس مقام پر اٹھائیں گے (ایضاً ص ۱۷)

دس بارہ سال گزر چکے ہیں مگر مرزا طاہر خاموش ہیں انہیں اتنی بھی جرأت نہیں ہو رہی ہے کہ وہ اپنے ہی گروہ کے سامنے حافظ بشیر احمد مصری کے مذکورہ بیان کی کھلی تردید کریں اور اپنے باپ

کی جانب سے صفائی پیش کر دی ہے یہ تو حافظ بشیر احمد کا بیان تھا تاہم جو حضرات مرزا محمود کے گھناؤنے کردار کو تفصیل سے معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ شفیق مرزا کی کتاب شہر سدوم پڑھیں۔

مرزا بشیر الدین کی اخلاق سوز حرکتیں صرف قادیان تک ہی محدود نہ تھیں یورپ میں بھی اس نے یہی گل کھلائے ہیں اور عریاں ناچ دیکھنے سے ذرا بھی شرم نہیں آئی۔ فرانس کے شو میں مسٹر ظفر اللہ قادیانی (سابق وزیر خارجہ پاکستان) بھی اس کے ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ اور یہ بات خود مرزا بشیر الدین محمود نے تسلیم بھی کی ہے۔ اس نے جمعہ کے بیان میں کہا

> جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں گا مگر قیام انگلستان کے دوران مجھے اس کا موقع نہ ملا واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چودھری ظفر اللہ سے جو میرے ساتھ تھے کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریاں نظر آسکے وہ مجھے اوپیرا میں لے گئے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا چودھری صاحب نے بتایا کہ یہ وہی سوسائٹی کی جگہ ہے۔ آپ دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ عورتیں ننگی ہیں میں نے چودھری صاحب سے کہا کہ یہ ننگی ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں مگر باوجود اس کے ننگی معلوم ہوتی ہیں (الفضل قادیان ۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء)

یورپین سوسائٹی کے عیب والے حصہ کو دیکھنا اور عورتوں کو عریاں دیکھنے کا شوق اس صاحبزادے کو کتنا تھا اس کا فیصلہ آپ ہی کریں تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مرزا غلام احمد کا یہ صاحبزادہ اور قادیانیوں کا مصلح موعود اور ان کا سربراہ بہت پست اخلاق تھا اور شرافت سے کوسوں دور تھا۔

کسی نے مرزا بشیر الدین کو بتایا کہ لاہور کی سسل ہوٹل میں ایک اطالوی حسینہ تشریف لائی ہوئی ہیں اور ہوٹل میں آنے والے معزز مہمانوں کا دل بہلانے میں بڑی ماہر ہیں مرزا محمود بعض

نفیس سول ہوٹل پہنچ گئے آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہوئے کانوں میں بات پہنچی اور دیکھتے دیکھتے اطالوی حسینہ مرزا محمود کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہوگئی یہ یکم مارچ ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے اس ہوٹل میں آئے ہوئے لوگ پریشان ہوئے کہ اطالوی حسینہ کہاں گم ہوگئی تین قریب تھا کہ بات پولیس تک جاتی کہ ہوٹل کے ایک بیرے نے بات کھول دی اور کہا کہ

اطالوی حسینہ کو مرزا محمود موٹر میں بٹھا کر لے گئے ہیں (اخبار آزاد ۱۳ مارچ ۱۹۳۴ء)

اس واقعہ پر روزنامہ زمیندار نے اشعار کی صورت میں بڑا عمدہ تبصرہ کیا اسکے دو شعر ملاحظہ کیجئے

رونق ہے ہوٹلوں کی تیرا حسن بے حجاب ۔۔۔ جس پر فدا ہے شیخ تو لٹو ہے برہمن

جب قادیاں پہ تیری تجلی نظر پڑی ۔۔۔ سب نشہ نبوت خفی ہوا ہے ہرن

جب ملک کے مختلف اخباروں نے مرزا محمود کو اس شرمناک حرکت پر لتاڑا تو اس نے کہا کہ

میں یہ اطالوی حسینہ اسلئے یہاں سے کر آیا تھا کہ اپنی بیویوں اور لڑکیوں کو اس سے انگریزی لہجہ سکھاؤں (الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۳۴ء)

مگر اسے بتایا گیا کہ آپ جس حسینہ کو ہوٹل سے اٹھا کر اپنے گھر لائے ہیں وہ اطالوی ہے انگریز نہیں خود اسکی مادری زبان انگریزی نہیں اسکا اپنا لہجہ انگریزی نہیں یہ آپ کی بیویوں اور لڑکیوں کو کیا خاک انگریزی لہجہ سکھائے گی؟ کیا اس سے بہتر نہیں کہ آپ سچ ہی بتادیں کہ میں اسے یہاں کیوں لایا ہوں۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مرزا غلام احمد کا یہ جانشین کس کریکٹر کا شخص تھا؟

مرزا بشیر الدین کے خاندان کی خواتین کے استاذ مرزا محمد حسین نے اپنی آنکھوں بہت کچھ دیکھا تھا وہ گھر کے ایک ایک کونے اور ایک ایک فرد کی داخلی اور خارجی زندگی سے واقف تھا یہاں جو کچھ ہوتا تھا اسے اسکی باوثوق طریقے سے اطلاع مل جاتی تھی اس نے مرزا بشیر الدین کے غیر شریفانہ کریکٹر اپنی کتاب فتنہ انکار ختم نبوت میں جگہ جگہ بیان کئے ہیں اسکی ایک ہلکی سی جھلک دیکھئے موصوف لکھتے ہیں

قادیان میں مؤلف کی کارگاہ بھی قادیانی راسپوٹین کی جنسی یورشوں کی جولان گاہ تھی یعنی طبقہ اناث۔ مؤلف اسی طبق اناث تھا سربراہ ثانی (مرزا محمود) کے قبضے سے یہ کام شروع ہوا...... سربراہ ثانی کے قبضے کیلئے اسے گھر، منزل کی دفعہ دن میں جانا پڑتا تھا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ مؤلف کا کردار ان سے پوشیدہ رہے اور قبیلے کا کردار معلم سے مخفی رہے ۱۹۳۱ء میں مؤلف کو سربراہ ثانی (مرزا محمود) شملہ لے گیا وہاں چار ماہ تک ایک چھت کے نیچے ہی رات دن بسر کرنے پڑے مؤلف اپنی مغفرت کیلئے رات کے کسی پہر اٹھتا تھا اُدھر سے رات کا ہی کوئی حصہ بادی معصیت کار کیلئے محفوظ ہو سکتا تھا وہاں یہ تجربہ ہوا کہ رات کو ہی مغفرت کے طلب گار اور معصیت کے رسیا کا ملاپ بھی ہو سکتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا قارئین کیلئے اشارہ کافی ہوگا" بے حیا بنیم کو ان بیانہ کیوں "...... خلیفہ محمود کی جنسی چیرہ دستیوں کو من و عن بیان کرنا مشکل ہے گر فاش میگویم جہاں برہم زنم...... شملہ سے واپس قادیان آنے کے بعد مؤلف کے مخبر اول ڈاکٹر احسان علی نے جو خلیفہ کی سوتیلی خوشدامن کا بیٹا تھا بے دریغ سارے پردے چاک کر دئیے انکی معلومات حقیقی کا منبع خلیفہ کا وہ ڈرائیور تھا جو دن رات سیاہ کاریوں کو دیکھتا تھا بعد راز دار خصوصی تھا اس ڈرائیور نے خود براہ راست مجھ سے قصر خرافات کے رازہائے درون خانہ شروع کر دئیے تھے علاوہ مؤلف کے ایک شاگرد مصلح الدین نے جو اس عشرت کدے کا ایک مورہا تھا جو حالات سنائے ان سے ڈرائیور مذکور کی روایت کی پوری تصدیق ہو گئی تھی...... اب اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ قصر خرافات عصمتوں کا مقتل بنا ہوا تھا اس قتل عام سے پہلے صیدزبوں بن قصر کے نسوانی مکین تھے بایں ہمہ انکا وجود معلم کے طور پر تھا تاکہ گناہ کا خوف فوراً کافور ہو جائے (کتاب مذکور ص ۲۳۸ ۳۰ ۴۰)

یہ صرف ایک دو آدمیوں کا بیان نہیں بے شمار افراد یہی بیان دے رہے ہیں اور چیخ چیخ کر

بتا رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا محمود انتہائی بد چلن آوارہ اور عیاش تھا اس سے قادیانی دوست اندازہ کر لیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنی بعثت کی جو غرض بتائی کیا وہ پوری ہوئی تھی؟

مرزا صاحب کے دوسرے صاحبزادے مرزا بشیر احمد کا حال بھی دیکھتے جائیں مرزا صاحب کا یہ صاحبزادہ قادیانیوں میں قمر الانبیاء (نبیوں کا چاند) کے نام سے پہچانا جاتا ہے (استغفر اللہ) مرزا صاحب اپنے اس بیٹے کے اخلاق کی بہت تعریف کرتے تھے اور اسکی شرافت کا بہت ڈھنڈورہ پیٹتے تھے۔ دیکھئے یہ صاحبزادہ کس کردار کا حامل تھا۔ عبد الرب خان قادیانی کہتے ہیں کہ۔

ہم مرزا بشیر احمد المعروف قمر الانبیاء کے گھر میں رہ رہے تھے کہ ایک رات کو آندھی سی آئی سب افراد خانہ کمروں میں جانے لگے میری اہلیہ مرحومہ برآمدے سے گزر رہی تھیں کہ میاں بشیر احمد سامنے آگئے اور انہوں نے میری اہلیہ کی چھاتیوں کو پکڑنا چاہا وہ بڑی غیرت مند خاتون تھیں انہوں نے ایک زناٹے دار تھپڑ میاں بشیر کے چہرے پر رسید کیا جس سے وہ دوہرے ہو گئے صبح کے وقت انہوں نے مجھے ناشتہ پر بلایا میں نے انہیں اس بد معاش پر ڈانٹا تو وہ کہنے لگے رات آندھی تھی کچھ مجھے نزلہ کی بھی شکایت تھی اسلئے میں سمجھا کہ شائد میری بیوی ہیں۔ انہوں نے اتنا ہی کہا تھا کہ میری اہلیہ اوپر سے آگئیں اور کہا چلو اٹھو اس بد معاش کے پاس بیٹھے ہو (شہر سدوم ص ۱۶۱)

غیر عورتوں کی چھاتیوں کو پکڑنے کی کوشش اور پھر اس پر یہ تاویل کہ یہ شائد میری بیوی ہوگی بے حیائی کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے پھر ایک قادیانی خاتون کا قادیانیوں کے چاند کو کھلے عام بد معاش کہنا واضح کرتا ہے کہ مرزا صاحب کا یہ صاحبزادہ کس قدر بے حیا تھا۔ اور کس قسم کے گل کھلاتا تھا۔

ہم نے یہ دو مثالیں مرزا صاحب کے گھر کی پیش کیں ہیں۔ آئیے باہر کی دو مثالیں بھی دیکھیں قادیانی جماعت میں خواجہ کمال الدین کا نام کوئی غیر معروف نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد نے

اسے بڑی سرگرمی سے دین کی اشاعت کرنے والا قرار دیا ہے اور اسکے چہرہ پر نیک بختی کے آثار بھی بہت نظر آتے ہیں اور انہیں متقی تک کہا ہے (دیکھئے ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۳ حاشیہ۔ روحانی خزائن ج ص ۳۱۵)

یہ صاحب مالی معاملات میں کس قدر بددیانت تھے اسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں سردست یہ قصہ سنئے کہ خواجہ کمال الدین نے یورپ کے مسلمانوں سے اسلام کی اشاعت کے نام پر خوب چندہ کیا۔ موصوف اس عنوان سے رنگون (برما) کے مسلمانوں کو بھی دھوکہ دے کر چندہ کرتے رہے۔ یہ سارا مال کہاں گیا اسے قادیانی ترجمان الفضل کی زبانی پڑھئے۔

> خواجہ کمال الدین اشاعت اسلام کے نام سے جو لاکھوں روپیہ مسلمانوں سے لے چکے ہیں ایک عرصہ سے انکے حساب کا مطالبہ کیا جارہا تھا بار بار اصرار کے بعد خواجہ صاحب موصوف نے بعض رقوم کو تو ذاتی بتا کر انکا حساب دینے سے قطعاً انکار کر دیا اور بعض کے بارے میں کہہ دیا کہ انکا حساب انجمن کے سپرد کر دیا گیا ہے ...... لیکن انجمن نے اسکی تردید میں جو اعلان اخبارات میں شائع کرایا ہے اس نے معاملے کو اور بھی الجھن میں ڈال دیا ہے (الفضل ۷ اگست ۱۹۲۸ء ص ۳)

خواجہ کمال الدین کی وفات ہوئی تو مرزا بشیر الدین نے انکے لئے دعا تک نہ کی اسکا اظہار قادیانیوں کی لاہوری جماعت کے امیر محمد علی لاہوری نے اپنے ایک خطبہ میں کیا (اخبار پیغام صلح ۱۲ مئی ۱۹۳۹ء) قادیانیوں کے ہاں خواجہ کمال الدین کس کردار کے حامل تھے اسے انکے ترجمان میں دیکھئے:

> خواجہ صاحب کی ایک فریبی اور علمی قابلیت جس پر آپ کو مجددیت اور امامت کا شوق چرایا ہے اور یہاں تک کہنے کی جرات ہوگئی ہے کہ جو کچھ مرزا صاحب کرتے تھے وہی کام میں بھی کرتا ہوں خواجہ صاحب اپنے ہوش کو سنبھالو اور دیکھو کہ تم کیا سے کیا ہو گئے اور کہاں سے کہاں پہنچے ہو کچھ شرم کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر

دیکھو تو تمہارے قلب کی اب کیا حالت ہے ...... انصاف سے کہیں کہ چور کو چور زانی کو زانی کہیں تو کیا جرم ہے یا زانی کو شریف اور کاذب کو صادق کہیں تو کیا سعادت ہے (اخبار الفضل ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

مرزا بشیر الدین محمود کی سرپرستی میں نکلنے والے قادیانی ترجمان نے اپنی آخری سطروں میں خواجہ کمال الدین کا جو تعارف کرایا ہے کیا اس کی رو سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے مشن میں کامیاب ہوئے تھے؟ اور جس مقصد کیلئے انکی بعثت ہوئی تھی اس میں انہیں کامیابی ملی تھی؟ نہیں ہرگز نہیں۔

آیئے ہم قادیانی جماعت لاہور کے سربراہ محمد علی لاہوری کے بارے میں بھی کچھ معلومات حاصل کریں۔ مرزا بشیر الدین اور ان کے رفقاء کا کہنا تھا کہ موصوف عجب رنگ کے انسان ہیں اور انکی پالیسی چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی پر عمل کرنے کی تھی۔ قادیانی ترجمان لکھتا ہے:

مولوی محمد علی صاحب بھی عجب رنگ کے انسان ہیں نہ تو انہیں اپنے کسی قول کی پرواہ ہے اور نہ اپنے فعل کی جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسا ہی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور جدھر ضرورت ہو ادھر ہی ڈھل جاتے ہیں (الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۹ء)

اسی الفضل کے ۲ جون ۱۹۳۱ء کے شمارہ میں محمد علی لاہوری کو خائن اور بددیانت تک کہا گیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ ایک جماعت کا سربراہ مسیح موعود ہو کر رنگ رلیاں مناتا ہے اور دوسرا سربراہ انجمن کے خزانہ سے ہزار روپیہ لے کر اور دیگر سامان لے کر خیانت و بد دیانتی کا ارتکاب کرتا ہے۔ ایک دوسرا صاحبزادہ آنہ جیوں سے فائدہ اٹھا کر غیر عورتوں کے گریبان اور انکی عزت پر ہاتھ ڈالتا ہے تو دوسری جماعت کا ممتاز رکن دوسروں کے جیبوں پر ہاتھ صاف کرتا ہے۔

اب آپ ہی انصاف سے بتائیں کہ مرزا صاحب نے اپنے آنے کی جو اصلی غرض بیان کی تھی کیا وہ پوری ہوئی؟ نہیں۔ بیشک وہ اپنے مشن میں بری طرح ناکام ہوا ہے۔ کاش کہ قادیانی عوام اس سے عبرت حاصل کریں۔

(۳) مرزا صاحب نے اپنے آنے کی تیسری غرض خنزیروں کو قتل کرنا بتایا ہے۔ مگر مرزا صاحب نے کبھی نہیں بتایا کہ انہوں نے کتنے خنزیر قتل کر دیے ہیں اور نہ کسی قادیانی نے انکی کوئی تفصیل بیان کی ہے۔ قادیانی علماء کا خیال ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں کہیں بھی خنزیر باقی نہیں ہے کیونکہ مرزا صاحب نے بڑی محنت سے ایک ایک خنزیر قتل کیے ہیں معلوم نہیں کہ لندن کی دکانوں میں فروخت ہونے والے خنزیر کے گوشت کی مرزا طاہر کے نزدیک کیا حیثیت ہے؟

آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کی ایک علامت یہ بتائی تھی کہ انکا کام خنزیر کا خاتمہ کرنا ہے یعنی آپ کے آنے پر حالات ایسے پیدا ہو جائیں گے کہ خنزیر قابل نفرت بن جائے گا اور جس جس کے پاس ہوگا وہ اسے تہ تیغ کر دے گا جب قرآن انکی حرمت کا حکم دے چکا ہے تو اب انکی ضرورت ہی کیا ہے۔ سو کوئی بھی اسے اپنے پاس نہ رکھے گا (کیونکہ آپ کی آمد پر سارے مسلمان ہو جائیں گے) اور اس طرح خنزیر کا صفایا ہو جائے گا۔ مرزا غلام احمد نے حضور کی اس حدیث کا کس طرح مذاق اڑایا ہے اسے دیکھئے (العیاذ باللہ) مرزا صاحب کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

> حضرت مسیح موعود اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ انکو ملنے کیلئے انکے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کیلئے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کیلئے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے ...... یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات ہنسی کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۹۱)

مرزا صاحب اس گستاخی کی سزا پانے کیلئے اللہ کے ہاں پہنچ چکے ہیں اور انکی سخت پکڑ سے انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مرزا غلام احمد کا گستاخانہ تصور تھا مگر جب خود مرزا صاحب نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا اور لوگوں نے انہیں حج پر نہ جانے کی وجہ سے اعتراض کا نشانہ بنایا تو مرزا صاحب نے اسکا یہ جواب دیا:

میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل ہے ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں بہت سے
خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں ان سے فرصت اور فراغت ہو لے (
ملفوظات احمدیہ ج ۵ ص ۲۹۳ مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دی گئی خبر پر جو حسی تکری تھی۔
افسوس کردہ خود ہی اس کام میں لگ گیا۔ مگر اس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کس جنگل میں خنزیر مارنے گیا
تھا اور کسی قادیانی مورخ کو توفیق نہ ہوئی کہ وہ مرزا صاحب کے بارے میں ایک ہی تاریخی واقعہ پیش
کرتا کہ اس نے سور بھی مارے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے اس مشن میں بھی
کامیاب نہ ہوئے اور ناکام ہی رہے۔

جو قادیانی یہ کہتے ہیں کہ انکے مخالف دراصل خنزیر تھے جن کو مرزا صاحب نے قتل کر دیا تو یہ
انکا کھلا جھوٹ ہے۔ مرزا صاحب کے مخالفین اس وقت بھی تھے جبکہ مرزا صاحب زندہ تھے۔ مرزا
کی موت ہو گئی تو بھی انکی مخالفت کم نہ ہوئی مخالفین کو فتح ملی جوں جوں وقت گذرتا گیا قادیانی ذلت کا
شکار ہوتے گئے یہاں تک کہ وہ آئینی طور پر بھی غیر مسلم قرار دے دیے گئے۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا
مرزا کے مخالفین (جو بقول انکے خنزیر تھے) باقی نہیں رہے؟ کیا پوری دنیا میں سوائے قادیانیوں کے
کوئی بھی نہیں ہے؟ کیا مرزا طاہر کے اپنے گھر کے قریب انکے مخالفین نہیں رہتے؟ کیا قادیان میں
مرزا غلام احمد کے مخالفین اور انکے کھلے منکرین نہیں ہیں؟ کیا ربوہ میں سر عام قادیانیوں کی تکفیر
نہیں کی جاتی؟ یہ حقائق اس بات کی کھلی شہادت ہیں کہ مرزا صاحب جس کام کیلئے آئے تھے اس میں
وہ سراسر ناکام رہے۔ اور انکے مخالفین کامیاب ہوئے۔

(۴) مرزا غلام احمد کا کہنا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ قرآن کی غلطیاں نکالوں تو سوال یہ ہے
کہ یہاں غلطیوں سے مراد لفظی غلطیاں ہیں یا معنوی غلطیاں ہیں؟ اگر مراد لفظی غلطیاں ہیں تو یہ
کونسی خدمت تھی جس کیلئے خدا کے ایک نبی کو آنا پڑا۔ اللہ کے فضل و کرم سے لاکھوں کی تعداد میں
حافظ قرآن موجود تھے اگر کسی کاتب کی غلط کتابت یا کسی شریر کی شرارت اور خبیث کی خباثت سے

قرآن میں لفظی تحریف ہوئی بھی تو امت مسلمہ نے بالاتفاق اسے رد کردیا ہے اور اس کتاب کو خدا کا قرآن کبھی تسلیم نہیں کیا۔ دلچسپ مگر افسوسناک امر یہ ہے کہ مرزا صاحب لفظی اصلاح تو کیا کرتے خود ہی لفظی تحریف کے بھی مجرم ہوئے ہیں اور قرآن کریم میں لفظی تحریف کرنے سے بھی باز نہیں آئے۔ راقم الحروف کے پیش نظر ۵۰ سے زائد مقامات موجود ہیں جن میں مرزا غلام احمد نے آیات قرآنی میں تحریف کی ہیں اور وہ غلط لکھی ہیں۔ ہم یہاں ان کی صرف تین مثالیں پیش کرتے ہیں:

(۱) آیت قرآنی: هل ينظرون الا ان ياتيهم الله في ظلل من الغمام (پ ۲ سورہ البقرة ۲۱۰)

تحریف از مرزا: جیسا کہ وہ (اللہ) فرماتا ہے یوم یاتی ربك في ظلل من الغمام (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴)

(۲) آیت قرآنی: قال امنت انه لا اله الا الذي امنت به بنو اسرائيل (پ ۱۱ یونس ۹۰)

تحریف از مرزا: امنت بالذي امنت به بنو اسرائيل (سراج منیر ص ۲۹...... حاشیہ۔ ر۔خ۔ ج ۱۲ ص ۳۱)

(۳) آیت قرآنی: عسى ربكم ان يرحمكم (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۸)

تحریف از مرزا: عسى ربكم ان يرحم عليكم (براہین احمدیہ ص ۵۰۵ کا حاشیہ۔ ر۔خ ج ۱ ص ۲۰۱)

کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ مرزا غلام احمد نے تو قرآن کی آیت صحیح لکھی تھی یہ غلطیاں سہو کاتب ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ مرزا غلام احمد نے یہ آیات اسی طرح غلط لکھیں اور اسی پر قائم رہا اسے کبھی خیال تک نہ آیا کہ قرآن کی تحریف کردہ آیات کو صحیح کردیا جائے۔ مرزا غلام احمد کے جانشین اسی تحریف شدہ قرآنی آیات کو خدا کا کلام سمجھتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں سے

تحریف شدہ آیات کی تصحیح بھی جائز نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد کا دوسرا جانشین مرزا بشیر الدین محمود ایک سوال کے جواب میں کہتا ہے:

رہا یہ سوال کہ بعض کتب کے دو دو تین تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور تیس چالیس برس کا عرصہ گذر چکا ہے مگر اب تک انکی تصحیح نہیں کی گئی؟ تو اسکا جواب میں یہی دوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہی تقاضا کیا ہے کہ یہ آیات حضور (مرزا صاحب) کی کتب میں اسی طرح لکھی جائیں اور یہ کہ تا غیر احمدی علماء اچھی طرح جان لیں کہ مرزا صاحب کی کتب بھی تحریف سے پاک ہیں اور ان میں کسی قسم کا کوئی تغیر تبدل نہیں ہوا بلکہ من و عن شائع کی جاتی ہیں۔ (الفضل ۱۸ فروری ۱۹۲۲ء)

مرزا بشیر الدین کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب نے آیات قرآنی کی تحریف کی ہے اور یہ تحریف خدائی تقاضے کے مطابق عمل میں آئی ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ) اب اگر کوئی شخص ان غلط اور تحریف شدہ آیات کی تصحیح کر دے اور اصل الفاظ لکھ دے جائیں تو یہ قادیانیوں کے ہاں حرام ہے یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے مرزا صاحب کی کتابوں میں تحریف کا دروازہ کھل جائے گا (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ ہی اندازہ کریں کہ کس بے حیائی اور ڈھٹائی کے ساتھ آیات قرآن کی تحریف کا اعلان ہو رہا ہے اور اسکی تصحیح کرنے والے قادیانیوں کو مرزا صاحب کی کتابوں میں تحریف کا مجرم قرار دیا جا رہا ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ مرزا بشیر الدین کے جانشینوں نے مرزا بشیر الدین کی بات نہ مانی اور مرزا صاحب کی کتابوں میں غلط لکھی گئی آیات کو صحیح کرنے کی جسارت کر دی اور اس طرح انہوں نے (مرزا بشیر الدین کے بقول) مرزا صاحب کی کتابوں میں تحریف کا ارتکاب کر لیا۔ قادیانی مناظر جلال الدین شمس اسکی وجہ یہ لکھتا ہے:

ہم نے یہ اصول اختیار کیا ہے کہ جس صورت میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی)

کے سامنے حضور کی نگرانی میں چھپنے والی کتاب چھپ گئی اسے بعد میں اپنے قیاس سے بدلنا بالکل درست نہیں کیونکہ اس سے آہستہ آہستہ تحریف کا دروازہ کھل سکتا ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی جگہ قرآن شریف کی کوئی آیت یا حدیث نبوی کا کوئی حصہ کاتب کی غلطی سے یا سہواً غلط چھپ گیا ہے تو اسے درست کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جسکی تصحیح کیلئے ہمارے پاس یقینی اور قطعی ذریعہ موجود ہے (مقدمہ روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۵ مطبوعہ لندن)

مرزا بشیر الدین کا عقیدہ تھا کہ قرآنی آیت کا غلط لکھنا خدا کی حکمت کے تحت تھا اور اسکی اصلاح بھی جائز نہیں ہے۔ قادیانی مسیح کا عقیدہ ہے کہ قرآن کی آیات غلط لکھنے میں مرزا صاحب کا کوئی قصور نہ تھا اسکا ذمہ دار کاتب تھا جس نے یہ غلط آیات مرزا صاحب کی کتابوں میں لکھ دی ہیں۔ اور چونکہ قرآن موجود ہے اسلئے اب ان آیتوں کی تصحیح کر لی گئی ہے۔ ہم اس وقت اس بحث میں نہیں جاتے کہ مرزا بشیر الدین کی بات درست ہے یا انکے مبلغ اعظم کا کہنا درست ہے۔ ہمارے نزدیک دونوں ہی جھوٹ کہہ رہے ہیں سچی بات یہ ہے کہ یہ سب مرزا صاحب کی شرارت اور خباثت تھی۔ اور اس نے عمداً ان آیات میں تحریف کا ارتکاب کیا ہے اور اسے خدا کی وحی بتلایا ہے۔

جلال الدین شمس کی یہ وضاحت کہ کاتب کی غلطی کی وجہ سے آیات قرآنیہ غلط لکھی گئیں اور اب انکی تصحیح کر لی گئی ہے ہمارے نزدیک درست نہیں امر واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی کتابوں کے جدید ایڈیشن بھی اس تحریف سے خالی نہیں ہیں۔۔ شمس قادیانی کا لکھا یہ جملہ پھر پڑھئے:

کوئی حصہ کاتب کی غلطی سے یا سہو چھپ گیا تو اسکو درست کر دیا گیا

راقم الحروف کے سامنے روحانی خزائن کی وہی جلد ۳ موجود ہے جسکے مقدمہ میں شمس قادیانی کا مذکورہ بیان درج ہے۔ اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اسی جلد میں قرآنی الفاظ میں تحریف کا ارتکاب کھلے طور پر موجود ہے۔ روحانی خزائن کی جلد ۳ میں مرزا غلام احمد کی پہلی کتاب فتح اسلام ہے۔ اس کتاب کی پہلی ہی سطر میں قرآن کریم کی ایک آیت کا حصہ درج ہے پڑھئے:

واجعل افئدة من الناس تهوی الیه

حالانکہ قرآن کریم کے اصل الفاظ اس طرح ہیں :

فاجعل افئدة من الناس تهوي اليهم (پ ۱۳ سورہ ابراہیم ۳۷)

اسی صفحہ کی گیارھویں سطر پر قرآن کی آیت اس طرح لکھی ہے

وافوض امری الی الله والله بصیر بالعباد

جبکہ قرآن کریم میں یہ آیت اس طرح ہے

وافوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد (پ ۲۴ سورہ مؤمن ۴۴)

براہین احمدیہ میں قرآن کی آیت اس طرح لکھی ہے

وکنتم علی شفا حفرة فانقذکم منها (براہین احمدیہ ص ۵۰۵۔ ر۔ خ۔ ج اص ۶۰۱)

قرآن کریم کے اصل الفاظ یہ ہیں

وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها (پ ۴ آل عمران ۱۰۳)

اسی کتاب میں قرآن کی آیت دیکھئے کس طرح بگاڑی گئی ہے

وقالوا لولا نزل علی رجل من قریتین عظیم (ایضاً ص ۵۰۲)

قرآن کریم میں آیت کے الفاظ یہ ہیں

وقالوا لولا نزل هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم (پ ۲۵ الزخرف ۳۱)

ان چار مثالوں سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ قادیانیوں کے ہاں تحریف قرآن پر محنت کس زور سے ہو رہی ہے۔ اس دعوی کے باوجود کہ آیات قرآنیہ کی تصحیح کر دی گئی ہے ہم نے ایک ہی نظر میں یہ چار مثالیں اسکی تردید میں پیش کر دی ہیں اسکی کئی اور مثالیں بھی ہمارے پیش نظر ہیں۔

بعض قادیانی علماء تسلیم کرتے ہیں کہ قرآنی آیات کی تصحیح کرنے کی غلطی جلال الدین شمس نے کی تھی جو انہیں نہ کرنی چاہئیے تھی اسلئے کہ ان آیات کی تصحیح جب مرزا صاحب نے نہیں کی تو انہیں بھی اسکا ہرگز حق نہ تھا۔ اور جب مرزا بشیر الدین نے ان غلطیوں کو خدائی حکمت کا تقاضا قرار دے دیا

تو اب کسی قادیانی کو آیات قرآنیہ کی تصحیح کرنے کی جرات نہ کرنی چاہئے۔ لیکن شمس قادیانی نے خدائی حکمت کو نہ جانا اور مرزا بشیر الدین کی بات کو نہ مانا تو خدا کی پکڑ میں آیا اور قرآنی آیات کی تصحیح کے دعوی کے باوجود اس میں خدا نے پھر سے غلطیاں لکھوادیں تاکہ مرزا غلام احمد کی نبوت پر کوئی حرف نہ آسکے اور دنیا بھی طرح جان لے کہ مرزا صاحب خدا کے نبی تھے اور انہوں نے واقعی قرآنی آیات کی تحریف کا کارنامہ انجام دیا تھا (استغفر اللہ العظیم)

مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد تو کھل کر کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی بعثت کے وقت قرآن تھیں تھا اس مرزا صاحب کی جب بعثت ہوئی تو خدا نے پھر سے قرآن نازل کیا اس نے لکھا

ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں (مرزا کی شکل میں۔ العیاذ باللہ ناقل) مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے (کلمۃ الفصل ص ۱۷۳)

رہا قادیانیوں کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب معنوی تحریفات دور کرنے کیلئے مبعوث ہوئے تھے تو افسوس کی بات ہے کہ مرزا صاحب اس میں کامیاب تو کیا ہوتے خود انہوں نے قرآن کریم میں معنوی تحریفات کا جابجا ارتکاب کیا ہے اور خود بھی ان تحریفات پر ایک عرصہ تک قائم رہے ہیں اور اسکے بعد تو معنوی تحریفات میں اتنا آگے بڑھے کہ تاریخ کے تمام محرفین مرزا صاحب کی گرد پا کو بھی نہ پہنچ سکے۔ اس اعتبار سے مرزا صاحب واقعی رئیس المحرفین ہوئے تھے۔

حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعوی کے مطابق وہ جن کاموں کیلئے مبعوث ہوئے تھے افسوس کہ وہ ان میں سے کسی میں بھی کامیاب نہ ہوئے۔ بیشک انکی زندگی جھوٹ بولنے۔ گالیاں دینے۔ بازاری زبان بولنے۔ اور دوسروں کو برے القاب سنانے میں بڑی کامیاب گذری لیکن وہ جس کام کیلئے آئے تھے ان میں وہ ہر اعتبار سے نہ صرف ناکام ہوئے بلکہ ذلیل اور رسوا بھی ہوئے اور بالآخر ذلت کا داغ لے کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو قادیان کے ایک گڑھے میں ڈال دیے گئے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

مرزا غلام احمد کی نبوت کی سب سے بڑی دلیل

مرزا صاحب حضور کے نقش قدم پر تھے یا مشرکین مکہ کے؟ قادیانی فیصلہ کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم:

قرآن کریم نے انبیاء گزشتہ کے حالات بڑی تفصیل سے بیان کئے ہیں اور ان مقدس ترین انسانوں کے ساتھ انکی قوموں کے مناظرے مباحثے اور معرکہ آرائی کے تذکرے بھی کئے ہیں تاکہ آنحضرت ﷺ کی امت انبیاء گزشتہ کے حالات سے سبق لیں اور انکی قوموں کی نافرمانیوں اور انکی زبان درازیوں سے اجتناب کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا تو آپ کے مکذبین اور منکرین نے کہا کہ اگر وہ خدا کے نزدیک مجرم ہوتے اور خدا کے ہاں انکے لئے کوئی جگہ نہ ہوتی تو وہ اتنے خوشحال کبھی نہ ہوتے۔ انکی خوشحالی اور دولت کی فراوانی اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کے نزدیک وہ مجرم نہیں بلکہ انہیں تقرب الٰہی کی دولت حاصل ہے۔ یہ بات صرف آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہی پیش نہیں آئی بلکہ ہر دور کے مکذبین اور مجرمین نے اپنے زمانہ کے اہل حق کے سامنے یہی بات دہرائی ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

وما ارسلنا من قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا انا بما ارسلتم بہ کفرون وقالوا نحن اکثر اموالا واولادا وما نحن بمعذبین (پ ۲۲ سبا ۳۴-۳۵)

(ترجمہ) اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو اس (دین) کے منکر ہیں جسے دے کر تم کو بھیجا گیا

ہے اور انھوں نے کہا کہ ہم تو مال و اولاد میں (تم سے) زیادہ ہیں اور ہم کو عذاب ہونا نہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حق کے مخالفین کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ چلا آرہا ہے کہ وہ اپنی خوشحالی کو تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر اہل حق کو انکی غربت و عسرت کا طعنہ دیتے رہے اور دلیل میں اسی مال و دولت اور سامان عیش و عشرت کی فراوانی پیش کرتے ہیں۔ مولانا عبدالماجد دریاآبادی لکھتے ہیں:

خوش حال طبقہ ہر ملک اور ہر دور میں خدائی تعلیمات سے انکار میں آگے رہا ہے وہ اپنے برسر حق ہونے اور اپنے مسلک کو حق جانب قرار دینے میں اپنی کثرت اور مرفہ الحالی کو پیش کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ ہمیشہ یوں ہی اقبال مند رہے گا چنانچہ یہاں خوش حال منکرین کا طبقہ اپنے آخرت فراموش مسلک زندگی کے جواز میں اپنی کثرت آبادی اور اپنی دولت کو پیش کر رہا ہے (تفسیر ماجدی ص ۸۷۶)

حضرات انبیاء کرام کے اخلاق و کردار تو بے مثل رہے ہیں تاریخ میں ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا جہاں کسی اہل حق نے اپنے مال و دولت کو حق پر ہونے کی دلیل سمجھا ہو یا انھوں نے اسے کبھی اپنے مخالفین کے سامنے بطور دلیل کے پیش کیا ہو۔ بلکہ انھوں نے ہمیشہ کثرت مال سے اجتناب کیا اور مخالفین کے دعوی کو استدراج قرار دے کر خدائی قہر کا نشانہ سمجھا۔ قرآن کریم اس قسم کا عقیدہ رکھنے والوں کی مکمل تردید کرتا ہے:

فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم انما يريد الله ليعذبهم بها في الحيوة الدنيا وتزهق انفسهم وهم كفرون (پ ۱۰ التوبہ ۵۵)

(ترجمہ) سو انکے مال اور انکی اولاد آپ کو حیرت میں نہ ڈالیں اللہ کو تو بس یہ منظور ہے کہ انہی (نعمتوں) کے ذریعہ انہیں دنیاوی زندگی میں عذاب دیتا ہے اور انکی جانیں اسی حالت میں نکالے کہ وہ کافر ہوں۔

سو مال و دولت اور چندے کی کثرت کو حق کا عنوان بنانا کبھی اہل حق کا طریقہ نہیں رہا۔ انکے

مدعی کذابین اور مجرمین رہے ہیں۔ حالانکہ دنیوی نعمتوں کیلئے مقبولیت کچھ بھی شرط نہیں ہے۔

مرزا غلام احمد نے جب مامور من اللہ ہونے کا دعوی کیا تو اس نے کہا کہ میرے سچے ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دور دور سے میرے پاس پیسے آرہے ہیں اسکی تصدیق ڈاکخانوں سے کرو جبکہ ہمارے مخالفین بڑی تنگی اور تکلیف میں گذارہ کر رہے ہیں۔۔ مرزا غلام احمد کا یہ بیان اسکے اپنے الفاظ میں ملاحظہ کریں:

سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی ہر سال مدراس سے قصد کر کے قادیان میں پہنچتے ہیں اور بدل وجان ہمارے سلسلہ کی امداکیلئے سرگرم ہیں اگرچہ انکی خدمات بہت بڑھی ہوئی ہیں اور ضرورت کے وقتوں پر ہزار ہا روپیہ کی مدد ان سے پہنچتی ہے لیکن ایک فرض لازم کی طرح ایک سو روپیہ ماہواری اس سلسلہ کی مدد کیلئے انہوں نے مقرر کر رکھا ہے جو بغیر ناغہ ہمیشہ ماہ بماہ پہنچتا ہے۔ ایسا ہی اپنی اپنی طاقت اور استطاعت کے موافق اور دور دور کے دوست بھی ہیں جو ہمیشہ قادیان میں آتے ہیں اور مالی خدمت بجالاتے ہیں۔ اس جز کی دوسری پیشگوئی کہ دور دور سے خدا کی مدد آئے گی اسکی تصدیق ڈاکخانہ کے رجسٹروں سے ہو سکتی ہے کہ کس کس ضلع دور دراز سے لوگ روپیہ بھیجتے ہیں کیا آج سے بیس سال پہلے کسی کے گمان میں تھا کہ اس قدر دور دراز ملکوں سے روپے آئیں گے (تریاق القلوب ص ۱۴۲ ۔ ر۔خ ۔ ج ۱۵ ص ۲۷۰)

مرزا غلام احمد کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ اسکے نزدیک حق کی نشانی دور دور سے پیسے کا آنا اور ماہواری روپیہ کا جمع ہونا ہے۔ اس پر آئی وحی کہ خدا کی مدد دور دور سے آئے گی کا معنی بھی اسکے نزدیک یہی ہے کہ خوب پیسے آئیں گے اور لوگ اسے منی آرڈر بھیجیں گے۔ پھر مرزا غلام احمد نے اپنے مخالفین کے بارے میں لکھا:

دیکھو ہمارے مخالفین مولوی کس قدر تنگی اور تکلیف سے گذارہ کرتے ہیں اور کیسے بعض انکے اب اپنے منصوبوں کو چھوڑ کر کاسہ گدائی کی ذلت اٹھانے کو بھی تیار ہیں مگر اس

جگہ آسمانی برکتوں کی بارش ہو رہی ہے (ایضاً ص ۱۴۳)

کیا یہ وہی اعتراض اور طنز نہیں جو ہر دور میں خدا کے باغی اہل حق کو دیتے رہے ہیں؟ کیا قرآن و حدیث میں کہیں بھی یہ بات موجود ہے کہ جس کو زیادہ چندہ ملے وہ حق پر ہے؟ کیا تیرہ سو سال میں کسی ایک اہل حق نے یہ کہا کہ جو لوگ تنگی اور تکلیف میں گذارہ کرتے ہیں وہ خدا کی مدد و نصرت سے محروم ہیں اور انکا سلسلہ حق کا سلسلہ نہیں؟

یہ بات کس سے پوشیدہ ہوگی کہ اسلام کی گاڑی انہی غرباء اور ضعفاء سے چلی ہے اور انہی فقراء نے اسلام کا جھنڈا چہار دانگ عالم میں لہرایا ہے۔ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ مرزا غلام احمد مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے اور خدا کے باغیوں کا اعتراض پیش کر کے اسے اپنی صداقت کی نشانی بتاتا ہے۔ مرزا غلام احمد آگے چل کر لکھتا ہے:

> اگر تم شک میں ہو اور ان برکات پر جو میرے پر نازل ہو رہی ہیں تمہارا یقین نہیں ہے اور تم اپنے تئیں بھر اور اپنے دین کو سچا سمجھتے ہو تو آؤ اس فیصلہ کیلئے ایسا کرو کہ اپنے مکان پر خدا تعالی سے چاہو کہ کوئی ایسے نشان اور برکات تمہاری عزت ظاہر کرنے کیلئے دکھلاوے جن سے ثابت ہو کہ تمہیں جناب الہی میں مقام قرب ہے اور میں بھی اپنے مکان میں خدا تعالی سے چاہوں گا کہ میری عزت اور فضیلت ظاہر کرنے کیلئے بالمقابل کوئی ایسے برکات اور نشان ظاہر کرے جن سے صریح ثابت ہو کہ مجھے جناب الہی میں مقام قرب حاصل ہے۔ (ایضاً ص ۲۷۲)

مرزا غلام احمد کی یہ تحریر بتاتی ہے کہ اس نے دور دور سے چندے آنے کو مقام قرب الہی قرار دیا اور مخالفین سے کہا کہ اگر تمہارے مکان پر چندہ آتا ہے تو تم اپنے تئیں سچے ہو گے۔ چونکہ میرے پاس دور دور سے چندہ آتا ہے اور میرے مکان پر منی آرڈر پہنچتے رہتے ہیں اسلئے مجھے قرب الہی کی دولت حاصل ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آنحضرت ﷺ کی سیرت پڑھنے والے سے یہ بات مخفی نہیں کہ حضور کے اپنے گھر میں کئی

دن تک چولہا نہیں جلتا تھا آپ تنگی اور فاقہ میں زندگی بسر کرتے رہے۔ اگر کبھی آپ کی بیٹی نے کام کاج کیلئے کوئی خادمہ مانگی تو آپ نے انہیں بھی یہ کہہ دیا کہ اصحاب صفہ ان سے زیادہ محتاج ہیں ۔آپ کے قدموں میں دولت کے ڈھیر رکھے جاتے مگر شام ہوتے ہی یہ مال فقراء میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کیا حضور آسمانی برکتوں سے محروم ہو گئے تھے ؟ (معاذ اللہ) کیا خدا کی مدد و نصرت آپ کے شامل نہ تھی ؟ عیش و عشرت کی زندگی کو خدائی قرب کا نشان سمجھنا اور تنگی و غربت کی زندگی کو خدائی قہر جاننا کافروں اور مشرکوں کا عقیدہ رہا ہے یہ ایمان والوں کا عقیدہ کبھی نہیں رہا۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد آنے والے چندے کو قادیان کے غریبوں پر خرچ کرتا تھا اور اپنے گھر والوں کیلئے کچھ بھی نہ رکھتا تھا وہ غلط کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کے گھر میں زیورات اور مال و دولت کی خاصی رونق تھی۔ قادیان میں مرزا صاحب کی بیگمات اور صاحبزادیوں کے زیورات کا عام چرچا تھا۔ مرزا غلام احمد کے کئی قریبی ساتھیوں نے اسکی شکایت کی ہے اور بتایا ہے کہ مرزا صاحب کے گھر خاصا زیور جمع تھا۔ خود مرزا غلام احمد نے ۲۵ جون ۱۸۹۸ء کو جائیداد کے سلسلے میں جو قانونی کاروائی کی تھی اس میں انہوں نے ان زیورات کی فہرست بھی دی جو انکی بیوی کے پاس موجود تھی۔ لاہور کے پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر نے اپنی کتاب تردید نبوت قادیانی (مطبوعہ جنوری ۱۹۲۵ء) میں جنرل کے سامنے دی ہوئی ایسی فہرست نقل کی ہے آپ بھی دیکھئے:

> مرزا صاحب کے زیورات کی وہ فہرست ذرا سن لو پھر خود انصاف کر لینا۔ کڑے کلاں طلائی قیمتی ۷۵۰ روپیہ۔ کڑے خورد قیمتی ۲۵۰ روپیہ۔ بندے طلائی ۵۰۰ روپیہ۔ کنٹھہ کلائی ۲۲۵ روپیہ۔ کڑے کنگن طلائی قیمتی ۲۲۰ روپیہ۔ انگوٹھیاں نسیاں۔ بالے گھنگھرو والے سب دو عدد کل قیمت ۶۰۰ روپیہ۔ جھمکیاں خورد طلائی قیمتی ۳۰۰ روپیہ۔ پونچیاں طلائی بڑی ۳ عدد قیمتی ۱۵۰ روپیہ جو جس و موتی ۴۰ عدد چنپاں کلی ۳ عدد طلائی قیمتی ۲۰۰ روپیہ۔ چاند طلائی قیمتی ۵۰ روپیہ۔ بالیاں جڑاؤ سات ہیں ۱۵۰ روپیہ۔ تحد

طلائی قیمتی ۳۰۰ روپیہ۔ سیب جڑاؤ طلائی قیمتی ۷۰ روپیہ۔ میزان قیمت کل تین ہزار پانچ سو روپیہ ہے (تردید نبوت قادیانی ص ۸۵ مطبوعہ کریمی پریس لاہور جنوری ۱۹۲۵ء بار دوم)

(نوٹ) راقم الحروف کے پاس پیر مغل صاحب کا یہ قیمتی اور نایاب رسالہ موجود ہے یاد رہے کہ زیورات کی یہ قیمت آج (یعنی ۱۹۹۶ء) کی نہیں بلکہ سو سال پہلے (یعنی ۱۸۹۸ء) کی ہے۔ اس سے آپ خود اندازہ لگالیں کہ مرزا صاحب کے گھر میں دولت کی کتنی ریل پیل تھی اور خواہشات نفسانی کے مردہ ہونے کا مدعی کس طرح دولت وزیور میں کھیل رہا تھا۔

اب اگر مرزا غلام احمد یہ کہیں کہ ہمارے مخالف مولوی اتنے زیورات اور جائداد پیش کریں تو ہم سمجھیں گے کہ ان پر بھی آسمانی برکات کا نزول ہوتا ہے ورنہ وہ حق پر نہیں کیونکہ ان کے پاس اس قدر زیور نہیں ہیں تو آپ ہی کہیں کیا مرزا غلام احمد کی یہ بات صحیح ہے؟ قرآن کریم نے مرزا غلام احمد کے اس چیلنج کا جواب دے دیا ہے اور بتایا ہے کہ چندے کی زیادتی اور زیورات کی بھرمار تقرب الٰہی کی علامت نہیں ہے۔ اللہ کا تقرب انہیں ملتا ہے جو مومن ہیں اور عمل صالح کی دولت رکھتے ہیں اور دولت کو ہی سب کچھ سمجھنے والے خدا کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

وما أموالكم ولا أولادكم بالتي تقربكم عندنا زلفى إلا من آمن وعمل صالحا فأولئك لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم في الغرفات آمنون والذين يسعون في آياتنا معجزين أولئك في العذاب محضرون (پ ۲۲ سبا ۳۷-۳۸)

(ترجمہ) تمہارے مال اور تمہاری اولاد (کوئی بھی) ایسی چیز نہیں جو تم کو کسی درجہ میں ہمارا مقرب بنادے مگر ہاں جو کوئی ایمان لائے اور نیک عمل کرے سو ایسے لوگوں کیلئے ان کے عمل کا دگنا صلہ ہے اور وہ بالا خانوں میں چین سے بیٹھے ہونگے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے باب میں کوشش کر رہے ہیں تو وہی عذاب میں لائے جائیں

ہے۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں

فراخی یا تنگی اللہ کے خوش یا ناخوش ہونے کی دلیل نہیں۔ دیکھتے نہیں۔ دنیا میں کتنے بد معاش شریر دہریے ملحد مزے اڑاتے ہیں حالانکہ انکو کوئی بھی اچھا نہیں کہتا اور بہت سے خدا پرست پرہیزگار اور نیک بندے بظاہر فاقے کھینچتے ہیں معلوم ہوا کہ دولت و افلاس یا تنگی و فراخی کسی کے محبوب و مقبول عنداللہ ہونے کی دلیل نہیں۔ یہ معاملات تو دوسری مصالح اور حکمتوں پر مبنی ہیں جن کو اللہ ہی جانتا ہے مگر بہت لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھتے (فوائد القرآن ص ۵۷۶)

اس سے پتہ چلا کہ تونگری خوشحالی اور چندہ کی زیادتی یا فقر و فاقہ اور غربت و عسرت کا تعلق دنیا کے تکوینی اور انتظامی معاملات سے ہے اسے حق و باطل کا عنوان بنانا اہل باطل کا طریقہ ہے۔ اگر کثرت مال قرب الہی کا نشان اور غربت و تنگی خدا سے دوری کا عنوان بن جائے تو پھر خدا کے لاکھوں باغی ولیوں کی فہرست میں شامل ہو جائیں گے اور لاکھوں انبیاء کرام اور اولیاء عظام خدا کے ہاں بے وقعت ہی نہیں بلکہ مجرم بن جائیں گے (معاذ اللہ) اگر ہماری یہ بات غلط ہے اور یقیناً غلط ہے تو پھر مرزا غلام احمد کی یہ بات بھی باطل اور مردود ہے کہ اسکے مکان پر تو خوب چندہ آرہا ہے اور اسکے مخالف مولوی تنگی میں زندگی گذار رہے ہیں اسلئے وہ سچا اور مولوی سب کے سب جھوٹے ہیں۔

پھر مرزا غلام احمد کے الہامات کا جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اسکے الہامات بھی اسی مال کے گرد گھومتے ہیں۔ اور وہ اسی کو اپنی سچائی کا نشان بتاتا ہے۔

(۱) مرزا صاحب کو ایک مرتبہ پیسے کی ضرورت تھی۔ اس پر الہام ہوا

دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں تب میں خوش ہوا اور اس جنگل سے قادیان کی طرف واپس گیا اور سید عاباز رکی طرف رجوع کیا تا قادیان کے سب پوسٹر سے دریافت کروں کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں چنانچہ ڈاک خانہ سے بذریعہ ایک خط کے اطلاع ہوئی کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں (

تریاق ص۔ ر۔ خ۔ ج ۱۵ ص ۲۹۵)

(۲) ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حیدر آباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے اور اس میں کسی قدر روپیہ دینے کا وعدہ ہے پھر تھوڑے دنوں بعد حیدر آباد سے خط آیا اور سو روپیہ نواب صاحب نے بھیجا (ایضاً ص ۲۶۰)

(۳) پھر ایک دفعہ مرزا صاحب کو پیسے کی ضرورت ہوئی۔ اس نے دعا کی خدا تعالیٰ مال بھیج کر ایک نشانی دے اس پر الہام ہوا:

دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں دن یو گو ٹو امرتسر ...... دس دن کے بعد روپیہ آئے گا جب تم امرتسر بھی جاؤ گے...... دس دن تک کچھ نہ آیا گیارھویں دن محمد افضل خان صاحب نے راولپنڈی سے سو روپیہ بھیجے بیس روپے ایک اور جگہ سے آئے اور پھر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری رہا جسکی امید نہ تھی امرتسر بھی جانا پڑا۔ (ایضاً ص ۲۵۷)

(۴) مرزا صاحب کو ایک مرتبہ الہام ہوا۔ عبداللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ مرزا نے اس وحی کا معنی یہ بتایا کہ

آج عبداللہ خان نام ایک شخص کا ہمارے نام کچھ روپیہ آئے گا ۔۔۔ اتفاقاً ان دنوں میں سب پوسٹماسٹر قادیان کا ہندو تھا سو وہ ہندو ڈاکخانہ میں گیا اور آپ ہی سب پوسٹ ماسٹر سے دریافت کر کے یہ خبر دیا کہ عبداللہ خان نام ایک شخص کا اس ڈاک میں خط آیا ہے اور کچھ روپیہ آیا ہے (ایضاً ص ۲۲۹)

(۵) ایک مرتبہ مرزا صاحب پر وحی آئی کہ پچاس روپیہ آنے والے ہیں۔

چنانچہ شیخ بہاء الدین نام مدار المہام ریاست جوناگڈھ نے پچاس روپیہ میرے نام بھیجے (ایضاً ص ۲۵۵)

ہم نے یہ چند واقعات ایک ہی کتاب سے سرسری طور پر نقل کر دیئے ہیں اگر آپ مرزا غلام

احمد کی ساری کتابوں کو کھنگالیں تو وہاں اسی قسم کے الہامات ملیں گے جس میں پیسے کا ذکر ہوگا کسی کی موت کی پیش گوئی ہوگی۔ طاعون اور زلزلہ کی خبر ہوگی۔ عورتیں ملنے کی خوشخبری ہوگی۔ بچے ملنے کی اطلاع ہوگی۔ قادیانیت کی مالی طور پر ترقی کے دعوے ہونگے۔

حاصل یہ کہ مرزا غلام احمد نے حق وباطل کا معیار چندہ قرار دیکر منکرین انبیاء اور مشرکین مکہ کی پیروی کی ہے۔ سو وہ اس لائق نہیں کہ اسکو کسی اچھی نظر سے دیکھا جائے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

قادیانیوں کیلئے دو راہیں

اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں یعنی وحدت الوہیت پر ایمان انبیاء پر ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کیلئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے کہ نہیں مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعے وحی کے تسلسل پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا ہے ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے مفہوم کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ وہ ایک الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں ہمارا ایمان ہے اسلام بحیثیت دین خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ہے لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم کی شخصیت کا مرہون منت ہے میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے دو راہیں ہیں کہ یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اسکے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں انکی جدید تاویلیں محض اس غرض کیلئے ہیں کہ انکا شمار اسلام میں ہو تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں (علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کا بیان)

(۳) مرزا غلام احمد کے دعویٰ الہام کا تجزیہ

مرزا غلام احمد کی وحی والہام اور اسکی تلاوت کا حکم

مرزا غلام احمد کی بے ہودہ وحی کی تلاوت کیلئے کوئی قادیانی تیار نہیں ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم :

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسولوں پر آئی وحی اسکا مقدس کلام ہے یہ صرف احکام بتانے کیلئے نہیں کہ اسکو سن لیا جائے اور اس حکم کے مطابق عمل کیا جائے بلکہ اسکی تلاوت بھی کی جاتی ہے ۔ حضرت داؤد علیہ السلام زبور کو اس سوز سے پڑھتے تھے کہ پہاڑوں اور ہواؤں میں بھی اسکے اثرات نظر آتے تھے اور اڑتے پرندے اس سے خط پاتے تھے ۔ حضرت موسیٰ تورات کے احکام بتانے کے ساتھ اسکو پڑھتے بھی تھے حضرت عیسیٰ نے انجیل کی تعلیم دی تو اسکو پڑھاتے بھی رہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو جب قرآن کریم کے قوانین واحکام دیئے تو آپ کو اسکی تلاوت کا حکم بھی دیا پھر حضور نے اسکی تلاوت کی اور صحابہ کرام نے بھی پورے ذوق و شوق کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے ۔ مسلمان چودہ سو سالوں سے قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں اور دن رات کر رہے ہیں نہ پہلے کبھی اس میں کوئی کمی آئی اور نہ کبھی خدا کے کلام کی تلاوت بند ہوگی ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر وحی تدریجاً بھیجی لیکن انکے دنیا سے جانے سے پہلے خدا کی وحی اپنی آخری شکل دے دی جاتی تھی اور خدا کے رسول اس آخری شکل کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اس کو پڑھتے تھے ۔ حضرت داؤد اس زبور کو پڑھتے رہے جو مکمل انکے اپنے سامنے تھی ۔ حضرت موسیٰ نے تورات مکمل دیکھی اور پڑھی ۔ انجیل حضرت عیسیٰ کو مکمل شکل میں ملی آپ اسی کو پڑھتے رہے ۔

آنحضرت ﷺ پر قرآن ۲۳ سالوں میں نازل ہوا لیکن آپ نے یہ پورا قرآن ایک مربوط شکل میں دیکھا اور اسکی تلاوت فرمائی عمر کے آخری حصے میں آپ نے حضرت جبرئیل کے ساتھ پورے مکمل قرآن کا دور کیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کے کسی نبی کو سالہا سال تک خدا کی وحی آتی رہے اور وہ خدا کی وحی کو مکمل شکل میں نہ جمع کر سکے نہ اسکو آخری شکل دے سکے اور نہ ہی اس کو پڑھنے کی توفیق ملے۔

مرزا غلام احمد قادیانی (۱۹۰۸ء) نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اس پر خدا کی وحی آتی ہے اور خدا تعالیٰ اس سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح پہلے پیغمبروں سے کرتا رہا۔ اس نے یہاں تک دعویٰ کیا کہ جس طرح حضور ﷺ پر ۲۳ سال تک وحی آتی رہی مجھ پر بھی اتنا ہی عرصہ وحی کا سلسلہ جاری رہا اس نے لکھا

> میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں میں اسکی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ ۔ ر۔خ ج ۲۲ ص ۱۵۴)
>
> پھر جس طرح حضور پر آنے والی وحی قرآن ہے اسی طرح میری وحی بھی قرآن کی ہی طرح ہے اور تمام غلطیوں سے مبرا ہے (درثمین ص ۱۶۳) اور جس طرح قرآن یقینی طور پر خدا کا کلام ہے اسی طرح مرزا صاحب کی وحی بھی خدا کا کلام ہے (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱ ۔ ر۔خ ۔ ج ۲۲ ص ۲۲۰)

لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مرزا صاحب کو اپنی زندگی میں کبھی بھی خیال نہ آیا کہ خدا کی طرف سے آنے والی وحی کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے اور لوگوں کو خدا کے کلام کی لذت سے آشنا کیا جائے۔ مرزا غلام احمد ساری زندگی خدا کا کلام پڑھنے سے محروم رہا اور اس نے اپنے تمام اتباع کو بھی خدا کی وحی پڑھنے سے محروم رکھا یہاں تک کہ وہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں اپنی سزا پانے کیلئے اللہ کے دربار میں پہنچ گیا۔

مرزا صاحب کی موت کے تقریباً ۲۵ سال بعد قادیانیوں کو خیال آیا کہ مرزا صاحب پر آنے والی خدا کی وحی کو ایک جگہ جمع کرنا چاہیے تاکہ قادیانی عوام خدا کی وحی سے لذت آشنا ہوں۔ مرزا بشیر الدین کی خصوصی ہدایات کے تحت قادیانی علماء نے مرزا صاحب کی وحی کو ایک جگہ جمع کیا اور ۱۹۳۵ء میں پہلی مرتبہ مرزا صاحب پر آئی وحی کا مجموعہ تذکرہ کے نام سے شائع ہوا۔ پھر ۱۹۵۶ء کو اسکا دوسرا ایڈیشن ربوہ سے شائع ہوا جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔

مرزا صاحب کی وحی جمع کرنے والوں کیلئے سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں اسکے الہامات مختلف ترتیب کے ساتھ درج ہیں کسی جگہ الہام کی ترتیب کوئی ہے تو دوسری مرتبہ یہی الہام کسی اور ترتیب سے نازل ہوا ہے۔ خود مرزا صاحب کو بھی اس کی بڑی فکر تھی اور قادیانیوں میں اس پر بحث ہو رہی تھی کہ خدا تعالیٰ اس طرح کیوں بے ترتیبی کے کام کر رہا ہے جب مرزا صاحب تک یہ بات پہنچی تو اس نے کہا یہ تو خدا کے اسرار ہیں اور اسکی خاص عادت ہے تم کیا جانو۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں :

یہ فقرے وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے اور کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شائد سو سو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوئے ہیں پس اس وجہ سے اکی قرأت ایک ترتیب سے نہیں اور شائد آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادۃ اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ اسکی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان پر جاری ہوتی ہے اور دل سے جوش مارتی ہے پھر خدا تعالیٰ ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب آپ کرتا ہے اور کبھی ترتیب کے وقت پہلے ٹکڑہ کو عبارت کے پیچھے لگا دیتا ہے اور یہ ضروری سنت ہے کہ وہ تمام فقرے کسی ایک خاص ترتیب پر نہیں رکھے جاتے بلحاظ ترتیب کے لحاظ سے اکی قرأت مختلف طور پر کی جاتی ہے یہ عادت صرف خدا تعالیٰ کی خاص ہے وہ اپنے اسرار کو خوب جانتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹۹ حاشیہ ر۔خ۔ج ۲۲ ص ۱۰۲)

مرزا بشیر الدین نے اس بیان کی رو سے مرزا صاحب کی وحی کو اسی بے ترتیبی کے مطابق ایک جگہ جمع کر لیا۔ جب یہ مجموعہ مکمل ہو گیا تو مرزا بشیر الدین نے اعلان کیا کہ قادیانی جماعت کے لوگ مرزا صاحب کے مجموعہ وحی کی تلاوت کیا کریں۔ ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لکھتا ہے

سالانہ جلسہ پر جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے کتاب کی اہمیت کو جتاتے ہوئے خود قادیان میں حضرت مسیح موعود کے الہامات کو جمع کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی مریدوں کو اسکی تلاوت کیلئے بھی ارشاد فرمایا (پیغام صلح لاہور ۱۱ جون ۱۹۳۴ء)

پھر مرزا بشیر الدین نے قادیانی امت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ

حقیقی عید ہمارے لئے ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کلام الٰہی کو پڑھا اور سمجھا جائے جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد) پر اترا بہت کم لوگ ہیں جو اس کلام کو پڑھتے اور اسکا ورد رکھتے ہیں ..... حقیقی عید سے فائدہ اٹھانے کیلئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات پڑھے (الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۲۸ء ماخوذ از قادیانی مذہب ص ۲۷۵)

مرزا بشیر الدین کا فرمان ہے کہ سب قادیانی مرزا غلام احمد کے مجموعہ وحی (تذکرہ) کی تلاوت کریں لیکن ہمیں یقین ہے کہ آج تک کسی قادیانی نے بھی مرزا صاحب کی کتاب تذکرہ کی تلاوت نہ کی ہوگی۔ بلکہ قادیانی عوام اس مجموعہ وحی کی تلاوت تو کجا اسکی زیارت سے بھی محروم ہیں۔ آپ کسی بھی قادیانی سے پوچھیں کہ اس نے کتنی مرتبہ تذکرہ کو دیکھا ہے اور اسکی تلاوت کی ہے آپ کو شائد ایک قادیانی بھی ایسا نہ ملے گا جو یہ کہے کہ میں نے مرزا صاحب کے مجموعہ وحی (تذکرہ) کی تلاوت کی ہے۔ قادیانی اپنے رشتہ داروں کی موت پر بھی تذکرہ کا تذکرہ کرنا پسند نہیں کرتے اور نہ کبھی وہ ایک دوسرے کو تذکرہ کی تلاوت کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد پر آنے والی وحی کے بارے میں قادیانی عوام یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کے الہامات لایعنی اور فضول قسم کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے ہاں تذکرہ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے نہ

انھیں اس کتاب کو دیکھنے کا شوق ہے اور نہ اسکی تلاوت کا انھیں کوئی ذوق ہے۔

مرزا بشیر الدین کے ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ وہ قادیانیوں کے ہاں تذکرہ کی عام تلاوت کے خواہاں ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ تذکرہ ہر جگہ دستیاب نہیں۔ پھر یہ ۸۲۰ صفحات کا تذکرہ ہے۔ اب قادیانی تلاوت بھی کرنا چاہیں تو کیا کریں۔ اسکے کس حصے کی تلاوت کریں۔ اور کس زبان میں آنے والے وحی کو پڑھیں۔ اگر پورے تذکرہ کی تلاوت کا شرف نہ مل سکے تو کم از کم کچھ الفاظ وحی کی تلاوت کی سعادت تو حاصل کی جاسکتی ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب تذکرہ کا کوئی حصہ انکے سامنے رکھ دیا جائے۔

سو مناسب معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کی وحی کا کچھ تذکرہ بے ترتیبی کے ساتھ نقل کر دیا جائے تاکہ قادیانی عوام اپنے نبی پر آنے والی وحی کو دیکھیں اور سوچیں بھی۔ اس سے لذت حاصل کریں اور عبرت بھی۔ اس میں کئی وحی ایسی بھی ہیں جنکی مرزا صاحب کو سمجھ نہ تھی اور آخر تک وہ اسکا معنی سمجھ نہ سکے اور اسی امید پر وہ یہ وحی چھوڑ گئے کہ شاید اسکا کوئی امتی اسے سمجھ لے اور پھر قادیانیوں کو اسکا مطلب سمجھا سکے۔ ہم یہاں مرزا صاحب کے مجموعہ وحی (تذکرہ) سے اس پر آنے والی وحی کا کچھ حصہ نقل کرتے ہیں جو جلی حرفوں میں لکھی گئی ہیں۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

> ڈگری ہو گئی ہے مسلمان ہے (ص ۷) تم کیا چیز ہو گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو (ص ۲۰) رلیارام نے ایک سانپ میرے کاٹنے کیلئے مجھ کو بھیجا اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس کر دیا ہے (ص ۲۷) عبداللہ خان ڈیرہ اسماعیل خان۔ سانجے خان کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور بھیجنے والے ہیں (ص ۳۱) آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے (ص ۵۷) عم۔ شعنا۔ نعسا (ص ۱۰۶) بست دیک روپیہ آنے والے ہیں (ص ۱۱۴) بست دیک روپیہ آئے ہیں (ص ۱۱۵) بست دیک آئے ہیں اس میں شک نہیں (ص ۱۱۵) دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری (ص ۱۱۶

) جنازہ (ص ۱۱۹) پریشن عمر براطوس یا پلاطوس (ص ایضاً) پاس ہو جاوے گا (ص ۱۲۴) کھل جائیں گے (۱۲۵) عید کل تو نہیں پر پرسوں ہوگی (۲۰۶) یہ لعنت ابھی وزیر آباد میں درج ہے (۳۲۷) ہے کرشن جی رودر گوپال (۳۹۱) حسن کا دودہ پیئے گا (ص ۳۹۲) لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں انہیں اطلاع دی جائے سب مولوی ننگے ہو جائیں گے (ص ۴۱۴) اس کتے کا آخری دم ہے (ص ۴۳۱) افسوس صد افسوس (ص ۴۳۳) طاعون (ص ۴۷۸) موت موتی لگ رہی ہے (ص ۵۲۵) شکار مرگ (ص ۵۲۷) تین بکرے ذبح کئے جائیں گے (ص ۵۸۲) کرنسی نوٹ (ص ۵۸۹) عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتنی (ص ۵۹۰) ایک کلام اور دو لڑکیاں (ص ۵۸۶) کھیسا کی طاقت کا نسخہ (ص ۶۰۷) بہتر ہوگا کہ اور شادی کرلیں (ص ۶۹۳) بستر عیش (۵۰۶) لاہور میں ایک بے شرم ہے (ص ۷۰۰) اسی سے تو تم پر حسن چڑھا ہے (ص ۷۰۳) مجھے زندگی کا شربت پلایا (ص ۷۰۷) دلی میں واصل جہنم واصل خان فوت ہو گیا (ص ۷۱۰) واللہ واللہ سدھا ہوا لونڈا (ص ۷۲۴) ماتم کدہ (ص ۷۳۹) سرتیگ (ص ۷۵۲) ناکامی (ص ۷۵۳) منہ کالے (ص ۷۷۷) ٹائی آئی تار آئی (ص ۷۷۸) کھانسی دور ہوگئی (ص ۷۸۷) لاہور بھی کوئی شہر ہو تا تھا (ص ۷۹۰) پیٹ پھٹ ہوگئی (ص ۷۹۷) دل پھیر دیا گیا (ص ۸۱۱) تیرے جھوٹ بولا (ص ۸۲۰) آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں (ص ۶۱۲) آؤ بنیل چلیں کہ وقت آیا (ص ۸۳۵) غلام احمد قادیانی (ص ۱۸۵) شمر سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا (ص ۵۳۱)

مرزا غلام احمد پر آنے والی وحی کا نمونہ ہم نے اختصار کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ یہ ایک ایک آیت ہے۔ اب یہ فیصلہ خود قادیانی صاحبان کریں کہ کیا یہ خدا کی وحی کہلانے کے قابل ہے؟ اگر اب بھی قادیانی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ سب الفاظ وحی خداوندی ہیں تو ہم ان سے گذارش کریں

گے کہ وہ روز لفظ مذکورہ الفاظ کی تلاوت کیا کریں یہ حکم قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر کے والد کا
ہے اور اس میں قادیانیوں کو کوئی کوتاہی نہ کرنی چاہیے۔

جو قادیانی اردو زبان سے ناواقف ہوں انہیں بھی فکر کی ضرورت نہیں مرزا صاحب کے خدا
نے انہیں پنجابی میں بھی وحی بھیجی ہیں۔ مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کی قوم پنجابی تھی
مگر اس زبان میں دس وحی بھی نہ آئی۔ خیر اسے پڑھیں اور لطف اٹھائیں۔

سینوں کوئی نہیں کہہ سکدا کہ ایسی آئی جس نے ایہہ مصیبت پائی (تذکرہ ص ۳۴۰)

بے توں میرا ہور ہیں سب جگ تیرا ہو (تذکرہ ص ۴۸۴)

ہن اسعد الیکا خدا تاں جاپیا اے (تذکرہ ص ۷۰۵)

واشد واللہ سدھا ہو یا اول (تذکرہ ص ۷۴۴)

پٹی پٹی گئی (تذکرہ ص ۷۹۷)

مرزا صاحب پر فارسی زبان میں بھی کچھ وحی آئی ہیں اور سنسکرت اور عبرانی زبان میں بھی چند
الفاظ اترے ہیں۔ پھر مرزا صاحب پر انگریزی زبان میں بھی وحی کا سلسلہ شروع ہوا اور قادیانی علماء
نے اسے بھی وحی کا درجہ دیا اور تذکرہ میں یہ سب انگریزی زبان کی وحی بھی جمع کر دی ہے ہم ان
میں سے کچھ یہاں نقل کرتے ہیں آپ اس پر غور کریں اور سوچیں کہ یہ خدا کی وحی ہے یا یہ دوسری
جماعت میں پڑھنے والے انگریزی کلاس کے کسی طالب علم کی ہے۔

دس از مائی اینمی (ص ۳۱) آئی ایم کوارلر (ص ۵۶) آئی لو یو۔ آئی ایم ود یو۔ آئی شیل
ہیلپ یو۔ آئی کین وہٹ آئی ول ڈو۔ وی کین وہٹ وی ول ڈو۔ آئی ایم بائی عیسیٰ (ص
۶۴-۶۵) یس آئی ایم ہیپی (ص ۶۶) لائف آف پین (ایضا) گاڈ از کمنگ بائی
ہز آرمی ہی از ود یو ٹو کل اینمی (ایضا) دی ڈیز شل کم وین گاڈ شل ہیلپ یو۔ گلوری بی ٹو
دس لارڈ۔ گاڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ہیون (ص ۱۰۳) ورہ آل مین شڈ بی اینگری بٹ گاڈ
از ود یو۔ ہی شل ہیلپ یو ورڈس اوف گاڈ کین ناٹ ایکس چینج (ص ۱۰۴) آئی لو یو۔ آئی

فیل کونبوا ے لارج پارٹی آف اسلام (ص ۱۰۷) آئی مسٹ ڈو واٹ آئی ٹولڈ یو (ص ۱۰۹) یو ہیو ٹو گو امرتسر (ص ۱۲۱) فیر مین (ص ۴۹۲) اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز (ص ۵۸۲) لائف (ص ۵۸۷)

جو قادیانی اردو میں لکھی انگریزی وحی نہیں سمجھ سکے ان کی سہولت کیلئے یہ وحی انگریزی الفاظ میں درج ذیل ہے۔

This is my enemy -I am Quarreler- I love you-Iam with you- I shall help you-I can wath I will do- We can wath we will do-I am by Isa -Yes I am happy- Life of pain- God is coming by his army he is with you to kill enemy-The days shall come when god shall help yougiory be to this lord- God maker of earth and heaven- Thogh all men should be angry but god is with you- he shall help you words of God can not exchange-I love you I shall give you a large party of Islam- You must do wath I told you- You have to go Amritsar- Fair Man-A word and two girls- life-

آپ ایمانداری سے فیصلہ کریں کہ کیا یہ انگریزی خدائی ہو سکتی ہے؟ اور خدا اس قسم کی فضول وحی بھیجتا ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے سر پر کوئی ان پڑھ انگریز بول رہا ہے اور اسکے کچھ الفاظ مرزا صاحب کو یاد رہ گئے ہیں جسے وہ خدائی وحی قرار دیتے ذرا نہیں شرماتے۔ آپ کو ہماری بات کی تائید مرزا صاحب کے اس بیان سے مل سکتی ہے۔ مرزا صاحب انگریزی کے بعض الہامات بیان کر کے کہتے ہیں:

اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۸۰)

مرزا صاحب کے ان انگریزی الہامات سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کے ملہم کو صحیح انگریزی بھی نہیں آتی تھی اور اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ انگریزی میں خلع کسے کہتے ہیں۔ اگر مرزا

صاحب کو ضلع کا انگریزی معنی معلوم ہوتا تو وہ کبھی انگریزی کا یہ لفظ الہام نہ لکھتے

ہی ہالٹس ان دی ضلع پشاور (ص ۲) He halts in the Zila Peshawar

مرزا صاحب انگریزی زبان سے پوری طرح واقف نہ تھے۔ انہیں بعض مرتبہ انگریزی زبان جاننے والے کسی آدمی سے خدا کی وحی کا مطلب معلوم کرنا پڑتا تھا۔ کیونکہ انہوں نے انگریزی کی کچھ ہی کتابیں پڑھیں تھی۔ اگر وہ انگریزی زبان میں ماہر ہوتے تو کبھی ایسی زبان نہ بولتے جس سے انکی اصلیت کھل جاتی۔ مرزا صاحب کی انگریزی دانی ملاحظہ کیجئے۔ مرزا صاحب کا بیٹا لکھتا ہے۔

آپ نے سیالکوٹ کی محرری کے زمانے میں ایک نائٹ سکول میں انگریزی کی صرف ایک دو ابتدائی کتابیں پڑھیں (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳۷)

اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ مرزا صاحب کی وحی کی اصلیت کیا ہے ؟ اور یہ عامیانہ انگریزی کیوں بولی جارہی ہے

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ انبیاء پر انکی قوم کی زبان میں وحی اتارتا رہا اور انبیاء کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وحی اس زبان میں آئے جس سے انکی قوم نابلد ہو۔ تو یہاں کہتے ہیں کہ مرزا صاحب ہندوستان میں مقیم تھے اور پنجابی نژاد تھے اسلئے ان پر پنجابی اور اردو میں وحی آئی۔ لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کے ساتھ اپنا معاملہ بالکل بدل لیا تھا۔ وہ تھے پنجابی نژاد مگر ان پر وحی عربی فارسی عبرانی اور انگریزی میں اتارنی شروع کردی۔ قوم کی زبان پنجابی یا اردو تھی عربی سمجھنے والے خال خال لوگ تھے مگر مرزا صاحب پر عربی میں وحی اترتی رہی۔ اور پھر عربی میں آنے والی وحی کا بیشتر حصہ قرآن کے الفاظ پر مشتمل تھا۔ آیات قرآن کی ہوتی تھی مگر اس میں بیجا جوڑ لگا ہوا تھا ہم یہاں چند دو آیتیں بھی درج کرتے ہیں جو مرزا صاحب پر وحی کے طور پر دوبارہ اتریں اور ان میں عجیب و غریب جوڑ بھی ساتھ لگا ہوا ہے۔

(۱) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بشفاء من مثلہ (تذکرہ ص ۳۲)

قرآن کے اصل الفاظ بسورۃ کو بشفاء سے بدل دیا اور نئی وحی جاری کی۔

(۲) هز الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطبا جنیا (تذکرہ ص ۳۰)

اصل الفاظ وھزی صیغہ تانیث کے ساتھ ہے پھر الیک اور علیک کی زیر کو زبر سے بدل دیا تاکہ یہ وحی مرد کیلئے بن جائے

(۳) کنتم خیر امة اخرجت للناس وافتخارا للمؤمنین (تذکرہ ص ۴۹)

یہاں افتخارا للمؤمنین کے الفاظ بڑھا دیئے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ نئی وحی ہے۔

مرزا غلام احمد کی عربی وحی قرآنی آیات میں کمی بیشی سے بھری پڑی ہے۔ آپ ہی سوچیں کہ اردو یا پنجابی بولنے والی قوم کیلئے عربی الہامات کی کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ اور اگر ضرورت تھی بھی تو کیا خدا کے پاس اور الفاظ نہیں تھے۔ آخر مرزا صاحب کے ساتھ یہ معاملہ کیوں ہوا کہ اس نے وحی بھیجی تو اسے قرآنی الفاظ میں نیا جوڑ لگانا پڑا اور وہ بھی بے جوڑ اور فصاحت وبلاغت سے گرا ہوا۔ مرزا صاحب کی عربی دانی پر مصر کے ادیبوں نے جو تبصرہ کیا ہے وہ دیکھنے کے لائق ہے مرزا صاحب کی کتاب الھدیٰ میں اسکی کچھ جھلک مل سکتی ہے۔ (دیکھئے ص ۱۲ تا ۲۰۔ ر۔خ۔ج۔۸۔ ص ۲۵۶)

ہم یہاں صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب جس قوم میں آئے تھے خدا نے اس قوم کی رعایت نہیں کی اور قوم میں بولی جانے والی زبان کے برعکس دوسری زبانوں میں مسلسل اور متواتر وحی اتار کر ایک فضول کام کیا۔ خود مرزا صاحب سے بھی سن لیجئے

> یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اسکو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے (چشمہ معرفت ص ۲۰۹۔ ر۔خ۔ج ۲۳ ص ۲۱۸)

سو قادیانیوں کو تسلیم کرنا چاہیے کہ مرزا صاحب پر پنجابی زبان کے سوا دوسری زبانوں میں ہونے والے الہامات اور وحی سب کے سب بے ہودہ اور لغو ہیں۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام لغو اور بے ہودہ نہیں ہوتا۔ اسلئے یہ الہامات اور وحی خدا کی نہیں اسکا معلم اور موجد کوئی اور

ہے وحی نہیں اس قسم کی فضول اور بے ہودہ وحی بناتا رہا اور قادیانیوں کو سناتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ان سب فضول اور بے ہودہ باتوں سے پاک ہیں ..... تعالی اللہ عما یقولو الظالمون علوا کبیرا۔

ایک قادیانی مضمون نگار نے یہاں بڑا دلچسپ سوال اٹھایا ہے کہ کیا کسی ایسے شخص کو قادیانی جماعت کا سربراہ یا عہدیدار و ذمہ دار بنایا جا سکتا ہے جس نے مرزا غلام احمد کی کتابوں کو تین دفعہ نہیں پڑھا ہو؟ کیونکہ قادیانی نبی کا ارشاد ہے کہ ایسے شخص کا ایمان ہی مشکوک ہے جو اسکی کتابوں کو تین دفعہ نہیں پڑھتا چہ جائے کہ اسے جماعت کا سربراہ بنایا جائے قادیانی ویب سائٹ احمدی آرگ کا ایک مضمون نگار لکھتا ہے

مرزا غلام احمد صاحب نے فرمایا کہ جس شخص نے مسیح موعود کی کتابیں کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھیں اسکا ایمان مشکوک ہو گیا (اسکے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے (سیرۃ المہدی ج۲ ص۷۸)

جبکہ موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد نے اس پر عمل نہیں کیا اس نے کہا کہ وہ حضرت مسیح موعود کی کتابیں دو تین صفحات سے زیادہ نہیں پڑھ سکتے

اب آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ایک عام احمدی سے لے کر بڑے سے بڑے احمدی تک کتنے احمدی ہیں جو ملاکمنطواب قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے مرزا صاحب کی کتابیں تین تین مرتبہ پڑھی ہیں میں نے جس احمدی سے بھی پوچھا حتی کہ مربیان سے بھی مگر ہر ایک نے تسلیم کیا کہ نہیں۔ بلکہ ایک بار مجھے ایک مربی صاحب نے بتایا کہ جامعہ میں تعلیم کے دوران بھی بس ضروری کتابیں اور حوالہ جات ہی پڑھائے جاتے ہیں۔ یہاں میرا سوال یہ ہے کہ

کیا جس شخص کو انسان نبی مانتا ہے اور وہ ایک کام کہہ رہا ہے کہ نہیں کرو گے تو تمہارے ایمان مشکوک ہیں چلو عام آدمی کی بات چھوڑو یہ جو قاضی ہیں مربی صاحبان ہیں امراء ہیں اور دوسرے اہم عہدہ دار ہیں مشکوک ایمان کے ساتھ ایک دینی جماعت

کے عہدوں اور ذمہ داریوں پر متمکن رہنے چاہئیں؟؟؟؟" (احمدی۔ آر گ)

سو مرزا غلام احمد کی وحی اگر ذرا بھی سچائی پر مبنی ہوتی تو قادیانی عوام اسے ضرور پڑھتے اور یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ لی جاتی مگر اسکی نحوست کا یہ عالم ہے کہ کسی قادیانی کو یہ کتاب نہ دیکھنے کی توفیق ہے نہ پڑھنے کی۔ اور نہ سمجھنے کی۔ اسلئے کہ یہ بے ہودہ اور لغو باتوں پر مشتمل ہے۔ کاش کہ قادیانی اس سے عبرت پکڑیں اور جتنی جلدی اس سے نجات پالیں اتنا ہی انکے حق میں بہتر ہے۔

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

قادیانیوں کے دونوں گروہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کا فتوی

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی خدمت میں رنگون سے یک سوال آیا جس میں مرزا غلام احمد کو ماننے والی دونوں پارٹی (قادیانی اور لاہوری مرزائی) کے بارے میں پوچھا گیا آپ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

رہا خود مرزا کے بقاء اسلام کے قائل ہونے کی تو اسکے اقوال دیکھنے کے بعد کچھ گنجائش باقی نہیں رہتی چنانچہ خود مرزا کے رسائل اور اسکے رد کے رسائل میں وہ اقوال بکثرت موجود ہیں جن میں تاویل کرنا ایسا ہی ہے جیسے بت پرست کو اس تاویل سے کفر نہ کہا جاوے کہ توحید وجودی کی بناء پر یہ شخص غیر خدا کا عابد نہیں۔ اب رہ گئے اسکے پیرو تو قادیانی پارٹی تو ان اقوال کو بلا تاویل (بلاحجت) مانتی ہے ان پر حکم بالا سلام کی کچھ گنجائش نہیں باقی لاہوری پارٹی کے متعلق شاید کسی کو تردد ہو کیونکہ وہ مرزا کے دعوی نبوت میں کچھ تاویل کرتے ہیں سو اس تاویل کا صادق ہونا مرزا کے کاذب اور سبط ہونے کو مستلزم ہے اور مرزا کا صادق ماننا اس تاویل کے باطل ہونے کو مستلزم ہے پس اس جماعت پر حکم بالاسلام کی گنجائش نہیں تو ان کے ساتھ کوئی معاملہ اہل اسلام کا کرنا جائز نہ ہوگا

(۴) مرزا قادیانی کی فحش کلامی

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں

قادیانی فیصلہ کریں کہ کیا یہ کسی شریف گھر میں پڑھی جاسکتی ہیں ؟

باسمہ تعالیٰ:

حضرات انبیاء کرام کی مجالس رشد و ہدایت اور علم و عرفان کا منبع ہوتی ہیں ان کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ نور سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اس سے آدمی کی زندگی بدل جاتی ہے اور دلوں میں برائی کے اگنے والے کانٹے ہمیشہ کیلئے ختم ہو جاتے ہیں۔ ان مجالس سے نیکی کے پھول اگتے ہیں اور بدی کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ بڑے بڑے مجرموں نے صدق دل سے کسی نبی کی صحبت اختیار کی اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کی کایا پلٹ دی اور پھر ان سب علم و عمل کا آفتاب بنا لیا۔

حضرات انبیاء کرام کے تابعین اور انکے غلاموں کی مجالس اور انکی کتابیں بھی علم و معرفت کا خزانہ ہوتی ہیں انکی کتابیں اور ملفوظات پڑھنے سے اللہ سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی فکر نصیب ہوتی ہے اسی لئے بزرگوں نے اہل دل کی کتابوں اور انکے ملفوظات پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور خدا کے دشمنوں کی باتیں سننے اور انہیں پڑھنے سے روکا ہے کہ اس سے دل میں سوائے برائی کے اور کچھ نہیں آتا۔

مرزا غلام احمد نے جب یہ دعویٰ کیا کہ وہ خدا کا رسول نبی۔ مسیح و مہدی۔ مجدد و ولی ہے تو اس نے یہ بھی کہا کہ میرے منہ سے جو باتیں بھی نکلتی ہیں وہ سب خدا کے الفاظ ہوتے ہیں میں وہی بات کرتا ہوں جو مجھے خدا کہلواتا ہے۔ میرا ہر قول و فعل وحی الہٰی سے ہے (دیکھئے ریویو ص ۲۰۷۔ ۱ ج ۳) قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب کی کتب بھی جبرئیل امین کی تائید سے لکھی گئیں ہیں (الفضل

۱۰ جنوری ۱۹۲۱ء از مرزا بشیر الدین) خدا کی حفاظت کا سایہ ہر وقت میرے ساتھ ہے اسلئے ہر شخص کو چاہیئے کہ میری کتابوں کو محبت سے دیکھے اور انکی تصدیق کرے اور اسے پڑھتا رہے۔ جو میری کتابوں کی تصدیق نہیں کرتا وہ حرام زادہ ہوگا (دیکھئے آئینہ کمالات اسلام)

اس طرح مرزا صاحب نے گالیاں دے کر اپنی کتابوں کی خوب اشاعت کی اور اس پر دولت بھی خوب کمائی۔ ہر قادیانی حرام زدگی کے فتوے سے بچنے کے لئے مرزا صاحب سے کتابیں خریدتا رہا مگر اسے کبھی خیال نہیں تک نہیں آیا کہ مرزا صاحب کی ان کتابوں کا ایک مرتبہ مطالعہ کر لیا جائے وہ تو صرف اس فتویٰ سے بچ رہا تھا کہ کہیں پورے قادیان میں اسے حرام زادہ نہ سمجھا جائے اور اسکے ماں باپ کی عزت نہ اچھالی جائے۔ اگر قادیانیوں کو اس بات کا خوف نہ ہوتا تو وہ کبھی مرزا صاحب کی کتابیں نہ خریدتے کیونکہ اس میں سوائے گالیوں اور فضول دعوے کے اور کیا ہے۔ ہاں ان کتابوں میں بیشک واہیات بیہودہ قصے اور فحش کہانیاں اور گندے الفاظ ضرور ہیں جو کوئی قادیانی باپ اپنے بیٹے اور بیٹی کے سامنے نہیں پڑھ سکتا اور نہ گھر کا کوئی فرد ان الفاظ کو سب کے سامنے لا سکتا ہے۔ مگر بے شرمی کی انتہا ہے کہ قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین قادیانیوں کو مرزا صاحب کی کتابیں پڑھنے کی تاکید کرتا ہے اور سب گھر والوں کے سامنے ان کتابوں کو باآواز بلند پڑھنے کا حکم دیتا ہے اسے ذرا حیا نہیں آتی۔ قادیانی سربراہ کے حکم پر اسکے جماعتی ترجمان الفضل نے اس پر باقاعدہ خاص ایک اداریہ تحریر کیا ہے آپ پہلے اداریہ یہاں پڑھیں

> ہمارا فرض ہوتا ہے کہ ہم حضرت اقدس کی تحریروں کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں ہم اس سے پہلے بھی اس امر کی طرف توجہ دلا چکے ہیں کہ یہ تصانیف کس طرح پڑھی جائیں۔ بڑے تو خود پڑھ سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں اور ان پر عمل کر سکتے ہیں لیکن بھولے نہ خود پڑھ سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں۔ انکے علاوہ بہت سے دوست اور بھی ایسے بھی ہیں جو پڑھ نہیں سکتیں ایسے پیش نظر اگر یہ کہا جائے کہ بڑوں کا یا ان کا جو پڑھ سکتے ہیں یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کو سنائیں گھر میں اجتماعی مطالعہ کیا جائے چاہے روزانہ چند

سطریں ہی پڑھی جائیں جس طرح گھر کے سب افراد اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں یہ روحانی مائدہ بھی اسی طرح استعمال میں لایا جائے بلکہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ باری باری پڑھیں کبھی باپ کبھی ماں کبھی بڑا بھائی کبھی بڑی بہن ماحول بھی خوشگوار ہو جائے گا حضرت اقدس کی تصانیف بھی پڑھی جائیں گی اور یہ بات سعادت کا باعث بھی ہو گی۔
(الفضل ۲۱ ستمبر ۱۹۸۹ء)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قادیانی سربراہ کی جانب سے ہر ہر قادیانی کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ مرزا صاحب کی کتابوں کو اپنے مطالعہ میں رکھیں اور اگر زیادہ نہ سہی تو کچھ سطریں ہی اجتماعی شکل میں پڑھ لیا کریں ان کا کہنا ہے کہ اس سے ماحول بھی خوشگوار ہو جائے گا اور روحانی تسکین بھی نصیب ہو جائے گی۔ ہم ذیل میں مرزا صاحب کی مختلف کتابوں سے کچھ سطریں نقل کرتے ہیں اور قادیانی دوستوں سے یہ سوال ضرور کریں گے کہ کیا وہ ان سطروں کو اپنے بیٹے اور بیٹی بھائی اور بہن۔ دوستوں اور رشتہ داروں کی مجلس میں پڑھنے کی جسارت کر سکیں گے اگر وہ ان چند سطور کو ایک اجتماعی شکل میں پڑھنے کی جرأت نہیں رکھتے تو وہ خود ہی اندازہ کر لیں کہ مرزا صاحب کی تصانیف میں روحانی تسکین کا سامان ہے یا جسمانی تسکین کی راہیں ہموار کی گئی ہیں۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ مرزا صاحب کی ان فحش عبارتوں کو نقل کریں لیکن کیا کریں مرزا طاہر کا یہ جھوٹ ہمیں ان عبارتوں کے نقل پر مجبور کر رہا ہے کہ علاوہ بہت فحش باتیں کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کی فحش باتیں اور شرافت سے گرے ہوئے بیان کے چند نمونے ملاحظہ کیجئے:

مرزا قادیانی نے خشوع اور منی کے نطفہ کی مشابہت پر بحث کرتے ہوئے یہ گوہر فشانی کی ہے

نماز میں خشوع کی حالت روحانی وجود کیلئے نطفہ ہے اور نطفہ کی طرح روحانی طور پر انسان کے تمام قویٰ اور صفات اور تمام نقش و نگار اس میں مخفی ہیں...... نطفہ رحم کی کشش کا محتاج ہوتا ہے اور یہ رحیم کی کشش کی طرف احتیاج رکھتا ہے..... جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوارض کی رو سے اس لائق نہیں رہتا کہ رحم اس سے تعلق

پکڑ لیتی ہے اور اسکو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے درجہ پر ہے ...... نماز میں ...... جو لذت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ اس انسان کو رحیم خدا سے تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے ...... نطفہ کی اس حالت کے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک کمال لذت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اس قطرہ منی کا اندر گر جانا اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحم سے اس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ رحم کی طرف کھینچا جائے ...... جیسے نطفہ کبھی حرام کاری کے طور پر کسی رنڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ پس ایسا ہی بت پرستوں کا خشوع و خضوع اور حالت ذوق و شوق رنڈی بازوں سے مشابہ ہے ...... اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور منی عورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اسکو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کرے گی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے ـــــ اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اسکی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہونا بعینہ رونے کی صورت پر ہوتا ہے اور جیسے بے اختیار نطفہ اچھل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ وہ آنکھوں سے اچھلتا ہے ۔)

ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۰۳ ۔ ر ۔ خ ۔ ج ۲۱)

کیا کوئی قادیانی باپ اپنی بیٹی کے سامنے مذکورہ بالا سطروں کو پڑھنے کی ہمت کرے گا۔ مرزا صاحب نے جس تفصیل کے ساتھ یہ بات لکھی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان گلیوں کوچوں سے

خوب واقف ہیں اور وہ اس بات کا اچھا خاصا تجربہ رکھتے ہیں۔ کیا مرزا صاحب کو یہ مسئلہ سمجھانے کیلئے اس سے اچھی مثال نہیں مل سکتی تھی کہ انہیں بازاری زبان میں اس مسئلہ کو سمجھانا پڑا۔ یہ تو مرزا صاحب کی ابتداء تھی۔

جو لوگ راتوں کو خواب دیکھتے ہیں اور انکی باتیں سچی بھی ہو جاتی ہیں ان کے بارے میں مرزا صاحب کہتے ہیں

میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جنکا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جنکا رات دن زناکاری کام تھا انکو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں (حقیقۃ الوحی ص ۳۔ ر۔ خ۔ ج ۲۲ ص ۵)

بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرامخور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ انکو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ (ایضا)

مرزا غلام احمد لکھتا ہے :

اس راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام خور فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں (تحفہ گولڑویہ ص ۸۴۔ ر۔ خ۔ ج ۱۷ ص ۱۶۸)

مرزا غلام احمد نے ان دونوں مقامات پر جو کچھ لکھا ہے یہ اسکا اپنا تجربہ ہے۔ آپ اسی سے اسکی ظاہری اور باطنی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہ کسی غیر کی بات نہیں ہو رہی ہے خود اسکے اپنے تجربات ہیں قادیانی گھرانے میں جب مرزا صاحب کے یہ تجربات سنائے جاتے ہونگے تو واقعی ماحول خوشگوار ہو جاتا ہوگا۔

مرزا غلام احمد آریہ قوم پر تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

آریہ کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے سمجھنے والے سمجھ لیں

(چشمہ معرفت ص ۱۰۹ ۔ ر۔ خ۔ ج ۲۳ ص ۱۱۴)

- یاد رہے کہ یہ کتاب مرزا صاحب کی وفات (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) سے گیارہ دن پہلے (۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو) شائع ہوئی تھی۔

- مرزا صاحب نے آریہ دھرم کے ایک مسئلہ پر تنقید کرتے ہوئے جو فحش انداز اپنایا ہے اسے پڑھئے اور اپنے آپ سے پوچھئے کہ اگر اسے قادیانی کوک شاستر نہ کہیں تو اور کیا نام دیں۔ کیا کوئی قادیانی بات اپنے گھر میں نجی طور پر پڑھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب کا یہ اہم فرمان پڑھئے جسے قادیانی جبرئیلی تائید سے لکھا مانتے ہیں۔

ایک معزز آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رو سے حرام ہے آخر نیوگ کی ٹھہرتی ہے یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرایئے اولاد بہت ہو جائے گی ایک بول اٹھتا ہے کہ مہر سنگھ جو اسی محلہ میں رہتا ہے اسکام کے بہت لائق ہے لالہ بہاری لال نے اس سے نیوگ کرایا تھا لڑکا پیدا ہو گیا یہ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سن کر باغ باغ ہو گیا اور مہاراج آپ ہی نے سب کام کرنے ہیں میں تو مہر سنگھ کا واقف بھی نہیں مہاراج شریر النفس بولے کہ ہم سمجھا دیں گے رات کو آجاوے گا مہر سنگھ کو خبر دی گئی وہ محلہ میں مشہور قمار باز اول نمبر کا بدمعاش اور حرام کار تھا سنتے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اسکو کیا چاہئے تھا ایک نوجوان عورت اور پھر خوبصورت۔ شام ہوتے ہی آموجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی والہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھری میں نرم بستر بچھوا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوہ بھی دو برتنوں میں سرہانے کے طاق میں رکھوا دیا تھا تا کہ اگر بیرج داتا کو ضعف ہو تو کھا پی لیوے۔ پھر کیا تھا آتے ہی اس بیرج داتا نے لالہ دیوث کے نام

ناموس کا شیشہ توڑ دیا اور وہ بدبخت عورت تمام رات اس سے منہ کالا کراتی رہی اور
اس نے جو شہوت کا مارا تھا نہایت قابل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر
کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بے حیائی کی باتیں سنتے رہے بلکہ
تختوں کی درازوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے صبح وہ خبیث اسی طرح لالہ کی ناک
کاٹ کر کوٹھڑی سے باہر نکلا۔ لالہ تو منتظر ہی تھے دیکھ کر اسکی طرف دوڑے اور بڑے
ادب سے اس سے کہا سردار صاحب رات کیا کیفیت گذری اس نے مسکرا کر مبارکباد
دی اور اشاروں میں جتلادیا کہ حمل ٹھہر گیا ہے لالہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ
مجھے تو اس دن سے آپ پر یقین ہو گیا تھا جبکہ میں بہاری لال کے گھر کی کیفیت سنی
تھی لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اسے یقین تھا کہ اسکی استری رام دئی بے حد ہی
خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی لیکن اس نے اپنے گمان کے برخلاف
اپنی عورت کو روتے پایا اور اسکو دیکھ کر تو وہ بہت روئی یہاں تک کہ چیخیں نکل گئیں اور
ہچکی آنی شروع ہوئی لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ " بے بھاگوان آج تو
خوشی کا دن ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بچہ ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے وہ بولی
میں کیوں نہ روؤں تو نے سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور
ساتھ ہی میری بھی۔ اس سے بہتر تھا کہ میں پہلے ہی مرجاتی لالہ دیوث بولا کہ یہ سب
کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی
بیٹے کا نام سن کر عورت ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیوں کر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا
ہوگا اول تو پیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں
کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا
جائے یا لڑکی پیدا ہو۔ لالہ دیوث بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی
محلہ میں رہتا ہے نیوگ کیلئے بلاؤں گا عورت نہایت غصہ سے بولی اگر کھڑک سنگھ کی

کچھ نہ کرسکا تو پھر کیا کرے گا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں اسکو بلا لاؤں گا پھر اگر ضرورت پڑی تو چھل سنگھ۔ لبھا سنگھ بودھ سنگھ جیون سنگھ صوبا سنگھ خزان سنگھ ارجن سنگھ رام سنگھ کشن سنگھ دیال سنگھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار ہی میں کھڑا ہونے دے تب دس دس کیا ہزاروں لاکھوں آسکتے ہیں منہ کالا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا مگر یار کو کہہ دیا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی تو تجھے اس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اسی کا ہوگا اور اسی کی خود لائے گا کیونکہ وہ درحقیقت اسی کا بیٹا ہے ...... نہال چند بولا درحقیقت مجھ سے غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وساوا مل جیسی سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے کہ تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کیلئے پہلا حق دھموں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں ہوگا کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلا لیا ہوتا سب کام سدھ ہو جاتا اور کوئی بات نہ نکلتی اس محلہ میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرلیا ہے مگر کیا کبھی تم نے اسکا ذکر بھی سنا یہ پردہ کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا۔ (آریہ دھرم ص ۲۷ تا ۳۰۔ ر۔ خ۔ ج ۱۰ ص ۳۱ تا ۳۴)

یہ قصہ کسی بے حیا ناول نگار کا نہیں ہے قادیانیوں کے نبی مرزا غلام احمد نے لکھا ہے اور یہ کسی کتاب سے نقل نہیں کیا خود اسکے اپنے دماغ کی اختراع ہے۔ ہم اس وقت مرزا صاحب کی ذہنیت پر گفتگو نہیں کر رہے ہیں ہمارا صرف یہ ہے کہ کیا کوئی قادیانی باپ مذکورہ عبارتوں کو اپنی جوان بچی کے سامنے پڑھنے کی ہمت کرے گا؟ اور کیا گھر کے افراد ایک جگہ بیٹھ کر مرزا صاحب کی یہ فحش باتیں پڑھنے اور سننے کی جرات رکھتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر قادیانیوں کو کیوں مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ مرزا

صاحب کی ان خرافات کو پڑھیں۔ اس فحش نگاری کے باوجود مرزا صاحب کا فرمان ہے کہ یہ سب کچھ خدا نے لکھایا ہے۔ اور میری ہر بات وحی الٰہی سے رنگین ہوتی ہے۔ اس نے علی الاعلان تھا:

میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۲۴۷)

خدا نے مرزا صاحب کے منہ میں کیا ڈالا اسے چند اشعار کی شکل میں ملاحظہ کریں جو اس نے آریہ دھرم پر تنقید کرتے ہوئے لکھے اس سے آپ خود فیصلہ کرلیں کہ کیا یہ خدا کی باتیں ہیں۔

چھپکے چھپکے حرام کروانا ۔ آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں ۔ جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
مرتکب اسکا ہے بڑا دیوث ۔ اعتقاد اس پہ بد شعاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ ۔ سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے ۔ وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے ۔ ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط ۔ یار کی اسکو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن ۔ پاکدامن ابھی بیچاری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں ۔ خوب جوروں کی حق گذاری ہے
تا کہ کروائیں پھر اسے گندی ۔ پاک ہونے کی انتظاری ہے

(آریہ دھرم ص ۷۷)

مرزا صاحب مرد تھے عورت نہیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ خدا نے انہیں بتایا ہے کہ انکا ایک مخالف انکا حیض دیکھنا چاہتا ہے۔ مرزا صاحب جانے اسکے کہ یہ کہیں کہ حیض کا تعلق مرد سے نہیں عورت سے ہے انہوں نے کہا کہ وہ تو اب بچہ ہو گیا ہے۔ حیض نہیں رہا۔ اگر قادیانی اپنے گھر میں یہ الہام پڑھیں گے تو آپ ہی بتائیں کہ ماحول پر کیا اثر پڑے گا۔ مرزا صاحب پر آنے والا الہام ملاحظہ کیجئے:

یریدون ان یروا طمثک ۔۔۔۔یابو الٰہی تجھ دیکھنا چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳۔ ر۔خ۔ ۲۲ ص ۵۸۱)

اب یہ بچہ کیسے ہو گیا؟ اسکے لئے مرزا صاحب کی یہ سطریں بھی قادیانی گھروں میں پڑھی جانی چاہئیں۔

اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اسے ملے گا پھر اس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا (کشتی نوح ص ۴۵۔ ر۔خ۔ ۱۹ ص ۴۸)

اس بچہ کیلئے ضروری ہے کہ حمل بھی ٹھہرے۔ اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ مرزا صاحب حاملہ کیسے ہو گئے:

مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں ...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ (ایضاً ص ۵۰)

رہا یہ سوال کہ مرزا صاحب کا یہ حمل کہاں سے آیا ہم اس سلسلے میں کچھ نہیں کہتے جو قادیانی یہ فحش بیان دیکھنا چاہیں وہ مرزا صاحب کے خصوصی مرید قاضی یار محمد قادیانی کی کتاب اسلامی قربانی کا مطالعہ کریں جس میں موصوف نے مرزا غلام احمد کی زبانی یہ بات نقل کی ہے

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا سمجھنے والے کیلئے اشارہ کافی ہے (اسلامی قربانی ص ۱۲)

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کس گندی ذہنیت کا حامل تھا۔ ضد اور ہٹ دھرمی تو یہ ہے کہ قادیانی علماء جانتے ہوئے کہ مرزا غلام احمد پر دو دو ل پڑھیں وہ قاضی یار محمد کو بھی

مجنون قرار دینے لگے تاکہ مرزا صاحب کی تندی ذہنیت پر پردہ ڈال جا سکے۔ حیدر آباد کے قادیانی مبلغ بشارت احمد کے یہ الفاظ دیکھیں

اسلامی قربانی کا حوالہ ہے جو ہم پر قابل پابندی نہیں وہ ایک مجنون شخص تھا جو چاہے لکھ دے اسکی کوئی اصلیت نہیں (تصدیق احمدیت ص ۳۰ ا مطبوعہ حیدر آباد ۱۳۵۳ھ)

اے کاش اسکی جائے یہ لکھا ہوتا

مرزا غلام احمد ایک مجنون شخص تھا جو چاہے بک دے اسکی کوئی اصلیت نہیں۔ تو یہ بیان مبنی بر حقیقت ہوتا۔ جامعہ عثمانیہ کے پروفیسر الیاس برنی اس پر لکھتے ہیں

قادیانی صاحبان مرزا صاحب کی تصدیق کرتے ہیں لیکن قاضی یار محمد کو مجنون بتاتے ہیں۔ یہ نزلہ بر عضو ضعیف کی ریزد (قادیانی مذہب ص ۱۰۸۹)

ہمیں یقین ہے کہ کوئی قادیانی باپ نہیں چاہے گا کہ وہ اپنے بچوں اور بھائی بہنوں کے سامنے اس قسم کے فحش اور واہیات باتیں بلند آواز سے پڑھے۔ مگر قادیانی سربراہ ہیں کہ قادیانیوں کو اس قسم کی باتوں کو اجتماعی طور پر پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ جس سے انکی روحانی اور اخلاقی موت واقع ہو اور وہ بھی ان حرکتوں پر آجائیں جو مرزا بشیر الدین کے دن رات کا مشغلہ رہا ہے۔

قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین نے قادیانیوں کو مرزا صاحب کی کتابیں پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ لیکن انہیں کوئی وظیفہ نہیں بتایا کہ اسکا وورد کریں۔ قادیانیوں کو استغفار پڑھنے کی تلقین اسلئے نہیں کی جاتی کہ مرزا صاحب نے کبھی بھی استغفار نہیں کیا۔ یہ بات انکے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھی ہے جو روزانہ مرزا صاحب کو دیکھتے تھے۔

میں نے آپ کو استغفار پڑھتے کبھی نہیں سنا (سیرۃ المہدی ج ا ص ۲)

قادیانیوں کیلئے جو چیز بطور وظیفہ ہو سکتی ہے اسے ہم نے مرزا صاحب کی چند کتابوں سے منتخب کیا ہے قادیانیوں کو چاہئے کہ مرزا صاحب کے ان کلمات کو وہ بطور وظیفہ پڑھتے رہا کریں اسکا نہیں

بہت فائدہ ہوگا اور روحانی سکون نصیب ہوگا۔

مرزا صاحب کی کتاب نور الحق قادیانی علماء کے ہاں بہت معروف کتاب ہے قادیانی مناظر جلال الدین شمس بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب کی یہ کتاب " اللہ تعالیٰ کی خاص تائید سے لکھی گئی ہے(نور الحق ص ۳) مرزا صاحب کی اس کتاب کا ص ۱۵۸ کھولئے آپ کو یہ وظیفہ اس طرح ملے گا

لعنت ۱ لعنت ۲ لعنت ۳ لعنت ۴ لعنت ۵ لعنت ۶ لعنت ۷ لعنت ۸ لعنت ۹ لعنت ۱۰ لعنت ۱۱

لعنت ۱۲ لعنت ۱۳ لعنت ۱۴ لعنت ۱۵ لعنت .... ۹۹۵ لعنت ۹۹۶

لعنت ۹۹۷ لعنت ۹۹۸ لعنت ۹۹۹ لعنت ۱۰۰۰ لعنت

یہ صرف ۱۵ مرتبہ کا وظیفہ نہیں مرزا صاحب نے یہ وظیفہ ۱۰۰۰ (ایک ہزار) کی تعداد میں لکھا ہے اور ساڑھے تین صفحے اس لعنت سے بھرے ہیں۔ اگر قادیانی علماء روزانہ صبح شام سو سو کی گنتی پوری کریں تو اس سے قادیانیوں کی روحانیت میں خاصا اضافہ ہوگا اور انکے اپنے گھروں میں بھی اس لعنت کے اثرات بہت جلد نظر آنے لگ جائیں گے

علاوہ ازیں درج ذیل وظائف بھی کچھ کم اثرات کے حامل نہیں شرط یہ ہے کہ ہر قادیانی اسے سچے دل سے پڑھتا رہے۔ پھر گھر میں اجتماعی طور پر اسکا ورد رکھا جائے تو کوئی تعجب نہیں کہ پورا گھرانہ اس لعنت کی نحوست سے مستفید نہ ہو۔ مرزا صاحب اکثر یہ کہا کرتے تھے :

تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸۔ ر۔ خ ج ۵)

یہ کتابیں ہیں جسے ہر مسلمان محبت اور مودت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور انکے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت نبوت کی تصدیق کرتا ہے مگر رنڈیوں کی اولاد جنکے دلوں پر خدا نے مہر لگادی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

قادیانیوں کو چاہئے کہ اس عبارت کو بار بار پڑھتے رہا کریں خاص کر الا ذرية البغايا پڑھتے

ہوئے اسکے معنی پر بھی خصوصی توجہ رکھیں تو نزول حسنت میں کوئی چیز مانع نہ ہوگی۔ مذکورہ بالا ورد کے دوران درج ذیل شعر پڑھنا بھی فائدہ سے خالی نہیں مرزا صاحب اکثر ترنم کے ساتھ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

ان العدو صاروا خنازیر الفلا   ونساء هم من دونهن الاکلب

(نجم الهدیٰ ص ۵۳۔ ر۔ خ۔ ج ۱۴)

دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے   اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں

جب سارے گھر والے مذکورہ بالا وظائف سے فارغ ہو جائیں تو کم از کم تین مرتبہ درج ذیل وظیفہ پڑھ لیں۔

جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اسکو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ (انوار الاسلام ص ۳۰۔ ر۔ خ۔ ج ۹ ص ۳۱)

اور اٹھنے سے پہلے سب گھر والے بطور خاص ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر یہ کہیں:

سکان قصبہ را ہو ہو کردند (انجام آتھم ص ۲۲۹)

یاد رہے کہ لفظ ہو ہو کو اپنے پورے تصور کے ساتھ کہیں مرزا صاحب ہمیشہ اپنی خاص ادا کے ساتھ اسے کہتے تھے۔ آپ بھی کوشش کریں تاکہ مرزا صاحب کی روحانی برکات سے پورا پورا حصہ آپ کے نصیب ہو۔ اور اگر آپ کو مذکورہ بالا وظائف اور گھروں میں پڑھنے کا نصاب پسند نہیں اگر آپ اسے خود شرافت واخلاق کے منافی سمجھتے ہیں اور سمجھنا بھی چاہئے تو پھر آپ کو مرزا غلام احمد کی نبوت سے انکار کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں کرنی چاہئے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی کو خوش گوار بنانے کیلئے آخرت کی طویل اور ابدی زندگی کو قربان کر دینا بڑے خسارے کا سودا ہے۔ اور کوئی عقل مند اس طرح کا سودا نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

(۵) قادیانی گستاخیاں

سیدہ حضرت مریم طاہرہ
اور
حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر بہتان عظیم

حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائیاں

الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد :

سیدہ حضرت مریم صدیقہ اللہ رب العزت کی نیک اور پاکباز بندی ہیں اور بنی اسرائیل کے آخری نبی سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت مریم کی تعریف و منقبت فرمائی ہے اور انہیں صدیقہ جیسے پر عظمت لقب سے ذکر کیا ہے۔ یہودیوں نے آپ پر طرح طرح کے الزامات لگائے اور آپ کی عزت پر کیچڑ اچھالا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان الزامات سے پاک قرار دیا اور ان سب باتوں کو بہت بڑا بہتان بتایا۔ اور آپ کی عزت سے کھیلنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دیا تو ساتھ ہی اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا سلسلہ بھی جاری رکھا تاکہ مسلمانوں کی نگاہ میں حضرت عیسیٰ کا وقار مجروح ہو اور وہ مرزا غلام احمد کے زیر سایہ آجائیں اور اسے ہی مسیح موعود مان لیں۔ مرزا غلام کے دل میں لگی یہ آگ اس توہین سے بھی نہ بجھی تو اس نے آپ کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام پر طعن و تشنیع کے زہریلے تیر چلائے اور انکی طرف ایسی باتیں منسوب کیں جو کسی یہودی کا کام تو ہو سکتا ہے کسی مسلمان کا نہیں۔ مرزا غلام احمد نے افغانوں کو اسرائیلیوں کے مشابہ قرار دیکر لکھا :

اسکے دور سوم جو یہودیوں سے ملتے ہیں مثلاً یہ ناطہ (نسبت) اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے اور بعض قبیلوں میں لڑکیوں کا اپنے منسوب لڑکوں کے ساتھ اس قدر اختلاط پایا جاتا ہے کہ نصف سے زیادہ لڑکیاں نکاح سے پہلے ہی حاملہ ہو جاتی ہیں (ایام الصلح ص ۶۵۔ ر۔خ۔ج ۱۴ ص ۳۰۰ حاشیہ)

ہم یہاں اس وقت مرزا صاحب کے اس جھوٹ پر تبصرہ نہیں کر رہے ہیں تاہم آپ خود سوچیں کہ افغانی مسلمان کیا اس طرح بے حیاء ہوتے ہیں؟ کیا یہ لوگ نسبت اور نکاح میں فرق تک نہیں جانتے اور کیا انکی لڑکیاں نکاح سے پہلے لڑکوں کے ساتھ سرِبازار پھرتی ہیں اور حاملہ ہوتی ہیں ؟۔ ہم یہ فیصلہ افغانستان کے غیور مسلمانوں پر چھوڑتے ہیں۔

ہم یہاں صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے حضرت مریم صدیقہ پر بڑی تہمت لگائی ہے۔ حضرت مریم جیسی پاکباز خاتون کے بارے میں یہ تاثر دینا کہ وہ نکاح سے پہلے کسی مرد کے ساتھ آزادانہ اختلاط رکھتی تھیں اور کھلے عام پھرا کرتی تھیں یہودیانہ عقیدہ نہیں تو اور کیا ہے؟ مرزا غلام احمد کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ کی والدہ اس آزادانہ اختلاط کی وجہ سے حاملہ ہو گئی تھی اور لوگوں کے اصرار سے پھر نکاح کر لیا ۔ استغفر اللہ العظیم ۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے وجہ حمل کے نکاح کر لیا گو لوگ اعتراض کرتے ہیں برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا...... میں (اس اعتراض کے جواب میں) کہتا ہوں یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض (کشتی نوح ص ۱۶۔ ر۔خ۔ج ۱۹ ص ۱۸)

مرزا غلام احمد کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرت مریم طاہرہ کو مجرمہ سمجھتا ہے اور انکی طرف ایسی بات منسوب کرتا جو عزت وحیاء کے صریح خلاف ہے۔ آپ ایمانداری سے بتائیں مرزا صاحب نے اس عبارت میں حضرت مریم کو...... نہیں سمجھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ......کی اولاد نہیں کہا؟ اور کیا یہ کفر نہیں؟

مرزا غلام احمد کے اس کفر صریح کا بعض قادیانیوں نے بھی نوٹس لیا وہ حیران تھے کہ مرزا غلام احمد نے جس پاکباز خاتون کی عزت پر حملہ کیا ہے اسے خدا نے اپنے پاک کلام میں صدیقہ کہا ہے۔ (القرآن پ ۶ المائدہ ۷۵) اور آپ کی تعریف فرمائی ہے۔ مرزا غلام احمد نے اسکا جواب دیا کہ یہاں حضرت مریم کو صدیقہ اسلئے نہیں کہا گیا کہ وہ صدیقہ ہیں بلکہ صرف حضرت عیسیٰ کی الوہیت توڑنے کیلئے یہ لفظ کہا۔ مرزا غلام احمد نے اپنے دل بغض کا اس طرح اظہار کیا:

> خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت توڑنے کیلئے ماں کا ذکر کیا ہے اور صدیقہ کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے جس طرح اردو کی زبان میں کہتے ہیں بھر جائی کا سے سلام آکھناں وال جس سے مقصود کانا ثابت کرنا ہوتا ہے نہ کہ سلام کہنا اسی طرح اس آیت میں اصل مقصود مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صدیقیت کا اظہار (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۲۰)

مرزا غلام احمد کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرت مریم کو کسی طرح بھی صدیقہ ماننے کیلئے تیار نہیں ہے اسکی ہر ممکن کوشش ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ حضرت مریم کا وقار مجروح ہو اور آپ کی عزت سے کھیلے۔ قرآن کریم میں وامہ صدیقہ کہہ کر حضرت مریم کی صدیقیت کا اظہار کیا گیا ہے اور اس ایک لفظ میں یہود کا رد کر دیا گیا ہے جو معاذ اللہ آپ کی عصمت وعفت کو متہم کر رہے تھے۔ رہی بات ان دونوں کی الوہیت کی نفی کی تو یہ بات اس سے اگلے جملے میں موجود ہے کانا یاکلان الطعام۔ سو مرزا غلام احمد کی حضرت مریم سے دشمنی اور آپ کے ساتھ اسکا بغض صاف نظر آرہا ہے۔۔ قل موتوا بغیظکم

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہتان عظیم

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر اور صاحب کتاب رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر باپ کے ولادت بخشی اور بچپن میں قوت گویائی عطا کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شرافت وحیاء کے پیکر اور مجسمہ صدق وصفا ہیں یہودیوں نے آپ پر جو افتراء باندھے اور تہمتیں لگائیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی براءت کی آپ کے دشمن آپ کے قتل کے درپے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ناپاک ہاتھوں سے آپ کو بچایا اور آسمانوں پر زندہ سلامت اٹھالیا اہل اسلام آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کی عزت واحترام کو ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں اور آپ کی شان میں بے ادبی اور زبان درازی کو کفر والحاد قرار دیتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو جب مسیح موعود بننے کا شوق چرایا تو اسکے راستے کی سب سے بڑی دیوار خود حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔ اسلئے جب تک آپ کی حیات سماوی اور آپ کی شرافت واخلاق کے خلاف آواز نہ اٹھے لوگ کوئی دوسری آواز کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے الہام اور وحی کی بناء پر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور اسلام کی زندگی اسی میں ہے کہ عیسیٰ کو مرنے دو (معاذ اللہ دیکھئے ضمیمہ براہین ج ۵ ص ۲۰۲) مرزا غلام احمد کی ساری تعلیمات اس کے گرد گھومتی ہیں کہ عیسیٰ مرچکا ہے فوت ہو چکا ہے اور جس عیسیٰ کی خبر دی گئی ہے وہ میں ہوں ۔جب لوگوں میں یہ بات پھیلی تو کچھ نادان اور بے ایمان مرزا غلام احمد کے پیچ میں پھنس گئے لیکن یہاں آکر انہوں نے مرزا غلام احمد کے شرافت واخلاق کا جنازہ دیکھا تو انکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ یہ کیسا مسیح ہے جو شرافت واخلاق سے اس قدر گرا ہوا ہے۔ مرزا غلام احمد چاہئے تھے کہ اپنے اخلاق درست کرتا اور بری عادتوں سے باز آجاتا اس نے الٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زبان درازی شروع کر دی اور ان پر غلط الزامات اور بہتان باندھے اور انکی حد سے

زیادہ تشہیر کی۔ یہ اسلئے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعی ایسے ہی تھے اسلئے اگر مرزا غلام احمد میں بھی یہ بات پائی جائے تو قابل اعتراض نہیں۔ (معاذ اللہ)

مرزا غلام احمد کی پسندیدہ مشروب ٹانک وائن تھی (اسکا تفصیلی ذکر آگے ایک الگ مضمون میں ملاحظہ کریں) لوگوں نے جب مرزا غلام احمد کو ایسا کرتے دیکھا تو سوال کیا اس کا جواب مرزا غلام احمد نے یہ دیا

> یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اسکا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے (کشتی نوح ص ۶۵۔ رخ ج ۱۹ ص ۷۱ حاشیہ)

مرزا صاحب لکھتے ہیں

> میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا (ریویو آف ریلجز ج ۱ ص ۱۲۴ (۱۹۰۲ء)

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سراسر بہتان ہے اور جھوٹ ہے مرزا غلام احمد نے آپ پر یہ بات اسلئے گھڑی کہ کوئی قادیانی اسکی شراب نوشی پر اعتراض نہ کر سکے۔

(۲) مرزا غلام احمد کا غیر عورتوں سے آزادانہ اختلاط ایک معمول کی بات ہے رات کی تنہائیوں میں غیر عورتیں اسکی ٹانگیں دباتی تھیں اور اسکے بدن پر ہاتھ پھیرتی تھیں اور وہ ایک عورت کے عشق میں بھی مر رہا تھا (اسکا ذکر الگ مضمون میں کر چکے ہیں) جب تو دنیا بھر میں اسکی خبر پھیل تو جائے اسکے کہ آئندہ کیلئے غیر عورتوں سے اجتناب کرتا اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان باندھا کہ وہ بھی تو ایسا کرتے تھے۔ اس نے لکھا:

> یہ بات پوشیدہ نہیں کہ وہ کس طرح بے پردہ نامحرم جوان عورتوں سے ملتا تھا اور کس طرح ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا وہ ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا (الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء)

آپ ہی بتائیں کہ کیا کوئی مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ بات تسلیم کرنے کیلئے تیار ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بہتان محض اسلئے باندھا کہ وہ خود ان ذلیل حرکتوں میں ملوث تھا۔

(۳) مرزا غلام احمد کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اس کے جھوٹ قرآن وحدیث پر بھی ہیں اور صحابہ وائمہ پر بھی۔ بات بات پر جھوٹ بولنا اور ایک جھوٹ کو چھپانے کیلئے سو جھوٹ کا سہارا لینا اسکے لئے ایک عام بات تھی۔ جب قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کو کذاب (پرلے درجے کا جھوٹا) دیکھا تو انہیں یقین نہ آیا کہ مسیح موعود اس قدر جھوٹا ہو سکتا ہے۔ مرزا غلام احمد چونکہ اسکے کہ جھوٹ بولنے سے باز آجاتا اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی جھوٹا بنانا شروع کر دیا مرزا غلام احمد آپ کے بارے میں لکھتا ہے۔

آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ ر۔خ۔ج ۱۱ ص ۲۸۹)

یہ مرزا غلام احمد کا جھوٹ ہے خدا کے پیغمبر کبھی جھوٹ نہیں بولتے اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت اتاری ہے مرزا غلام احمد نے یہ بات اسلئے گھڑی کہ اسکے اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالا جا سکے

(۴) مرزا غلام احمد کی بد زبانیاں اور اسکی گالیاں قادیانیوں میں عام سنائی جاتی ہیں کیونکہ انکا عقیدہ ہے کہ یہ بھی خدائی وحی ہیں اور بعض قادیانی ان گالیوں کو پڑھتے ہیں۔ لیکن وہ حیران ہیں کہ مسیح موعود نے یہ زبان کیوں استعمال کی۔ اسکا جواب مرزا غلام احمد نے یہ دیا کہ:

ہاں آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بد زبانی کی اکثر عادت تھی (ایضاً ص ۵)

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان ہے اللہ کا نبی کبھی فحش زبان نہیں بولتا اور نہ وہ گالی دیتا ہے مرزا غلام احمد نے یہ بات اسلئے کہی کہ اسکی ہزاروں گالیوں پر پردہ پڑا رہے اور کوئی نہ کہے کہ یہ کیسا مسیح ہے جو گالیاں دیتا پھرتا ہے

(۵) مرزا غلام احمد کی ساری زندگی پیشگوئیاں بیان کرتے ہی گذری ہے اور وہ اپنی ہر پیشگوئی میں جھوٹا ثابت ہوا جس سے اسکی خاصی رسوائی ہوتی رہی۔ جب قادیانیوں نے اپنے مسیح موعود کو اس قدر رسوا ہوتے دیکھا تو وہ پریشان ہوئے مرزا غلام احمد نے انہیں تسلی دی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی پیشگوئیاں بھی غلط ہوتی رہی ہیں مرزا غلام احمد نے لکھا

حضرت عیسی علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور جھوٹی نکلیں (اعجاز احمدی ص ۱۴ ر۔خ۔ ج ۱۹ ص ۱۲۱)

اس نے بڑے افسوس کے ساتھ لکھا:

قابل افسوس امر یہ ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نکل نہیں سکیں (ازالہ اوہام ص ۶۔ ر۔خ۔ ج ۳ ص ۱۰۶)

مرزا غلام احمد نے یہ بات اسلئے کی کہ قادیانی عوام مرزا غلام احمد کی پیشگوئیوں کے غلط اور جھوٹا ہونے پر کوئی اعتراض نہ کرسکیں بلکہ اسے یہ سمجھ کر قبول کرلیں کہ جب مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں تو اگر مثیل مسیح کی پیشگوئیاں نکل آئیں تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ حالانکہ یہ بات حضرت عیسی علیہ السلام پر صریح جھوٹ ہے کہ انکی پیشگوئی غلط نکلی۔

(۶) مرزا غلام احمد کو احساس ہوا کہ وہ نامرد ہے تو اپنے قریبی یار حکیم نور الدین کے نام اس نے ایک پرائیوٹ خط میں اس بات کا ذکر کیا ہے (دیکھئے مکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۲۱) جب یہ بات قادیانیوں کو معلوم ہوئی تو انہیں تعجب ہوا مرزا غلام احمد نے انکے تعجب کا ازالہ اس طرح کیا:

مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے...... حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے (نور القرآن حصہ دوم ص ۷ ا۔ ر۔خ۔ ج ۹ ص ۳۹۲)

حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام پر یہ بہتان اور آپ پر یہ الزام اسلئے لگایا گیا کہ کوئی شخص مرزا

صاحب کو گستاخانہ کہہ سکے حالانکہ آنحضرت ﷺ پہلے ہی اس بہتان کا جواب دے چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی تشریف آوری پر شادی کریں گے اور انکے ہاں اولاد بھی ہوگی فیتزوج ویولد لہ۔

(۷) مرزا غلام احمد کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ دوسروں کے مضامین چراتا تھا اور اہل علم سے قلمی بھیک مانگ کر اپنی کتاب کو بارونق بنانے کی کوشش کرتا تھا۔ اور لوگوں کو یہ کہتا تھا کہ یہ سب وحی خداوندی ہے جو ہر او راست خدا مجھ پر اتارتا ہے۔ جب یہ بات قادیانیوں کو معلوم ہوئی کہ مسیح موعود اس طرح کی حرکتیں کرتا ہے اور جو چند اچھے مضامین نظر آتے ہیں وہ دوسروں کے رہین منت ہیں تو وہ آپس میں کانا پھوسی کرنے لگے مرزا غلام احمد کو پتہ چلا تو اس نے کہا کہ یہی تو مسیح کی علامت ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ بھی اسی طرح چرایا کرتے تھے اور دوسروں سے اپنا علم بنا دیتے تھے۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے

> آپ نے یہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ یہ میری تعلیم ہے..... افسوس ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ حاشیہ ر۔خ۔ج ۱۱ص ۲۹۰)

(۸) مرزا غلام احمد نے کئی استادوں سے تعلیم حاصل کی ہے اور وہ باقاعدہ استادوں سے پڑھتا رہا۔ جب اس نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا تو بہت سے معتقدین نے سوالیہ نظروں سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے نبی ہیں اور انبیاء کے بارے میں یہ بات طے شدہ ہے کہ انکا استاد کوئی نہیں ہوتا وہ خدا سے تعلیم پاتے ہیں اور مخلوق خدا کو تعلیم دیتے ہیں جبکہ آپ نے استادوں سے تعلیم پائی ہے پھر یہ مثیل مسیح کا دعویٰ کیسے درست ہے؟ مرزا غلام احمد نے اسکا جواب دیا

> آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے) کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا (ایضاً ص ۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استاد ایک یہودی کو قرار دیا محض اسلئے تھا کہ اس کی شاگردی پر حرف نہ آنے پائے اور اسے کوئی نہ کہہ سکے کہ تیرا استاد کیوں ہے؟

(۹) مرزا غلام احمد کے علم و عمل کا حال کس پر مخفی ہوگا اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے والد حضور کی ولادت سے قبل فوت ہو گئے تھے یا بعد میں؟ (مرزا غلام کہتا ہے کہ حضور کے والد حضور کی ولادت کے چند دن بعد فوت ہوئے تھے (پیغام صلح ص ۳۸۔ ر۔خ۔ ج ۲۳ ص ۴۶۵) اسے یہ بھی علم نہیں کہ حضور ﷺ کے کتنے لڑکے تھے۔ (مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ حضور کے گیارہ لڑکے تھے (چشمہ معرفت ص ۲۶۸۔ ر۔خ۔ ۲۳ ص ۲۹۹۔ تجلیات الٰہیہ ص ۲۲۔ ر۔خ۔ ج ۲۰ ص ۴۱۲) رہا عمل تو کسے معلوم نہیں کہ مرزا غلام احمد نے رمضان کے اکثر روزے نہیں رکھے نہ انکی کبھی قضا کی ہمیشہ فدیہ دے کر کام چلاتا رہا (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۶۶) مرزا غلام احمد نے کبھی زکوۃ نہیں دی (ایضا حصہ ۳ ص ۱۱۹) مرزا غلام احمد نے کبھی حج نہیں کیا (ایضا) کبھی اعتکاف نہیں کیا (ایضا) کبھی استغفار نہیں کیا (ایضا حصہ ۱ ص ۲) قادیانیوں نے جب اپنے مسیح موعود کے علم و عمل کا یہ حال دیکھا تو شرم کے مارے منہ چھپانے لگے مرزا غلام احمد نے انہیں تسلی دی کہ جب اصلی مسیح موعود علم و عمل میں کورے تھے تو اسکا مثیل کیسے اس سے آگے بڑھ سکتا ہے (معاذ اللہ)۔ مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بہتان باندھا

آپ (حضرت عیسیٰ) علمی و عملی قوی میں بہت کچے تھے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بہتان باندھنے کی ضرورت اسلئے پیش آئی کہ مرزا غلام احمد خود علم و عمل میں کچا تھا سو اس نے خدا کے جلیل القدر نبی پر یہ بہتان باندھنے میں کوئی حیاء نہیں کی۔

(۱۰) مرزا غلام احمد نے اس بات کی بار بار شکایت کی ہے کہ اسکے دماغ میں خلل ہے۔ اسکو بار بار دورے پڑتے ہیں وہ یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ اسے مراق کا بھی مرض ہے وہ دوران سر کے مرض سے بھی بچا ہوا نہیں۔ قادیانی مریدین اپنے مسیح موعود کی اس افسوسناک اور عبرتناک حال کو دیکھ کر خدا کی پناہ مانگتے تھے اور اپنے آپ سے یہ سوال کرنے پر مجبور تھے کہ مرزا غلام احمد جس مسیح کا

خلل ہونے کا مدعی ہے کیا وہ بھی اسی قسم کا تھا۔ کیا خدا کا نبی مجموعہ امراض ہوا کرتا ہے۔ مرزا غلام احمد نے جب اپنے مریدوں میں اس بات کا ذکر کیا تو اس نے لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایسے تھے اور ان کے عزیزوں کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور خلل ہے (ایضاً)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ کہنا کہ ان کے دماغ میں خلل تھا (معاذ اللہ) جھوٹ اور بہتان ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بیان اس لئے لکھا کہ کوئی اسے دماغی مریض کہے تو جھٹ حضرت عیسیٰ کو بھی اس میں شامل کر سکے۔ (معاذ اللہ)

ہم نے یہ دس مثالیں صرف بتانے کیلئے پیش کی ہیں کہ مرزا غلام احمد نے محض مسیح موعود بننے کا ڈرامہ نہیں رچایا بلکہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم اور جلیل القدر رسول پر کئی بہتان لگائے اور ان پر بہت سے جھوٹ باندھے۔ اس قدر جھوٹ کہنے اور بہتان باندھنے پر بھی اس کا جی نہ بھرا اور دل میں کی غیظ کی آگ نہ بجھی۔ تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہم دونوں کو ہر باب میں ایک جیسا سمجھیں پھر بھی حضرت عیسیٰ سے بہتر اور افضل ہوں۔ مرزا صاحب کا یہ کفریہ عقیدہ دیکھیں

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا (دافع البلاء ص ۱۳ ۔ ر۔خ۔ ج ۱۸ ص ۲۳۳)

مرزا غلام احمد کا یہ گستاخانہ بیان بھی پڑھ لیں

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ ۔ ر۔خ۔ ج ۲۲ ص ۱۵۲)

اب یہ بھی دیکھیں کہ وہ کس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھوڑنے کی تاکید کر رہا ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو   اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰ ۔ ر۔خ۔ ج ۱۸ ص ۲۴۰)

مرزا غلام احمد نے ایک اور جگہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ دونوں سے بیزاری کا اظہار اس طرح کیا ہے

فدع ذکر موسی واترکن ابن مریم   ودع العصا لما تراہ المفقر

(کرامات الصادقین ص ۴۱۔ ر۔خ۔ ج ۷ ص ۸۳)

ہم یہاں ان تمام گستاخانہ عقائد کو نقل نہیں کر رہے ہیں جو مرزا غلام احمد کی ناپاک زبان اور اسکے گندے قلم سے نکلے ہیں۔ قادیانیوں میں اگر کوئی پڑھا لکھا شخص موجود ہے اور وہ ضد و تعصب کو دور رکھ کر قادیانیت کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے تو وہ ہماری ان مذکورہ گذارشات پر غور کرے اور فیصلہ کرے کہ اس نے حضرت مریم اور انکے لخت جگر اور خدا کے عظیم پیغمبر پر کیا طرح طرح کے بہتان نہیں باندھے ؟ اور کیا وہ اپنے ان عقائد کی رو سے کفر کی وادی میں نہیں جا گرا؟ اور کیا اس نے اپنا راستہ اسلام سے جدا نہیں کر لیا؟ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

قادیانیوں سے مسلمانوں کا اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے

بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ مرزائی اور قادیانی مذہب اسلام سے کوئی علیحدہ مذہب نہیں بلکہ مذہب اسلام ہی کی ایک شاخ ہے اور دیگر اسلامی فرقوں کی طرح یہ بھی ایک اسلامی فرقہ ہے اسلئے یہ لوگ قادیانیوں کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھنے میں تامل کرتے ہیں یہ بالکل غلط ہے جن لوگوں کی یہ غلط فہمی سراسر اصول اسلام سے ناعلمی اور بے خبری پر مبنی ہے یہ مسلمان کی جہالت کی انتہا ہے کہ اسے اسلام اور کفر میں فرق معلوم نہ ہوا جاننا چاہیئے کہ ہر ملت اور مذہب کے کچھ اصول اور عقائد ہوتے ہیں کہ جنکی بناء پر ایک مذہب دوسرے مذہب سے جدا اور ممتاز سمجھا جاتا ہے اسی طرح اسلام کے بھی کچھ بنیادی اصول اور عقائد ہیں کہ ان اصولوں اور عقائد کے اندر رہ کر جو اختلاف ہوا سے فروعی اختلاف کہا جاتا ہے اور جو اختلاف ان مسلمہ اصول اور عقائد کی حدود سے نکل کر ہو وہ اصولی اختلاف کہلاتا ہے اور اس اختلاف سے وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد سمجھا جاتا ہے۔۔ (از حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ)

(۹) نقل کفر کفر نباشد

ارشادات رسولؐ کا تمسخر اور استہزا

مرزا غلام احمد نے حضور کے فرمودات کا مذاق اڑایا اور خدا کی لعنت کا مستحق بنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم:

آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی قدر جس طرح لائق ادب واحترام ہے اسی طرح آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ بھی لائق اکرام واحترام ہیں۔ آپ حضور کی کسی حدیث پر بایں طور عمل نہیں کرتے کہ آپ کے پاس اسکو ترک کرنے کی کئی وجوہات ہیں لیکن آپ کو اس بات کی قطعا اجازت نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی کسی حدیث کا خواہ کتنی ہی ضعیف درجے کی کیوں نہ ہو مذاق اڑائیں۔ اگر کوئی شخص حضور کی کسی بات کا استہزا کرتا ہے ور وہ پہلے سے مسلمان ہے تو یہ گستاخی اسے دائرہ اسلام سے خارج کرنے کیلئے کافی ہے اور وہ شخص اسلامی مملکت میں لائق گردنت اور شرعا لائق گردن زدنی ہوگا۔

مرزا غلام احمد نے صرف دعوی نبوت ورسالت ہی نہیں کیا بلکہ اس نے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا اور مختلف انداز میں حضور کی گستاخی کا ارتکاب کرتا رہا۔ اس نے حضور کی احادیث کا بھی دل کھول کر مذاق اڑایا کے پاس بیٹھنے والے بدبختوں کو اتنی بھی توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس وقت وہاں سے چلے جاتے اور اسکی اس گستاخی میں اسکا ساتھ نہ دیتے۔ یہ خدائی مار نہیں تو اور کیا ہے کہ ایک شخص بد سر عام گستاخی رسول کر رہا ہے اور اسے اتنی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ وہاں سے اٹھ جائے۔ یہ ایمان کی موت کی کھلی علامت ہے اور کفر وزندقہ کی کھلی نشانی ہے۔

مرزا غلام احمد نے حدیث پاک کا کس طرح مذاق اڑایا ہے اسے دیکھئے۔ نقل کفر کفر نباشد۔ ہم اسکی یہ بات اسلئے نقل کرتے ہیں کہ جو لوگ مسلمانوں کو رواداری کا سبق دیتے نہیں تھکتے اور قادیانیوں کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ کہتے نہیں شرماتے انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ مرزا غلام احمد کفر کی ہر حد پار کر چکا ہے اور اسلام کا جوا اپنے گلے سے اتار چکا ہے۔ (العیاذ باللہ)

آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے سلسلے میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جب آپ تشریف لائیں گے تو انکی آمد پر خنزیر کا خاتمہ ہوگا یعنی ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ خنزیر کا نام و نشان باقی نہ رہے گا ہر طرف مسلمانوں کا گھر ہوگا پھر خنزیر کیسے وہاں رہ سکے گا۔ مرزا غلام احمد کو اگر اس سے اتفاق نہ تھا تو وہ بیشک اختلاف کرتا لیکن اسے مذاق کرنے کی ہرگز اجازت نہ تھی اس نے حضور کی اس بات کا کس طرح تمسخر کیا ہے دیکھئے۔ مرزا صاحب کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے

> حضرت مسیح موعود اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اسکو ملنے کیلئے اسکے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کیلئے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کیلئے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے ...... یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ بعض اوقات ہنسی کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۹۱)

آنحضرت ﷺ کی حدیث کا اس طرح مذاق اڑانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کا یہ تمسخر کہ قہقہہ تک لگ جاتا تھا کفر نہیں تو اور کیا ہے۔ مرزا غلام احمد کا آنحضرت ﷺ کی حدیث اور خدا کے ایک جلیل القدر رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ انتہائی گستاخانہ انداز ملاحظہ کیجئے۔

> حضرت مسیح کا زمین پر اترنے کے بعد عمدہ کام یہی ہوگا کہ وہ خنزیروں کا شکار کھیلتے

پھریں گے اور بہت سے کتے ساتھ ہونگے اگر یہی سچ ہے تو پھر سکھوں اور چماروں اور
سانسیوں اور گنڈیلوں وغیرہ کو جو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں خوشخبری کی جگہ
ہے کہ ان کی خوب بن آئے گی (ازالہ اوہام ص ر۔خ۔ج ۳ ص ۱۴۳)

حضور کی حدیث شریف اور ایک رسول خدا کے بارے میں یہ تمسخر اندازمرزا غلام احمد کو کفر
میں دوری میں لے آتا ہے۔ اس بدبخت سے کوئی پوچھے کہ یہ کس حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسی
علیہ السلام خنزیروں کا شکار کرتے پھریں گے اور یہ کس بدذات نے اسے بتایا ہے کہ انکے ساتھ کتے
ہوا کریں گے۔ یہ اسکے دل کی غلاظت ہے جو اسکے منھ سے اچھل اچھل کر باہر آرہی ہے۔

وما تخفی صدورھم اکبر۔

(۲) آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کیفیت بیان کرتے ہوئے
ارشاد فرمایا کہ جب آپ آسمان سے اتریں گے تو آپ نے دو زرد چادریں زیب تن کی ہونگی وعلیہ
ثوبان معصران (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۵) مرزا غلام احمد نے اس سے دو بیماریں مراد لیں
اور کہا کہ مجھے دو بیماریاں لاحق ہیں ایک مراق کی اور ایک کثرت بول کی۔ (ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)
کیا مرزا غلام احمد کا اس سے بھی جی نہ بھرا تو اس نے حضور کی بات کا اس طرح مذاق اڑایا

مسیح کے اترنے کے بارے میں اب تک بڑے جوش سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ عمدہ اور
شاہانہ پوشاک قیمتی پارچات کی پہنے ہوئے فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اتریں گے یہ
پارچات از قسم پشمینہ یا ریشم ہونگے؟ جیسے چوڑیا ۔گلبدن اطلس کمخواب زربفت زری
ناش یا معمولی سوتی کپڑے جیسے تین سو کہ تن زیب انگے تنجین ململ جالی خاصہ ڈوریا
چارخانہ اور کس نے آسمان میں بنے اور کس نے سیئے ہونگے؟ اب تک کسی نے مسلمانوں
سے اسکا کچھ پتہ نہیں دیا (توضیح مرام ص ۵ حاشیہ ر۔خ۔ج ۳ ص ۵۳)

مرزا غلام احمد کو اگر حضور ﷺ کی یہ بات منظور نہ تھی تو وہ نہ مانتا کوئی اس سے نہیں مانا مگر اس
نے حضور کے اس ارشاد مبارک کا جس بازاری انداز میں تمسخر کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا

صاحب کی اندرونی خباثتیں کس جوش سے ابل رہی تھیں۔

(۳) آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کی خبر دیتے ہوئے صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق میں ہوگا اور دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔

مرزا غلام احمد نے حضور کی اس خبر کو تاویل کا لباس پہنا دیا اور دمشق سے قادیان مراد لیا یہ اسکی گمراہی تھی ہی لیکن اس نے اس خبر کے بارے میں جس خباثت کا مظاہرہ کیا اسے دیکھیں۔

مسیح کے اترنے کے بارے میں اب تک بڑے جوش سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ عمدہ اور شاہانہ پوشاک قیمتی پارچات کی پہنے ہوئے فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اتریں گے مگر افسوس انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کہاں اتریں گے آیا مکہ معظمہ میں یا لندن کے کسی گرجا میں یا ماسکو کے شاہی کلیسا میں۔ (توضیح مرام ص ۷)

جب مرزا غلام احمد کو یہ بات معلوم تھی کہ حدیث میں واضح طور پر دمشق کا نام موجود ہے اور خود مرزا صاحب نے بھی اسے تسلیم کیا ہے اور اسکی تاویل بھی کی ہے تو اب یہ کہنا کہ وہ مکہ میں آئیں گے یا لندن میں یا ماسکو میں یہ حدیث سے کھلا مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟

(۴) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ حضرت عیسیٰ بنو اسرائیل کے پیغمبر ہیں۔ اور حضور ﷺ سے پہلے تشریف لائے ہیں۔ انکی تشریف آوری حضور کی ختم نبوت کے ہرگز منافی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ حضور کے بعد پیدا نہیں ہوئے اور نہ ہی آپ کوئی نئے نبی کہلائے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے مسیح موعود کا دعوی کیا تو وہ صرف اپنے دعوی پر نہیں رہا اس نے حضور کی اس حدیث کا اس طرح استہزاء بھی کیا:

یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ؐ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت

اللہ کی طرف منہ کریں تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پروا نہیں رکھے گا (حقیقۃ الوحی ص ۲۹۔ر۔خ۔ ج ۲۲ ص ۳۱)

آپ بتائیں کہ مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو تصور پیش کیا ہے یہ تصور کس حدیث میں ہے ؟ کہ مرزا صاحب اسکا مذاق اڑا رہے ہیں ؟ کیا حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا؟ انجیل کھول کر جنتر جائے گا بیت المقدس کی طرف رخ کرے گا شراب پئے گا اور سور کھائے گا۔ جب یہ بات حضور ﷺ نے نہیں فرمائی تو مرزا غلام احمد کیوں مذاق پر تلا ہوا ہے ؟ جب علماء اسلام بالاتفاق یہ لکھ چکے ہیں کہ حضور ﷺ کی حدیث کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کی اتباع کریں گے اور حضور کی شریعت ہی نافذ ہوگی تو مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ استہزا کیا اسکا خبث باطن نہیں جو اچھل اچھل کر اسکے منہ پر آرہا ہے ؟

مرزا غلام احمد نے صحیح مسلم سے صرف ابواب ہی دیکھے ہوتے تو وہ کبھی اپنے اس خبث باطن کا اظہار نہ کرتا۔ حضرت امام نووی (۶۷۶ھ) کتاب الایمان میں نزول عیسیٰ کی حدیث پر یہ باب تحریر فرمایا ہے :

(۱) باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکما بشریعۃ نبینا ﷺ واکرام اللہ ھذہ الامۃ زادھا اللہ شرفا (صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷)

محدث شہیر حضرت امام ابو عوانہ اسفرائنی (۳۱۶ھ) اس سے بہت پہلے یہ بات اپنی مسند میں بطور باب کے لکھ چکے ہیں

(۲) ان عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل یحکم بکتاب اللہ وسنۃ محمد ﷺ ویکون امام منھم من امۃ محمد ﷺ (مسند ابی عوانہ ج ۱ ص ۱۰۲)

(ترجمہ) یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہونگے تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق عمل کریں گے اور حضور کی امت میں شامل ہو کر انکے امام ہونگے۔

حضرت امام خطابی (۳۸۸ھ) نے ایک بحث میں یہ الفاظ لکھے ہیں

(۳) فی حکم شریعة نبینا محمد ﷺ (معالم السنن ج ۴ ص ۳۲۷)

امام عبدالقاہر (۴۲۹ھ) نے نقل کر لکھا ہے

(۴) ان عیسی علیه السلام اذا نزل من السماء ینزل بنصرة شریعة الاسلام ویحی مااحیاہ القرآن ویمیت ما اماته القرآن (اصول الدین ص ۱۴۲)

امام ابو محمد عثمان بن عبداللہ العراقی (۵۰۰ھ) فرقہ اسحاقیہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۵) ان عیسی علیه السلام یکون متابعا لشریعة نبینا محمد ﷺ ویاخذ باحکام شریعته ویقتدی فی الصلوۃ بواحد من هذه الامة (الفرق المفترقة بین اهل الزیغ والزندقة ص ۳۳)

امام زمخشری (۵۲۸ھ) ایک مقام پر لکھتے ہیں

(۶) وحین ینزل ینزل عاملا علی شریعة محمد ﷺ مصلیا الی قبلته کانه بعض امته (تفسیر کشاف تحت آیت ختم نبوت پ ۲۲)

علامہ حافظ زین الدین رازی (۶۶۶ھ) نے یہی بات اپنی کتاب مسائل الرازی واجوبتها میں لکھی ہے (دیکھئے ص ۲۸۲)

(۷) حضرت علامہ قاضی عیاض (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں

انه ینزل حکما مقسطا یحکم بشرعنا ویحیه من امور شرعنا ماهجره الناس (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۴۰۳)

(۸) شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (۶۳۸ھ) کا بیان دیکھیں

ان عیسی بن مریم نبی ورسول انه لاخلاف انه ینزل فی آخر الزمان حکما مقسطا عدلا بشرعنا (فتوحات مکیہ باب ۷۳ ص)

(۹) علامہ تفتازانی (۷۹۱ھ) حضرت عیسیٰ کی تشریف آوری کے ضمن میں لکھتے ہیں

ولکنه علی شریعة نبینا ﷺ لایسعه الا اتباعه (شرح مقاصد ج ۲ ص ۱۹۲)
حضرت عیسیٰ حضور ﷺ کی شریعت پر ہونگے اور حضور کی پیروی کے سوا نہیں کوئی چارہ نہ ہوگا

(۱۰) شارح بخاری حضرت علامہ کرمانی (۷۸۶ھ) شرح بخاری میں حدیث کے الفاظ وامامکم منکم کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی یحکم بینکم بالقرآن لا بالانجیل (الکواکب الدراری ج ۱۴ ص ۸۸)

ہمیں اس وقت چودہ صدیوں کے اکابر کے عقائد کا پیش کرنا مقصود نہیں۔ امت محمدیہ کے چوٹی کے دس اکابر کے بیانات اور انکے عقائد آپ کے سامنے ہیں۔ ان میں آپ کو مرزا غلام احمد کے بیان کے ایک ایک حصے کا پورا پورا جواب ملے گا۔ اکابرین امت بہت پہلے ان عقائد کی وضاحت فرما چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ کعبہ کی طرف جائیں گے نہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کریں گے۔ نہ انجیل کھول کر بیٹھیں گے اور نہ معوذ اللہ حرام کھانے اور پینے کا شغل رکھیں گے۔ آپ کا ایک ایک قول و عمل شریعت محمدی کے مطابق ہوگا اور آپ حضور ﷺ کی شریعت کا ہی اتباع فرمائیں گے۔

یہ مرزا غلام احمد کی کور چشمی اور اسکا خبث باطنی تھا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کی حدیث کا برسر عام مذاق اڑایا اور اپنے آپ کو ان بدبختوں اور گستاخوں میں شامل کیا جنکے لئے خدا نے دنیا میں لعنت اور آخرت میں عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

قادیانی عوام اگر کچھ بھی انصاف رکھتے ہیں تو وہ غور کریں کہ ایسا آدمی جو خاتم النبیین اور سید المرسلین ﷺ کے ارشادات کا برسر عام استہزاء کرتا ہو کیا وہ اس لائق ہے کہ اسے اپنا پیشوا مانا جائے یا وہ اس لائق ہے کہ اسے ہر طرف سے نفرت کی نظر سے دیکھا جائے؟ یہ فیصلہ وہ خود کریں لیکن انصاف کے ساتھ ۔۔۔ بے انصافی کا فیصلہ وقتی طور پر گو کچھ فائدہ دے جائے لیکن دائمی سزا بہر حال مل کر رہے گی۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

مرزا غلام احمد کے
غیر محرم عورتوں سے غیر شریفانہ تعلقات

قادیانی عقیدہ کہ غیر عورت کا مرزا صاحب سے اختلاط برکت اور رحمت کا موجب ہے

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

حضرات انبیاء کرام اپنی سیرت و صورت اور اخلاق و کردار میں اس بلندی پر ہوتے ہیں جہاں خدا کے معصوم فرشتے بھی نہیں پہنچ پاتے۔ انکی زندگی طہارت و شرافت کا بے مثل نمونہ ہوتی ہے۔ خدا تعالٰی کے یہ مقدس ترین بندے ہیں جو اعلان نبوت سے قبل بھی کوئی ایسی بات نہیں کہتے جو حیاو شرافت کے خلاف ہو اور نہ کبھی کوئی ایسا عمل اختیار کرتے ہیں جس سے انکی عفت و عصمت مجروح ہوتی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو آپ نے مکہ مکرمہ کے عوام کے سامنے اپنی چالیس سالہ مبارک زندگی پیش کر دی اور کہا کہ اگر اس سفید چادر پر کسی پہلو سے کوئی داغ لگا ہو تو دکھادو۔ مشرکین مکہ نے آپ کی دعوت سے تو اختلاف کیا لیکن انہوں نے آپ کے اخلاق و کردار پر کوئی اعتراض نہیں کیا نہ آپ کی سابقہ زندگی میں کوئی داغ دکھا سکے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ پیغمبر کی سیرت اور انکا اخلاق پوری قوم اور امت کیلئے لائق اقتداء اور نمونہ ہوتا ہے۔ اگر پیغمبر ہی کوئی ایسا عمل اختیار کرے جو تقوی و شرافت اور اخلاق و حیا کے خلاف ہو تو آپ ہی بتائیں کہ کیا وہ اس قابل رہے گا کہ اسکی بات مانی جائے اور اسکی اقتداء کی جائے؟

مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی ۱۹۰۸ء) دعوی نبوت سے پہلے بھی دادا کی پنشن کی رقم لے کر ادھر ادھر پھرتا رہا ہے اور جب دعوی نبوت کیا تو بھی اس میں کوئی کمی نہ آئی اب بزرگی کے نام پر ادھر

ادھر سے خواتین آتی رہیں۔ حالانکہ اسے لازم تھا کہ دعویٰ نبوت کے وقت وہ سب سے پہلے اپنا اخلاق وکردار اور اپنی سیرت پیش کرتا مگر اس نے آیت ختم نبوت کی تفسیر اور احادیث نزول عیسیٰ کی تشریح کو موضوع بحث بنانے کی چال چلی تاکہ اسکا اخلاق وکردار زیر بحث نہ آنے پائے۔ اس نے اپنی ساری زندگی پیشگوئیوں کا سلسلہ جاری رکھا اور اسکی تائید وتصدیق کیلئے وقت گزاری کرتا رہا لیکن اس نے یہ کہنے کی کبھی جرات نہیں کی کہ اسکے اخلاق وکردار کو بھی زیر بحث بنا سکتے ہو؟ یہ کیوں؟ اس لئے کہ مرزا غلام احمد اخلاقی سطح پر بہت نیچے گر چکا تھا اور اس نے ہر وہ قول وعمل اپنایا تھا جس سے کسی انسان کو شریف کہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

آیئے ہم اس پہلو سے مرزا غلام احمد کے اخلاق کا کچھ جائزہ لیں کہ اس نے غیر محرم عورتوں سے کس طرح کا رابطہ رکھا تھا اور غیر محرم عورتیں رات بھر اسکے گھر میں کیا کرتی تھیں۔۔ مرزا غلام احمد کی بیوی نصرت جہاں کہتی ہیں کہ:

> حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اسلئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے کہنے لگی ہاں جی تدے تے تساڈیاں لتاں لکڑی وانگر ہویاں ایں (یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔)

مرزا صاحب کا بیٹا مرزا بشیر احمد اس واقعہ پر لکھتا ہے کہ

> حضرت نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شائد سردی کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۱۰)

ہم اس وقت اس سے بحث نہیں کرتے کہ بھانو بائی کیا دبا رہی تھی اور مرزا صاحب نے کیوں اسے اسکی حس کی کمزوری کی طرف توجہ دلائی تھی۔ بتانا یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب کو اسکی اجازت تھی کہ ایک غیر عورت سے پاؤں دبانے کی خدمت لے۔ یہ دبانا لحاف کے اوپر سے ہو یا لحاف کے نیچے سے۔

سوال یہ ہے کہ کیا کسی شریف آدمی کی غیرت یہ گوارا کرتی ہے کہ کوئی غیر عورت اسکے بدن کو دباتی رہے۔ مرزا صاحب کی بیوی اگر وہاں موجود تھی تو اس نے کیوں یہ خدمت انجام نہیں دی۔ اگر موصوفہ اس کمرے میں نہیں تھی تو ایک غیر محرم عورت کا اس طرح مرزا صاحب کے پاس چلے آنا اور انکا پاؤں دبانا کیا اخلاق کے منافی نہیں۔

جو قادیانی یہ کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ مرزا صاحب کی یہ خادمہ غیر محرم عورت تھی مگر چونکہ وہ بوڑھی خاتون تھی اسلئے اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ ہاں جوان عورت کا اس طرح کرنا قابل اعتراض ہو سکتا ہے اور یہ غیر شریفانہ حرکت سمجھی جائے گی۔

جواباً گذارش ہے کہ مرزا صاحب کیلئے یہ بات کسی طرح جائز نہیں تھی کہ وہ کسی غیر محرم خاتون سے (خواہ وہ بوڑھی ہو خواہ جوان) تنہائی میں مٹے دوران سے جسمانی خدمات لے اور اپنی ٹانگیں دبوائے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی ٹانگیں دبانے کی خدمات انجام دینے والی صرف بوڑھی عورت ہی نہ ہوتی تھی جوان عورتیں بھی تھیں جنکی جسمانی خدمات سے مرزا صاحب لطف اٹھاتے تھے اور یہ خواتین بھی سرور حاصل کرتی تھیں۔

مرزا غلام احمد کے ایک مرید غلام محمد قادیانی تھے۔ انکی بیوی عائشہ کو جوانی کے دنوں سے ہی مرزا صاحب کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل تھا اور مرزا صاحب انکی خدمات سے بہت لطف اٹھاتے تھے۔ عائشہ کے شوہر کہتے ہیں:

> میری بیوی..... پندرہ برس کی عمر میں دارالامان میں حضرت مسیح موعود کے پاس آئیں ...... حضور کو مرحومہ کی خدمت پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔ (الفضل قادیان ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء ص ۶)

مرزا غلام احمد کو ایک پندرہ سال کی جوان لڑکی کی خدمت کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی جس کیلئے وہ دارالامان آگئی؟ اگر وہ اپنی مرضی سے آئی تھی تو کیا اسے واپس اپنے والدین کے گھر نہیں بھیجا جا سکتا تھا؟ پھر اس سے بڑی بے حیائی اور بد اخلاقی کیا ہے کہ پندرہ سال کی جوان لڑکی مرزا غلام احمد کی ٹانگیں دبانے کی خدمت انجام دیتی رہے اور مرزا صاحب انکی اس خدمت سے بہت لطف اٹھائیں۔ آپ ہی سوچیں

کیا یہ کسی شریف آدمی کا کام ہو سکتا ہے کہ ایک غیر محرم عورت سے اتنا قریبی تعلق رکھے؟

مرزا غلام احمد کے مریدوں میں ڈاکٹر عبد الستار شاہ بھی تھے ان کی اپنی جوان لڑکی زینب بیگم بھی مرزا صاحب کی خدمت کیلئے وقف تھیں اور کئی مرتبہ رات بھر یہ خدمات سر انجام دیتی رہتی تھی۔ وہ خود کہتی ہے۔

میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس کی خدمت میں رہی ہوں گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا دو دفعہ ایسا موقعہ پیش آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۷۳)

آپ ہی بتائیں کہ ایک جوان عورت کا مرزا صاحب کو رات کے وقت پنکھا جھلنا اور مرزا صاحب کی ساری رات خدمت کرنا کوئی شریفانہ حرکت ہے؟۔ پیر اور مریدنی کے رشتے راتوں کو پنکھے جھلنے کیلئے نہیں ہوتے یہ بہت نازک رشتے ہوتے ہیں ذرا سی چوٹ سے چور چور ہو جاتے ہیں مگر مرزا صاحب ساری رات اس رشتے سے لطف اٹھاتے رہے اور مریدنی سرور حاصل کرتی رہی۔

یہ صحیح ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے گھر کے باہر پہرہ دار رکھے ہوئے تھے جو آنے جانے والے کی نگرانی کرتے تھے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب کے یہ پہرہ دار مرد نہیں عورتیں ہوتی تھیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ آخر مرزا صاحب کو اس بات کی کیا ضرورت لاحق ہوگی کہ عورتیں مرزا صاحب کی ٹانگیں دبائیں اور پورے سرور کے ساتھ انہیں پنکھا جھلیں اور دروازہ پہ پہرہ دار بھی عورتیں ہی ہوں۔ یقین نہ آئے تو مرزا صاحب کے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کا یہ بیان دیکھیں جسے وہ مولوی شیر علی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں۔

ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے وقت میں اور میرے ساتھ بلیہ بادشاہ دین رات کو

پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سونے میں کوئی بات کروں تو مجھے جگا دینا ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا اس وقت رات کے بارہ بجے تھے ان ایام میں عام طور پر پہرہ مائی فجو۔ منشیانی اہلیہ منشی محمد دین۔ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں (سیرۃ المہدی ۳ ص ۲۱۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کو سونے میں باتیں کرنے کی بھی عادت تھی۔ جسے ان کے مرید الہام سمجھتے تھے۔ غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ رات کے بارہ بجے تک ایک غیر محرم عورت کا مرزا صاحب کے کمرے میں رہنا۔ اور پھر پہرہ دینے والی عورتوں کی روزانہ ڈیوٹی کا بدلنا کیا شرافت اور اخلاق کے خلاف نہیں۔؟ اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت مرزا صاحب کی اپنی اہلیہ بھی ان کے ہمراہ محو خواب رہتی تھی تو یہ اس سے زیادہ بے غیرتی کی بات ہے کہ میاں بیوی ایک کمرے میں سو رہے ہوں اور ایک غیر محرم عورت اسی کمرے میں بیٹھی پہرہ دے رہی ہو؟ آپ ہی بتائیں کیا مرزا صاحب کو یہ بات زیب دیتی تھی کہ وہ کسی غیر محرم عورت کو اپنے اتنے قریب ہونے دے کہ اس سے خود بھی لطف اٹھائیں اور اسے بھی سرور حاصل ہو؟

مرزا غلام احمد کا غیر محرم عورتوں کے ساتھ اتنے قریب کا رشتہ اور تعلق تھا کہ عورتیں بغیر کسی روک ٹوک کے مرزا صاحب کے کمرہ خصوصی میں داخل ہو جاتی تھیں۔ اور وہاں بڑے آرام کے ساتھ کپڑے اتار کر بدن تساد ہو کر واپس بھی چلی جاتی تھی۔ قادیانی جماعت کے مفتی محمد صادق ایسی عورت کو نیم دیوانی کا نام دیتے ہیں۔ واقعی یہ دیوانہ پن کی انتہا تھی جو اسے کپڑے اتارنے پر مجبور کر رہی تھی۔ مفتی صاحب کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں بیٹھ کر حضرت (یعنی مرزا صاحب) لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کونے میں کمرا رکھا ہوا تھا جسکے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ (ذکر حبیب ص ۳۸)

۔از مفتی محمد صادق)

سوال پیدا ہوتا کہ اگر وہ نیم دیوانی تھی تو اسے گھر میں بطور خادمہ رکھنے کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی۔ کیا اس گھر میں سارے دیوانے رہتے تھے کہ جن کی خدمت کیلئے ایک نیم دیوانی رکھنی پڑی ؟ پھر ایک نیم دیوانی عورت کو مرزا صاحب اپنے خصوصی کمرہ میں کس لئے آنے دیا کرتے تھے ؟؟ پھر جس وقت وہ اپنے سارے کپڑے اتار کر برہنہ نہانے لگ گئی اس وقت مرزا صاحب نے اسے کیوں نہ روکا ؟ ایک عورت کا کمرے میں بلا روک ٹوک چلے آنا۔ اپنے کپڑے اتارنا۔ اور پانی کے گھڑے سے پانی نکال کر ڈالنا۔ پھر پانی کے گرنے کی آواز۔ کیا مرزا صاحب ان سب باتوں سے بھی بے خبر تھے ؟ وہ نیم دیوانی ہوئی فرزانہ تھی کہ وہ اس طرح آرام کے ساتھ آئی اور نہا کر چلی گئی کہ مرزا صاحب کو پتہ تک چلنے نہ دیا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا ہے ؟ اور اگر مرزا صاحب نے اسکا یہ دیوانہ پن دیکھا تھا تو وہاں سے اٹھ کر باہر کیوں نہ آگئے ؟ اور اگر کچھ بھی پتہ نہ چلا تو یہ پوری کہانی کیا ایک نیم دیوانی نے سنائی تھی ؟ یا اس پورے واقعہ کا کوئی شخص غور سے مشاہدہ کر رہا تھا جس نے نیم دیوانی کی دیوانہ وار حرکتوں کو بھی دیکھا اور مرزا صاحب کی ادائے بے نیازی نے بھی اسے خاصا متاثر کیا۔ ؟ کچھ تو ہے آخر جس کی پردہ داری ہے۔

مرزا غلام احمد سے قادیانی عورتوں کا یہ بے تکلف ہونا بہت کچھ بتا رہا ہے۔ مرزا صاحب کا گھر اسی قسم کی عورتوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا یہاں ہنسنا کودنا اور شوخ و چنچل قسم کی لڑکیوں کا آزادانہ پھرنا حتی کہ مرزا صاحب کے سامنے برہنہ عورتوں کا گذر تو معمول کی بات تھی۔ قادیانی مفتی اعظم صادق نے جس بات نے شہادت دی ہے اسکی تائید قادیانی پیر سراج الحق نعمانی سے بھی لیجئے جو مرزا غلام احمد کے خصوصی شاگرد تھے وہ مرزا صاحب کے گھر کا حال لکھتے ہیں کہ :

پچاس ساٹھ کے قریب عورتیں اندر زنانہ میں ہوتی تھیں اور انکی باتوں کا ایک شور و غل رہتا تھا کوئی ہنستی کوئی کھیلتی کوئی لڑتی لیکن اس طرف آپ کی توجہ نہ ہوتی تھی اور کچھ پروا نہ کرتے ایک عورت نہا کر اٹھی اور اسکا کپڑا دور رکھا تھا وہ اٹھ کر کھڑی کھڑی ننگی ننگی ٹھوڑی ٹھوڑی جا کر کپڑا اٹھا لائی دوسری عورت نے کہا پنجابی زبان میں مرے فلانی مرزا جی بیٹھے ہیں تو برہنہ کپڑا اٹھا لائی ہے اس نے جواب دیا مرزا جی تو اندھے ہیں کسی کی طرف دیکھتے

نہیں (تذکرۃ المہدی ص ۲۵۵)

مرزا غلام احمد کی موجودگی میں اسکے اپنے کمرے میں اور باہر تنہائی میں عورتوں کا اس طرح بے حد نہانا اور بے حد کپڑا لینے کیلئے جوتا کس بات کی نشاندہی کر رہا ہے ؟

مرزا غلام احمد کا غیر محرم عورتوں کے ساتھ یہ دیوانہ وار تعلق اور لمس و اختلاط کیا اس بات کی مکمل دلیل نہیں کہ مرزا صاحب اخلاقی طور پر بہت نیچے گر چکے تھے اُنکے نزدیک عفت و عصمت نام کی کوئی چیز باقی نہ رہی تھی تعجب ہے کہ قادیانی عوام جب ایک عام شخص کو کسی غیر عورت کے ساتھ اس طرح کے معاملات میں ملوث پائیں تو اسے غیر شریف اور بے حیاء کہتے ذرا نہیں جھجکتے (اور انہیں جھجکنا بھی نہیں چاہیے) لیکن یہی بات جب مرزا غلام احمد میں پائی جاتی ہے اور اسکے گھر والے خود اسکی شہادت دیتے ہیں پھر بھی اسے نہ صرف یہ کہ مامور من اللہ اور خدا کا نبی مانا جاتا ہے بلکہ نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد تک کہنے سے نہیں رکتے ؟

حضرت انبیاء کرام کی عفت و عصمت اور انکی پاکدامنی و پاکیزگی اپنی مثال آپ ہوتی ہے۔ نہ انکی نظر کسی غیر محرم کی طرف اٹھتی ہے نہ انکے ہاتھ کسی غیر محرم کو چھوتے ہیں۔ ان کا شدید ترین دشمن بھی انکی پاکدامنی کا معترف ہوتا ہے اور انکے اعلیٰ اخلاق کی گواہی دینے پر مجبور ہوتا ہے۔

مگر مرزا غلام احمد کی نبوت میں آپ کو جگہ جگہ اخلاقی گراوٹ ملے گی کہیں غیر محرم عورتوں سے لمس و اختلاط ہے کہیں گالی گلوچ ہے کہیں جھوٹ اور فریب ہے کہیں دھوکہ اور دجل ہے۔ یہ بات ان پر بطور الزام نہیں بلکہ خود انکی کتابیں اس کی گواہ ہیں اور انہیں ماننے والا بھی چارہ نہیں لگی ہے۔

ان سب کے باوجود قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قادیان کا یہ دہقان فخر الرسل ہی نہیں بلکہ وہ حضور کے بروز ہیں۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی بھی کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا۔ آپ کی خدمت میں جب عورتیں بیعت کیلئے آتیں اور حضور کا ہاتھ پکڑنے کی درخواست کرتی تو آپ انہیں منع کر دیتے اور زبانی طور پر انکی بیعت لی جاتی۔

مامست ید رسول اللہ ﷺ ید امراۃ الا امراۃ یملکھا (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۷۱) ومامست کف رسول اللہ ﷺ کف امراۃ قط (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۱)

سرور دو عالم ﷺ کے قلب اطہر اور آپ کی مبارک نظر ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے لیکن آپ نے اس مسئلے میں اتنی بات کو بھی گوارا نہ کیا کہ کوئی غیر محرم عورت آپ کے ہاتھ کو ہاتھ لگائے یا آپ ان کے ہاتھ چھوئیں۔ یہ حیاء اور غیرت و شرافت کے خلاف ہے۔

مرزا غلام احمد ان باتوں کی قطعا پرواہ نہ کرتا تھا۔ وہ غیر محرم عورتوں سے اپنی ٹانگیں دبواتا رہا اور رات رات بھر غیر محرم عورتیں اسے پنکھا جھلتی رہیں اور دونوں کو لطف و سرور ملتا رہا۔

مرزا غلام احمد کی اس غیر شریفانہ حرکت سے جب قادیانیوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تو انہوں نے مرزا صاحب پر اعتراض کیا اور ایک سوال لکھ کر قادیان بھیج دیا ہم یہ سوال اور اسکا جواب قادیانی اخبار الحکم سے نقل کرتے ہیں:

سوال: حضرت اقدس غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں۔ (محمد حسین صاحب قادیانی)

قادیانی مفتی حکیم فضل دین صاحب نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے اسے پڑھئے اور قادیانی شرافت پر ماتم کیجئے

جواب: وہ نبی معصوم ہیں ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں ہے بلکہ موجب رحمت و برکات ہیں (الحکم ج ۱۱ شمارہ نمبر ۱۳۔ مورخہ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء)

قادیانی مفتی کا یہ جواب مرزا صاحب کی زندگی میں شائع ہوا۔ مگر مرزا صاحب نے اسکی کوئی تردید نہیں کی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جواب مرزا صاحب کے حکم سے لکھا گیا تھا۔ اگر یہ بات انکے نزدیک صحیح نہ ہوتی تو وہ ضرور اسکی تردید کرتے۔ مرزا صاحب کا تردید نہ کرنا بتاتا ہے کہ انکے نزدیک کسی غیر محرم عورت کو چھونا اور ان سے اختلاط کرنا حرام تو کیا ہوتا موجب رحمت و برکات ہے۔ اب آپ ہی بتائیں وہ کون بد قسمت قادیانی خاتون ہوگی جو مرزا صاحب کے بدن کے ہر حصے کو لمس کرنے اور ان سے اختلاط کرنے کی خواہش نہ رکھے۔ اور خود حضرت ان خواتین کو چھو کر اور اختلاط کر کے رحمت

وبرکت سے نوازیں۔ قادیانی ناتھ اسے رحمت وبرکت کہیں مگر کوئی باحیاء شخص اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔ کھلی بے حیائی اور غیر شریفانہ حرکت کو موجب رحمت وبرکت سمجھنا بے غیرت کے سوا اور کس کا کام ہو سکتا ہے؟

مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیر احمد تسلیم کرتا ہے کہ غیر محرم عورت کو چھونا قرآن نے ممنوع قرار دیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

> حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلعم عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے ان کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے دراصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہیے اسکے اندر لمس (چھونا) بھی شامل ہے کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۱۵)

اور اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے اسے بھی صاحبزادے سے سنئے۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے

> مرد و عورت ایک دوسرے کے سامنے اپنی نظروں کو نیچا رکھیں اور ایک دوسرے کی طرف بے تجابانہ اور آزادانہ نظر نہ اٹھائیں کیونکہ اس طرح بسا اوقات دل میں ناپاک خیالات پیدا ہونے کا احتمال ہوتا ہے...... اور دنیا کا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ مرد و عورت کا آزادانہ میل جول اکثر صورتوں میں خراب نتیجہ پیدا کرتا ہے (سلسلہ احمدیہ ص ۴۲۳ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۹ء)

مرزا غلام احمد کا عورتوں کے ساتھ آزادانہ میل جول کی شہادت اسکے اپنوں نے دی ہے رہی بات نتیجہ کے خراب ہونے کی سو وہ بھی صاحبزادہ نے دنیا کا تجربہ کے نام پر پیش کر دی ہے اور ظاہر ہے کہ گھر سے زیادہ یہ تجربات موصوف کو اور کہاں سے مل سکتے تھے۔

سو اس بازار میں صرف مرزا غلام احمد ہی ننگا نہیں تھا مرزا صاحب کا صاحبزادہ مرزا بشیر الدین (والد مرزا طاہر) بھی پوری طرح ملوث تھا اور وہ شرم و حیاء کی چادر تار تار کر چکا تھا۔ محمد حسین قادیانی نے اس صاحبزادہ کی بدمعاشی ہوئی شرارتوں سے تنگ آ کر پوچھا کہ

سوال: حضرت صاحب کے صاحبزادے غیر عورتوں میں بلا تکلف اندر کیوں جاتے ہیں

کیا ان سے پردہ درست نہیں؟

قادیانی مفتی نے اسکا یہ جواب لکھا:

ضرورت حجاب صرف احتمال زنا کیلئے ہے جہاں اسکے وقوع کا احتمال کم ہو ان کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا ہے اس واسطے انبیاء اتقیاء لوگ مستثنیٰ بطور طریق اولیٰ مستثنیٰ ہیں پس حضرت صاحب کے صاحبزادے اللہ کے فضل سے متقی ہیں ان سے اگر حجاب نہ کریں تو اعتراض کی بات نہیں (ایضاً اخبار مذکور)

ہم اس وقت اس پر تفصیلی بحث نہیں کرتے کہ مرزا صاحب کے یہ صاحبزادے کس قدر رنگیلے مزاج کے تھے اور انکے ہاتھوں کتنی عفتیں تار تار اور کتنی عصمتیں چور چور ہوئیں ہیں۔ اور اس تقدس مآب متقی کے ہاتھوں کتنی عزتوں کا خون ہوا ہے۔ ہم یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں قادیانی مردوں اور قادیانی خواتین یہ دردناک اور شرمناک واقعات سناتی ہیں اور سرعام سناتی ہیں۔ مرزا غلام احمد کے مخلص مرد و فادار خدام اپنی دردبھری داستان رو رو کر سناتے ہیں اور صاحبزادے کے تقدس کا بھانڈہ بیچ چوراہے میں ڈکر پھوڑتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ مرزا بشیر الدین کے نادان مرید اسے بھی رحمت و برکت قرار دیں۔ (استغفر اللہ العظیم)

مرزا غلام احمد کے لاہوری مرید مرزا محمود کی فحش حرکتوں سے بہت نالاں تھے وہ اس بات پر سراپا احتجاج کر رہے تھے کہ مرزا محمود کا شاید ہی کوئی دن یا رات ایسی ہو جس میں وہ فحش حرکات میں مشغول نہ ہوتا ہو چنانچہ انہوں نے اپنے رسائل میں اس پر سخت لہجہ میں احتجاج کیا۔ لاہوری مرزائیوں نے لکھا

حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ ہمیں تو حضرت مسیح موعود پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی زنا کرتے تھے ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے

لاہوری گروپ کے قادیانی مرید جب یہ بات لکھ رہے تھے تو وہ پوری ذمہ داری سے لکھ رہے تھے ان میں کوئی ایسا نہ تھا جو اس لکھنے والے کے ہاتھ روکتا کہ دیکھ مرزا محمود اس کریکٹر کا شخص ہے

مگر تم مرزا غلام احمد کو کیوں لپیٹ رہے ہو تو ہم نے لکھنے والے کا اپنے بیان سے رجوع اب تک کہیں پڑھا نہ اس سے واضح ہے کہ مرزا غلام احمد کے غیر محرموں کے ساتھ تعلقات واقعی غیر شریفانہ تھے اور اسکی گواہی خود ان کے اپنے دے رہے ہیں۔

مرزا محمود نے اپنے عوامی خطاب میں اسے بیان کیا تھا قادیان سے شائع ہونے والے روزنامہ الفضل کی ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں نقل کیا گیا چونکہ مرزا محمود کے اس نقل سے مقصود یہ تھا کہ اس پر آنے والی بات کا سارا وزن مرزا غلام احمد پر ڈال دیا جائے تاکہ وہ بڑی آسانی سے بری ہو سکے مگر اس کا کیا کیا جائے کہ مرزا محمود پر صرف یہ ایک ہی احتجاج تو نہ تھا یہاں تو سارا قادیان سراپا احتجاج بنا ہوا تھا بہر حال اس نقل سے یہ بات تو بڑی واضح ہے کہ مرزا غلام احمد بڑا سطحی قسم کا شخص تھا

مرزا غلام احمد کی اسی غیر شریفانہ حرکتوں اور انکے جواز کے فتووں نے مرزا صاحب کے پورے گھر کو بے حیائی کی لپیٹ میں لے لیا تھا یہ مرزا صاحب کے گرے اخلاق کا نتیجہ تھا جس سے انکے اپنے بھی محفوظ نہیں رہے اور انکے گھر کی عزتیں بھی سالم نہیں رہیں۔

اب قادیانی عوام ہی اسکا فیصلہ کریں کہ ایک ایسا شخص جو اخلاق و کردار میں اس سطح تک آجائے کہ غیر عورتوں سے لمس و اختلاط تک سے نہ بچتا ہو بلکہ اسے اپنا حق سمجھتا ہو کیا ایسے آدمی کو ایک شریف آدمی کہنا بھی روا ہے؟ چہ جائے کہ اسے خدا کا نبی مان کر اپنا ایمان اور اپنی آخرت تک کا سودا کر لیا جائے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

ہر ایک شخص جو حضرت موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر حضرت عیسیٰ کو نہیں مانتا یا حضرت عیسیٰ کو مانتا ہے مگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتا یا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مانتا ہے (بلکہ آخری نبی بھی مانتا ہے) اور مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ ما علیہ) کو نبی تو کیا مسلمان بھی مانتا ہے وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم قادیانیوں کو ہرگز ہرگز مسلمان نہ سمجھیں اور انکے ساتھ کسی قسم کے تعلقات نہ رکھیں کیونکہ وہ ہمارے آقا نبی محترم رسول اعظم حضرت خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کے منکر اور اسلام کے بنیادی اصولوں سے منحرف ہیں نیز خدا تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر کے گستاخ ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا کچھ اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے (ح۔م۔ا)

(۸) قادیانی دسترخوان

مرزا غلام احمد کی مرغوب ماکولات و محبوب مشروبات

مرزا غلام احمد کی طعام و شراب ہی اس سے دور ہو جانے کیلئے کافی ہے

الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد:

آدمی کو چاہئے کہ زندہ رہنے کیلئے کھائے نہ کہ کھانے کیلئے زندہ رہے۔ یہ مقولہ ہے لوگوں کا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ انسان کی ساری دلچسپی کا مرکز اور اسکی زندگی کا مقصد محض کھانا پینا اور دلو عیش و یابانہ ہو۔ وہ ایک ایسی زندگی گزارے جو دوسروں کیلئے لائق سبق ہو۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت پڑھنے والا جانتا ہے کہ حضور پر کئی کئی دن فاقہ کرتے گذر تے تھے اور آپ کے گھر میں کئی کئی دنوں تک چولھا نہیں جلتا تھا آپ کے صحابہ مارے بھوک کی شدت کے بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے۔

اللہ تعالی نے جن لوگوں کو وسعت عطا فرمائی ہے وہ اگر عمدہ غذا کھائیں تو ان کے لئے یہ ممنوع نہیں لیکن جو لوگ عمدہ سے عمدہ غذائیں کھائیں اور انہیں ہر وقت کھانے پینے کی ہی پڑی ہو اور حلال و حرام کی تمیز تک اٹھ جائے پھر اس پر بزرگی کا دعوی کریں تو پھر یہ قابل اعتراض بات ہوگی اور اگر یہ فعل کسی مدعی نبوت کی طرف سے نظر آئے تو آپ ہی سوچیں کہ وہ اپنے دعوی میں کس قدر جھوٹ بولتا ہوگا اور اسکا کریکٹر کیسا ہوگا۔

مرزا غلام احمد نے جب اپنے آپ کو حضور کا ظل قرار دے کر نبوت کا دعوی کیا تو ساتھ ہی اس نے فاقہ کشی کا ڈھونگ بھی رچایا۔ اس نے اپنے مریدوں کو یہ تاثر دیا کہ اسے کھانے پینے کا کوئی

شوق نہیں ہے وہ تو نکما کارہ کر دین کی خدمت اور اپنی قوم کی رہنمائی کر رہا ہے حالانکہ وہ نہ صرف یہ کہ مختلف لذیذ اور مرغن کھانوں سے لطف اندوز ہوتا تھا بلکہ اسکی محبوب مشروبات میں حرام مشروب بھی شامل تھی جس کو پی کر پھر وہ اپنے آپ سے نکل جاتا تھا اور ایسی زبان بولتا تھا جس سے خود اسکے اپنے عش عش کر اٹھتے تھے تو بیگانے بندے شرم کے منہ چھپانے لگ جاتے تھے۔

مرزا غلام احمد کی مرغوب اور پسندیدہ غذاؤں میں طرح طرح کے گوشت کا قورمہ پلاؤ ہوتا تھا اور عنبر مشک روغن بادام کستوری اور مقوی ادویات تو روزانہ کا معمول تھا جسکے بغیر اسکا گذارہ مشکل تھا۔ رہی بات شراب کی تو اسکی محبوب شراب ٹانک وائن تھی جو ختم ہو جاتی تو اس سے روانہ جاتا تھا اور کسی بھی جانے والے مرید سے تاکید کر کے منگواتا تھا۔ آئیے ہم مرزا غلام احمد کے ماکولات و مشروبات دیکھیں اور سوچیں کہ قادیانیوں کا یہ نبی کھانے پینے کا کتنا شوقین تھا۔ اور حرام چیزوں کا کس قدر دلدادہ تھا۔ مرزا غلام احمد کا ممتاز شاگرد میاں عبداللہ سنوری کہتا ہے:

> حضرت مرزا صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا......
> گوشت کی بھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۶۳)

ٹہلتے ہوئے گرم گرم اور کرارے پکوڑے کھانا بھی خوب ہے لیجئے اب گوشت کی باری آئی۔

مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے

> پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا طبیعت کمزور ہوتی تو تیتر فاختہ کیلئے شیخ صاحب کو ایسا گوشت مہیا کرنے کے لئے فرمایا کرتے تھے مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا...... مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھا لیتے تھے سالن ہو یا بھنا ہوا۔ کباب ہو یا پلاؤ...... پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوالیا کرتے تھے مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھے عمدہ کھانے یعنی کباب مرغ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرنی میٹھے چاول...... دودھ۔ بالائی مکھن یہ اشیاء بلکہ بادام روغن

تک صرف قوت کے قیام اور ضعف دور کرنے کو استعمال فرماتے تھے ...... میوہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفے لایا کرتے بھی کرتے تھے پسندیدہ میووں میں آپ کو انگور بمبئی کا کیلا ناگپوری سنگترے سیب سردے اور سردلی آم زیادہ پسند تھے باقی میوے بھی گاہے گاہے جو آتے تھے کھالیا کرتے تھے ...... بازاری مٹھائیوں سے بھی آپ کو کسی قسم کا پرہیز نہ تھا نہ اس بات کی پرچول تھی کہ ہندو کی ساختہ ہے یا مسلمانوں کی (ایضاً حصہ دوم ص ۱۳۵) ولایتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اسلئے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں چربی ہے کیونکہ بنانے والے کا ادعا تو مکھن ہے (ایضاً)

مولوی یعقوب علی قادیانی لکھتا ہے

آپ طیور کے گوشت پسند فرماتے تھے ...... پرند کا شوربا آپ کو پسند تھا

(حیات النبی ج ۱ ص ۱۳۹)

اس سے آپ اندازہ کریں کہ قادیانیوں کا یہ نبی کس طرح کی غذاؤں کا دلدادہ تھا اور ان طاقت ور غذاؤں سے پھر کس طرح لطف اٹھاتا رہا۔ مرزا غلام احمد کے خسر میر ناصر نے مرزا صاحب کے کھانوں پر دلچسپ تبصرہ کیا ہے جسے ڈاکٹر عبد الحکیم خان پٹیالوی نے اپنے رسالہ میں نقل کیا ہے ہم اس میں سے دو اشعار یہاں نقل کرتے ہیں

مرغ پلاؤ کا شوق ہے ان کو . . . ہیں ملائک خصال جو انسان

قورمہ اور پلاؤ کھاتے ہیں . . . لوگ کہتے ہیں جن کو قطب زمان

لاہور کے جناب پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر لکھتے ہیں:

اب مرزا کا حال سنو کہ گوشت کی جگہ مرغی کا گوشت گھی کی جگہ بادام روغن عطریات ومقویات ولذیذ کھانے اور کستوری وغیرہ کا استعمال اور سونے چاندی وغیرہ زیورات کا وہ شوق کہ جسکی تفصیل لکھنے کو تو بہت وقت چاہیئے (تردید نبوت قادیانی ص ۸۴ مطبوعہ جنوری ۱۹۲۵ء بار دوم)

بات صرف مرغ کی بریانی۔ پلاؤ گوشت۔ پرندوں کا گوشت اور اسکے شوربہ تک محدود نہیں ہے یہاں تو مقوی ادویہ اور نشہ آور چیزوں کا بھی پورا پورا استعمال ہو تا رہا اور بلا تکلف ان سے لطف اٹھایا جاتا رہا۔

مرزا غلام احمد روغن بادام اپنے بدن پر ملتا بھی تھا اور اسے پیتا بھی تھا اسکے لئے دواخانہ رفیق الصحت لاہور کے حکیم محمد حسین قریشی قادیانی کو ہمیشہ خط لکھتا تھا اسی طرح اسے مشک بھی بہت پسند تھا لیکن تازہ اور خوشبودار۔ آنے جانے والے کے ہاتھ بھی منگوا تا تھا اور بذریعہ پارسل بھی۔ اس زمانے کے پچاس روپیہ مشک کھانے پر ہی لگ جاتے تھے (دیکھئے خطوط امام بنام غلام ص ۵ و ص ۲) کبھی کبھی ایک ہی رات میں دس خوراک مشک کے کھاتا تھا (مکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۹۸)

مرزا غلام احمد کو عنبر بھی بہت مرغوب تھا اور وہ مفرح عنبری کا استعمال بہت کرتا تھا۔ مفرح عنبری یاقوت مروارید مرجان یشب کہربا کستوری زعفران کا بردل عزیز مرکب ہوتا ہے۔ یہ مفرح عنبری حکیم محمد حسین قادیانی بڑی محنت سے تیار کر کے بھیجا کرتا تھا۔ (دیکھئے خطوط امام ص ۸)

لاہور کے جناب پیر بخش پنشنر پوسٹ ماسٹر اس پر لکھتے ہیں:

رات دن قوت کی دوائیں اور مقوی ولذیذ غذائیں کون کھاتا تھا اور کستوری وغیرہ ہر روز کون استعمال کرتا تھا روغن کی جگہ بادام روغن کس کے واسطے استعمال ہوتا تھا (تردید نبوت قادیانی ص ۸۰ مطبوعہ جنوری ۱۹۲۵ء بار دوم)

مرزا غلام احمد نے جب دوسری شادی رچائی تو اسے اپنے قوی میں ضعف محسوس ہوا چنانچہ اسے خدا نے بتایا کہ اس کمزوری کو دور کرنے کیلئے زدجام عشق نسخہ تیار کرو سو مرزا صاحب نے پھر ایک قیمتی معجون تیار کیا اس کے استعمال سے اسے خاصا فرق معلوم ہوا مرزا صاحب اسکا نام "زدجام عشق" بتلاتے ہیں مرزا صاحب کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے

جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عرصہ تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کی وجہ سے اپنے قوی میں ضعف محسوس کیا اس پر وہ الہامی نسخہ جو زدجام عشق کے نام

سے مشہور ہے ہوا اگر استعمال کیا وہ نسخہ بہت بابرکت ثابت ہوا حضرت خلیفہ اول بھی
فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اسکے ہاں
بیٹا پیدا ہوا (سیرت المہدی ج ۳ ص ۵۰)

مرزا غلام احمد کو افیون کی بھی عادت تھی مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیر الدین کا کہنا ہے کہ ایک
مرتبہ مرزا صاحب نے خدا کے حکم سے ایک دوا بنائی جس کا بڑا حصہ افیون تھا جسے مرزا صاحب اکثر
کھاتے تھے اور اپنے دوست حکیم نور الدین کو چھ ماہ تک کھلاتے رہے (الفضل ج ۱۷ ن ۶ ص ۲-۱۹
جولائی ۱۹۲۹ء) مرزا غلام احمد نے اپنے بیٹے کو بھی اسکا عادی بنایا تھا اور بچپن میں اسے افیون کھلاتا رہا
اس نے خود اسکا اعتراف کیا ہے (منہاج الطالبین ص ۳۷)

مرزا صاحب افیون کو آدھی طب مانتے تھی اور اس کے استعمال کو مضائقہ نہ جانتے تھے (ایضاً)
ایک مرتبہ مرزا صاحب اپنے خصوصی مرید شیخ نور احمد کے مطبع میں گئے۔ شیخ صاحب نے مرزا
غلام احمد کو جب دیکھا تو پہلی نظر میں کیا محسوس کیا اسے دیکھئے انکا کہنا ہے کہ

آپ پوست یا افیون استعمال کرتے ہیں (الفضل ۲۰ اگست ۱۹۴۰ء)

مرزا غلام احمد کو سنکھیا کھانا بھی پسند تھا اور اسکی وجہ یہ بتاتا کہ کوئی اسے زہر دے تو یہ اسکا توڑ
ہو سکے (الفضل ۵ فروری ۱۹۳۵ء)

مرزا غلام احمد کے نزدیک برانڈی اور رم کا استعمال جائز تھا ایک مرتبہ مرزا صاحب کے ایک
خصوصی مرید نے کسی سے کہا کہ وہ اسکی بیوی کیلئے دو بوتل برانڈی کی لے آئے اس نے کہا کہ
ضرورت ہوگی تو لے آؤں گا مرزا صاحب کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو ناراض ہوئے اور مہدی حسین
کو بتاکر کہا

میاں مہدی حسین جب تک تم برانڈی کی دو بوتلیں نہ لے لو لاہور سے روانہ نہ ہونا (
منقول از اخبار الحکم ۷ نومبر ۱۹۳۶ء)

یہ صحیح ہے کہ مرزا صاحب نے جو برانڈی کی بوتل لانے کی تاکید کی وہ بوتل پیر منظور کیلئے

تھی لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب کی محبوب مشروب ٹانک وائن تھا۔ ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے (سودائے مرزا ص ۳۹ حاشیہ) مرزا غلام احمد کا وہ خط ملاحظہ کیجئے جو اس نے ٹانک وائن کیلئے لکھا تھا۔

محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیائے خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہئیے اسکا لحاظ رہے باقی خیریت ہے۔ والسلام غلام احمد (خطوط امام بنام غلام ص ۵)

مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر الدین نے عدالت میں یہ بات تسلیم کی ہے کہ اسکا باپ مرزا غلام احمد نے ٹانک وائن استعمال کی تھی (دیکھئے الفضل قادیان ۵ جون ۱۹۳۵ء ص ۵ کالم ۳)

لاہوری مرزائیوں کے ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی نے اعتراف کیا ہے کہ مرزا غلام احمد نے برانڈی اور رم استعمال کیا اور ٹانک وائن بھی پی ہے۔ لیکن اسکے نزدیک یہ بطور علاج کے تھا اور خلاف شریعت نہ تھا ڈاکٹر بشارت قادیانی کہتا ہے:

اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا ---- آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا تو عین مطابق شریعت ہے آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے راتوں کو عبادت کرتے تھے بڑھاپا بھی پڑتا تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی لی تو کیا قباحت لازم آگئی (قادیانی اخبار پیغام صلح ج ۲۳ ن ۱۵ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

کاش کہ بشارت مرزائی بشیر احمد قادیانی کا یہ بیان دیکھ لیتا کہ مرزا غلام احمد کا پڑدادا سخت بیماری کی حالت میں بھی شراب کو ہاتھ لگانے کیلئے تیار نہ ہو بشیر قادیانی کا بیان ملاحظہ کیجئے

مرزا گل محمد کی بیماری کے غلبہ کے وقت اطباء نے اتفاق کر کے کہا کہ اس مرض کیلئے

اگر چند روز شراب کو استعمال کر لیا جائے تو بہت افاقہ ہو گا .... مرزا گل محمد نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ کو شفا دینا منظور ہوا تو اس کی پیدا کردہ اور بہت سی دوائیں ہیں میں نہیں چاہتا کہ اس پلید چیز کو استعمال کروں اور میں خدا کے قضا و قدر پر راضی ہوں آخر چند روز کے بعد اسی مرض میں انتقال کر گئے (سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۱۸)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کے چچا زاد اس جان لیوا بیماری کے دوران شراب کو ہاتھ لگانے کیلئے تیار نہ تھے کیونکہ انکے نزدیک یہ ایک پلید اور ناپاک چیز تھی انہوں نے مرنا منظور کیا مگر شراب نہیں پی اور ایک انکا نالائق پوتا ہے جو شراب پیتا ہے اور ایک انکا یہ ناخلف مرید ہے جو اس پینے پلانے کی یہ تاویل کرتا ہے کہ انکا نبی کام کاج سے بہت تھک جاتا تھا اور بوڑھا ہو گیا تھا تو اگر اس حالت میں ایک دو گلاس اتار دیے تو کونسی قیامت آ گئی اور کونسا تقویٰ کے خلاف ہو گیا..... مگر افسوس کہ مرزا بشیر احمد اپنے باپ اور نبی کو متقی تسلیم کرنے کے بجائے اپنے چچا زاد کے عمل کو تقویٰ مانتا ہے ملاحظہ کیجئے

موت تو مقدر تھی مگر یہ انکا طریق تقویٰ ہمیشہ کیلئے یادگار رہا کہ موت کو شراب پر اختیار کر لیا (ایضاً ص ۱۱۹)

گورداسپور (مشرقی پنجاب) کی عدالت کے سیشن جج مسٹر جی ڈی کھوسلہ نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کی جانب سے کئے جانے والے ایک مقدمہ میں فریقین کے دلائل سننے کے بعد جو فیصلہ دیا تھا سے قادیانی اخبار الفضل نے ۱۵ جون ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں درج کیا ہے۔ جو یہ ہے

مرزا ایک ٹانک استعمال کیا کرتا تھا جس کا نام پلومر کی ٹانک وائن تھا اور ایک موقع پر اپنے دوست کو لکھا تھا کہ وہ لاہور سے خرید کر اسے بھیج دے (الفضل ۱۵ جون ۱۹۳۵ء)

قادیانیوں کے دونوں فریق (قادیانی اور لاہوری قادیانی) اس بات پر متفق ہیں کہ مرزا غلام احمد ٹانک وائن استعمال کرتا رہا۔ برانڈی اور رم بھی اسکے ہاتھوں میں آئی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مرزا

صاحب کو اسکے بغیر سکون نہ ملتا تھا۔ ایسے شخص کو انسان کہا جائے یا نہ اسکے لئے مرزا بشیر احمد کا یہ بیان ملاحظہ کیجئے اور غور کیجئے کہ مرزا بشیر احمد نے اپنے بیان میں کس کو نشانہ بنایا ہے۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے

اسلام نے شراب کے استعمال کو بھی روکا ہے کیونکہ اس سے انسان کی اعلیٰ دماغی طاقت کو صدمہ پہنچتا ہے..... اسکے استعمال کی کثرت سے انسان کی عقل پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے حتیٰ کہ ایک مدہوش آدمی انسان کہلانے کا حقدار نہیں رہتا اور شراب ان چیزوں میں سے جنکا تھوڑا استعمال بڑے استعمال کی طرف کھینچتا ہے اور اسکی عادت کو اختیار کر کے ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہے کہ انسان اسکی کثرت کی طرف نہ جھک جائے اور درمیانی حد بندی کی کوئی ضمانت نہیں اسلئے اسلام نے شراب کے قلیل اور کثیر دونوں حصوں کو منع کیا ہے (سلسلہ احمدیہ ص ۴۳۳ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۹ء)

سو یہ بات قادیانیوں کیلئے سوچنے کی ہے کہ وہ شخص جو کباب و شراب کے بغیر نہ رہ سکتا ہو پھر شباب پر بھی اسکی نظریں جمی ہوئی ہوں اور رات کی تنہائیوں میں شباب پہرہ دینے کیلئے کھڑی ہو پھر وہ علی الاعلان ان حرام ماکولات و مشروبات سے لطف بھی اٹھاتا ہو کیا اسے شریف آدمی بھی کہا جاسکتا ہے چہ جائے کہ اسے مامور من اللہ مانا جائے۔

مرزا غلام احمد کے اس پینے پلانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسکی اولاد بھی شراب کی رسیا ہو گئی اور پھر انہیں بھی اس کے بغیر چارہ نہ تھا اس سلسلے میں مرزا محمود (مرزا طاہر کا باپ) کا نام دوسرے سب بھائیوں کی بہ نسبت زیادہ معروف رہا شیخ غلام محمد قادیانی کا ایک مکتوب ان دنوں شائع ہوا جس میں وہ لکھتے ہیں

کچھ عرصہ ہوا کہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لاہوری احمدی اور مولوی آفتاب الدین مسلم مشنری ووکنگ قادیان گئے ہوئے تھے انہوں نے دہاں آپ سے ملاقات کا انتظام کیا آپ نے ان کو دو تین گھنٹہ کے وقفہ سے ملاقات کا موقع دیا تھا۔ اس ملاقات کے متعلق میرے دفتر میں پہلے چودھری محمد سعید صاحب نے اور پھر مولوی آفتاب الدین

صاحب نے یہ بتایا کہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنی ڈاکٹری (کے طویل تجربہ کی رو) سے دوران ملاقات میں یقینی طور پر یہ اندازہ کیا کہ آپ نے شراب پی ہوئی تھی اور پھر آپ نے جو خوشبو لگا کر ملاقات کی انہوں نے آپ کے منہ سے شراب کی بو کو بہر حال محسوس کر لیا تھا اسی طرح دو گواہوں نے یہ بات سنائی (مکتوب مندرجہ رسالہ تصنیفات محمدیہ ج ۱۱ ص ۹ مطبوعہ لاہور)

قادیانی عوام خود فیصلہ کریں کہ افیون کھانے اور کھلانے والا۔ برانڈی لانے کی تاکید کرنے والا اور ٹانک وائن پینے والا کیا اس قابل ہے کہ جس پر اپنا ایمان نچھاور کر دیا جائے۔ اور اسکے نام پر اپنی محنت کی کمائی اسکے خاندان کی پرورش اور عیش میں لٹائی جائے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی شخص کے نبی ہونے کا مدعی ہو...... یا خود اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا نبوت کے حصول کو اور صفائے قلب کے ذریعہ مرتبہ نبوت تک پہنچنے کو جائز رکھے...... اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے خواہ صراحتاً نبوت کا دعویٰ نہ کرے تو یہ سب لوگ کافر ہیں کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ تمام انسانوں کیلئے مبعوث کئے گئے ہیں اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام ظاہر پر محمول ہے اور یہ کہ بغیر کسی تاویل و تخصیص کے اس سے ظاہری مفہوم ہی مراد ہے اسلئے ان تمام لوگوں کے کافر ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں اور ان کا کفر کتاب و سنت اور اجماع کی رو سے قطعی ہے ...... (از حضرت علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ)

مرزا غلام احمد کے تناقضات

قادیانی عوام فیصلہ کریں کہ ان میں سے کونسی بات درست ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم :

کسی انسان کے کلام میں تناقض کا پایا جانا اس بات کی کافی دلیل ہے کہ یا تو یہ شخص دماغی طور پر معذور ہے یا پھر وہ پرلے درجہ کا جھوٹا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کا مامور اور اسکا نبی تناقضات کا ہر وقت شکار رہے اور اسے یہ پتہ نہ ہو کہ اس نے پہلے کیا کہا تھا اور اب کیا کہہ رہا ہے۔ مرزا غلام احمد کے نزدیک ایسا شخص کس خطاب کا مستحق ہے اسے پہلے دیکھ لیجئے :

کسی عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا ہاں اگر پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بیشک متناقض ہو جاتا ہے (ست بچن ص ۳۰ ر۔خ۔ج ۱۰ ص ۱۴۲)

قادیانی مرزا غلام احمد کو خدا کا مامور اور اس کا نبی مانتے ہیں لیکن آپ اس کی تالیفات پر نظر کریں تو یہ تناقضات اور کذبات سے بھری پڑی ہے۔ اور اس پر یہ دعویٰ ہے کہ یہ سب خدا کی وحی ہے اور جبرئیل کی تائید سے لکھی گئی ہے کیا جھوٹ نہیں ہے۔ اللہ کی وحی تناقضات اور اختلافات سے پاک ہوتی ہے قرآن کریم میں ہے

ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (پ ۵ النساء ۸۲)

(ترجمہ) اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں ضرور بہت اختلاف پایا جاتا

ہم مرزا غلام احمد کے تناقضات کی چار مثالیں درج کرتے ہیں جس سے آپ کو یہ اندازہ ہوگا

کچھ مشکل نہ ہوگا کہ مرزا غلام احمد کا دعوی الہام کتنا آسانی ہر گز نہ تھا

(۱) حضرت عیسیٰؑ کی قبر بتانے میں تناقض:

یہ قریب قریب ۱۸۹۰ء کی بات ہے جب مرزا غلام احمد کو معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سماوی کے جس عقیدے پر وہ خود اور انکے باپ دادا اور مسلمانوں کا جم غفیر چلا آرہا تھا وہ شرکیہ عقیدہ ہے صحیح عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور اب انکی جگہ مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ ساکن قادیان مسیح موعود ہو کر آرہا ہے۔ مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ اختیار کرتے ہی یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگر کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے بارے میں پوچھا تو اسکا کیا جواب دیا جائے؟ مرزا غلام احمد نے اس سوال کا جواب پہلے ہی تیار کر لیا اور اسی زمانے میں یہ بتا دیا کہ حضرت عیسیٰ کی قبر تو گلیل میں ہے اور وہیں انکی تدفین ہوئی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں

> یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہر گز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا (ازالہ اوہام ص ۴۷۳ طبع دوم)

اس سے پتہ چلتا ہے ۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب پر وحی آئی تھی کہ حضرت عیسیٰ کی قبر گلیل میں ہے لیکن چھ سال بعد آنے والی وحی نے بتایا کہ پہلی خبر غلط ہے۔ صحیح اطلاع یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی قبر بلاد شام میں ہے۔ پھر کیا تھا مرزا صاحب کے ایک خصوصی مرید نے اس قبر کو دیکھ بھی لیا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کیلئے اس جگہ حاشیہ میں اخویم حبی فی اللہ مولوی محمد السعیدی الطرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعلی کا ثبوت دینا چاہیے اور ثابت کرنا چاہیے کہ کس وقت یہ جعلی بنایا گیا ہے (اتمام الحجہ ص ۲۵۔ ر۔ خ ج ۸ ص ۲۹۷)

مرزا صاحب کے اس صحابی نے طرابلس سے جو رپورٹ بھیجی وہ یہ تھی

> حضرت عیسیٰ بیت اللحم میں پیدا ہوئے درمیان بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے حضرت عیسیٰ کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اس کے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں (ایضاً ص ۲۷۔ حاشیہ)

مرزا صاحب متواتر الہامات کی رو سے چیلنج دے رہے تھے کہ جو شخص اس قبر کو حضرت عیسیٰ کی قبر نہیں مانتا اور اسے جعلی سمجھتا ہے وہ اسکا ثبوت پیش کرے۔ لیکن معلوم نہیں کہ کیا ہوا ایک وحی آئی جس نے بتلایا کہ پہلے دی جانے والی دونوں اطلاع غلط ہیں۔ ملک شام کی قبر قبر نہیں تھی بلکہ قبر زندہ در گور کا نمونہ تھا جسے تم نے قبر ہی سمجھ لیا تھا۔ اور تمہارے طرابلسی صحابی نے بھی اسے قبر علامت کر دیا تھا اور تم نے خواہ مخواہ ہی چیلنج بازی شروع کر دی تھی۔ سچی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ تو عرصہ ہوا کشمیر میں فوت ہو گئے تھے اور انکی قبر بھی وہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب راز حقیقت (مطبوعہ ۱۸۹۸ء) میں خدا کی طرف سے لکھا کہ

> حضرت عیسیٰ نے تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پا کر ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت آئے ہوئے تھے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر آخر کار کشمیر جنت نظیر میں (۱۲۰ سال کی عمر میں) انتقال فرمایا اور سری نگر خانیار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کئے گئے آپ کی قبر بہت مشہور ہے۔ یزار ویتبرک بہ (راز حقیقت ص ۳ ر۔ خ۔ ج ۱۴ ص ۱۱۵)

مرزا غلام احمد کے دست راست مرزا خدا بخش مصنف عسل مصفیٰ کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت مسیح کی قبر کو شغر میں ہے (کاویہ علی الغاویہ ج ۱ ص ۲۴۱ از مولانا محمد عالم آسی صاحب امرتسری)

اب یہ فیصلہ قادیانی عوام کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کس بات کا اعتبار کیا جائے کیا یہ کھلا تناقض نہیں۔ آپ ان میں سے جس بات کو بھی اختیار کریں گے لازماً دوسری بات غلط اور جھوٹ ہوگی۔ اور ایسا آدمی پاگل اور منافق ہی ہو سکتا ہے لیجئے مرزا صاحب سے سنئے :

ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق (ست بچن ص ۳۱ ر۔خ۔ج ۱۰ ص ۱۴۲)

(۲) مرزا غلام احمد کا اپنی نسل بتانے میں تناقض

آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا جائے تو بھی اہل فارس میں سے ایک شخص اسے لے آئے گا۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۲) مرزا غلام احمد نے جب یہ حدیث پڑھی تو اس نے اپنے آپ کو اس حدیث کا مصداق منانا چاہا۔ مگر مسئلہ یہ تھا کہ مرزا صاحب مغل خاندان کے تھے اب اسکی کوشش ہوئی کہ وہ کسی طرح بھی فارسی النسل ہو جائے۔ آخرکار اس نے یہ اعلان کر ہی دیا۔ مرزا صاحب نے لکھا

اسکی طرف وہ الہام بھی اشارہ کرتا ہے جو اس عاجز کی نسبت ہوا ایک حدیث نبوی کے جو پیش گوئی کے طور پر اس عاجز کے حق میں خدا تعالیٰ نے بیان کر دیا ہے جو براہین میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس (ازالہ اوہام ص ۱۰۸ ر۔خ۔ج ۳ ص ۱۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

مغل قوم ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ کے الہام نے مخالفت کی ہے جیسا کہ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے...... اس الہام سے صریح طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ہمارے بزرگ دراصل بنی فارس ہیں (تریاق القلوب ص ۱۳۵ حاشیہ ر۔خ۔ج ۱۵ ص ۲۷۳ مطبوعہ ۱۸۹۹ء)

مرزا صاحب کے مذکورہ بالا بیان میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ وہ مغل قوم سے نہیں بلکہ فارسی النسل سے ہے اسلئے حضور کی طرف سے دی گئی پیشگوئی کا حقیقی مصداق میں وہی ہوں۔ افسوس کہ

مرزا صاحب اپنے اس دعویٰ پر قائم نہ رہ سکے کیونکہ انہیں امام مہدی بھی بننا تھا اور امام مہدی کا سادات میں ہونا کوئی اختلافی نہیں ہے۔ مرزا صاحب اگر فارسی النسل ہیں تو انہیں سادات کیسے قرار دیا جائے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اسے خواب میں بتا دیا ہے کہ وہ سادات میں سے ہے۔ مرزا صاحب نے اس پر ایک اشتہار شائع کیا اس کا یہ حصہ ملاحظہ کریں۔

> یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی اسکی تصدیق آنحضرتؐ نے بھی کی ہے اور خواب میں مجھے فرمایا (مجموعہ اشتہارات حصہ سوم ص ۲۴۳ حاشیہ)

مرزا صاحب کا یہ اشتہار ۱۹۰۱ء کا ہے۔ یعنی دعوی مسیح موعود کے دس سال اس حال میں گذر گئے کہ اسے یہ تک معلوم نہ ہو سکا وہ سادات میں سے ہے بلکہ اس پر یہ ہی الہام ہوتے رہے کہ وہ فارسی النسل ہے اور حدیث نبوی کی پیشگوئی کا مصداق ہے مرزا صاحب نے اپنی دوسری کتاب نزول المسیح (مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے ص ۵۰ کے حاشیہ) میں بھی یہ بات لکھی ہے۔ اور اپنا سادات ہونا بیان کیا ہے کیونکہ انہیں مہدی بننے کا شوق چرایا تھا۔ افسوس کی بات ہے کہ پھر مرزا صاحب عرصہ تک اپنے آپ کو مغل اور فارسی النسل کہتے رہے اور حضور کی حدیث کو اپنے اوپر چسپاں کرتے رہے اور علی الاعلان کرتے رہے لیکن اس وقت تک نہ تو اس نے تاریخ دیکھی تھی اور نہ حضور خواب میں آتے تھے ہاں جب مہدی بننا پڑا تو اب تاریخ بھی عیاں ہو گئی اور خواب بھی آنے لگ گئے۔ قادیانی گروہ اسے لطیفہ سمجھیں کہ ہنس کر اسے ٹال دیں۔ وہ سوچیں کہ مرزا غلام احمد کس پرلے درجے کا بے ایمان تھا اور کیسے کیسے دجل و فریب کا تماشا دکھاتا رہا۔

مرزا صاحب اپنے اس دعویٰ سادات پر بھی قائم نہ رہ سکے۔ کیونکہ وہ صرف مہدی ہی نہ تھے انہیں مسیح موعود بھی بننا تھا اور اس میں بھی کسی کا اختلاف نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل میں سے ہیں۔ اس لئے مرزا صاحب کو اسرائیلی بنے بغیر چارہ نہ تھا۔ چنانچہ اس مشکل کو حل

کو کس طرح عبور کیا گیا اسے دیکھئے۔ مرزا صاحب نے لکھا:

خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں (مجموعہ اشتہارات حصہ سوم ص ۴۲۱ مطبوعہ ۱۹۰۱ء) ایک اور جگہ لکھا:

غرض میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی اور میں دونوں پیوندوں سے مرکب ہوں اور احادیث و آثار کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آنے والے مہدی کی نسبت یہی لکھا ہے کہ وہ مرکب الوجود ہوگا ایک حصہ بدن کا اسرائیلی اور ایک حصہ محمدی (تحفہ گولڑویہ ص ۳۴۔ ر۔خ۔ج ۱۷ ص ۱۱۸ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

امام مہدی کی طرف یہ نسبت جھوٹ ہے۔ ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔ بہر حال مرزا صاحب نے کچھ سال اس نصف نصف (آدھا تیتر آدھا بٹیر) میں گذارے تھے کہ اب پورے اسرائیلی بن گئے اور ۱۹۰۵ء میں اسے بذریعہ وحی جس بات کی خبر دی گئی وہ یہ تھی جس کا اس نے اعلان کیا کہ:

اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیلی قرار دیا (ایضاً ص ۵۳۲)

قادیانی عوام خود سوچیں کہ مرزا صاحب کی کون سی بات درست ہے۔ اگر مرزا صاحب فارسی تھے تو سادات اور اسرائیلی نہ تھے اسی طرح اگر وہ اسرائیلی تھے تو سادات اور فارسی نہ تھے۔ مرزا صاحب کے تینوں بیانات میں سے جو بات بھی قادیانی درست مانیں گے انہیں یقیناً کے دو بیانات کو جھوٹ اور غلط کہنا پڑے گا ظاہر ہے کہ ایسا شخص مخبوط الحواس ہی ہوگا یہ فیصلہ بھی مرزا صاحب سے لیجئے

اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے (حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴۔ ر۔خ۔ج ۲۲ ص ۱۹۱)

(۴) دجال کی تعیین میں تناقض

آنحضرت ﷺ نے علامات قیامت کے ضمن میں دجال کا ذکر فرمایا ہے جو خدا کی مخلوق کو گمراہ کرنے میں سب سے بازی لے جائے گا اور اسکے دجل و فریب کا یہ عالم ہوگا کہ اچھے اچھے لوگ

اسکے مکر کا شکار ہو جائیں گے اور وہ انہیں خدا کا باغی بنا دے گا قوت و شوکت بھی اسکے پاس ہوگی اللہ تعالیٰ نے اسکا خاتمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مقدر فرمایا ہے آپ دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔

مرزا غلام احمد جب مسیح موعود بنا تو اسے ایک عدد دجال کی بھی ضرورت تھی تاکہ وہ اسے قتل کرے۔ مرزا غلام احمد کے سامنے دجالوں کی ایک فہرست پیش کر دی گئی کہ ان میں سے جس کو چاہو دجال بنا کر اسکے قتل کے درپے ہو جاؤ۔ مرزا غلام احمد ان میں سے پھر کسی ایک کا انتخاب کر لیتا تھا ابھی اس پر کچھ وقت نہیں گذرتا کہ وہ کسی دوسرے کو دجال بنا دیتا۔ ابھی لوگ اسے دجال سمجھنا شروع ہی کرتے تھے کہ مرزا صاحب پھر کسی اور کو دجال کہہ دیتے اور اسکے قتل کے درپے ہو جاتے ۔ مرزا صاحب نے جن لوگوں کو یکے بعد دیگرے دجال قرار دیا ہے دیکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ ان میں سے کونسی بات مانی جائے۔ ؟ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> دجال معہود عیسائی ہیں آنحضرت صلعم کا فرمان کہ جب تم دجال کو دیکھو تو سورت کہف کی پہلی آیات پڑھو بتلاتا ہے کہ عیسائی ہی دجال ہیں اگر دجال عیسائیوں کے علاوہ ہوتا تو سورہ فاتحہ میں اسکا بھی ذکر کیا جاتا مگر اس میں نصاریٰ کے فتنے سے بچنے کیلئے دعا سکھلائی گئی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ر۔خ۔ ج ۱۷)
>
> (۲) ہم پہلے قرآن سے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے نہ یہ کوئی ایک..... دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان (ایضاً ص ۲۳۶۔ زمنہ تالیف ۱۹۰۰ء)

مرزا غلام احمد نے اپنی متعدد تصانیف میں دجال کو فرد واحد جاننے والوں کو برا بھلا کہا اسکا عقیدہ تھا کہ دجال عیسائیوں کی پوری جماعت کا نام ہے نہ کہ کسی ایک فرد کا۔ مرزا غلام احمد کی یہ بات کسی نے انگریزوں تک پہنچادی کہ مرزا صاحب سب عیسائیوں کو دجال کہتے ہیں مرزا صاحب نے فوراً بات بدل لی اور کہا کہ دجال سے مراد سارے عیسائی نہیں بلکہ انکے دھوکہ باز پادری ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں

دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں جو شخص دھوکہ دینے والا ہو اسکو دجال کہتے ہیں سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ اس کام میں سب سے بڑھ کر ہیں .... پس اسی وجہ سے وہ دجال اکبر ہیں کیونکہ لکھا ہے کہ دجال گرجا سے نکلے گا اور جس قوم میں سے ہوگا وہ قوم تمام دنیا میں سلطنت کرے گی (حقیقۃ الوحی ص ۵۶ ۳۔ر۔خ۔ج ۲۲)

(۱) اگر دجال کو نصرانیت کے گروہ واعظوں سے الگ سمجھا جائے تو ایک محذور لازم آتا ہے (ایضاً ص ۴۱)

(۳) خدا نے اپنی پاک کلام میں پادریوں کو سب سے بڑا دجال بیان فرمایا ہے تو نہایت بے ایمانی ہوگی کہ خدا کی کلام کی مخالفت کر کے کسی اور کو بڑا دجال ٹھہرا دے (انجام آتھم ص ن ۳۔ر۔خ۔ ۱)

(۴) صحیح مسلم پادریوں کو دجال ٹھہراتی ہے (ایضاً انڈکس ص ۴۹)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک پادری دجال تھے۔ یہ بات جب مرزا صاحب کے انگریز مالی معاونین کو معلوم ہوئی تو انہیں بہت افسوس ہوا قریب تھا کہ مرزا صاحب پر مالی بوجھ لادھ جاتا مرزا صاحب نے پھر فوراً بات بدل دی اور کہا کہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ دجال سے مراد عیسائیت کا بھوت ہے جو ویران گرجا گھروں میں رہا کرتا ہے اسکے سوا اور کچھ نہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

اس میں کیا شک ہے کہ دجال جس سے مراد عیسائیت کا بھوت ہے ایک مدت تک گرجا میں قید رہا اور اپنے دجالی تصرفات سے رکا رہا ہے مگر اب آخری زمانہ میں اس نے اس قید سے پوری رہائی پائی ہے اور اسکی مشکیں کھول گئیں ہیں (ایضاً ص ۴۴)

پھر مرزا صاحب نے با اقبال قوموں کو دجال بتاتے ہوئے لکھا

ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد با اقبال قومیں ہوں اور گدھا ان کا ریل ہو
(ازالہ اوہام حصہ ا ص ۶ ۴ ا۔ر۔خ۔ج ۳ ص ۳ ۷ ا)

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال تھا جو حضور کے زمانہ میں ظاہر ہو گیا اسلئے قصہ ختم ہو گیا اب کوئی دجال نہیں آئے گا اس نے لکھا :

انہیں کتابوں میں یہ بھی لکھا ہوا موجود ہے کہ دجال معہود آنحضرتؐ کے زمانہ میں ہی ظاہر ہو گیا تھا (ایضاً ص ۲۱۲)

ابن صیاد کا دجال معہود ہونا ایسے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ اس میں کسی طور کے شک و شبہ کو راہ نہیں (ایضاً ص ۲۱۹)

مرزا غلام احمد نے قرآن کی آیت کنتم خیر امة اخرجت للناس میں الناس سے مراد دجال معہود بتایا (تحفہ گولڑویہ (۲۱ ۔ ر ۔ خ ۔ ج ۱۷ ص ۱۲۰) اور آیت کریمہ لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس میں بھی الناس سے دجال معہود قرار دیا (ایضاً) پھر قرآن کی آخری سورت الناس کی آخری آیت کے لفظ الناس سے بھی دجال معہود مراد لیا ہے (ایام الصلح ص ۶۲ ۔ ر ۔ خ ۱۴ ص ۲۹۶)

مگر افسوس کہ مرزا صاحب نے اپنے سب کئے کرائے پر پانی پھیر دیا اور فیصلہ کیا کہ دجال سے مراد نہ عیسائی ہیں نہ یہودی اور نہ انکے پادری ۔ دجال سے مراد شیطان کا خلیفہ ہے اور کوئی نہیں ۔ مرزا صاحب نے اپنا مذہب یہ لکھا :

مسیح الدجال جس کا ترجمہ ہے خلیفہ ابلیس کیونکہ دجال ابلیس کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو اسکا اسم اعظم ہے ..... یہی ہمارا مذہب ہے کہ در اصل دجال شیطان کا اسم اعظم ہے جو مقابل خدا تعالیٰ کے اسم اعظم ہے اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ نہ حقیقی طور پر دجال یہود کو کہہ سکتے ہیں نہ نصاریٰ کے پادریوں کو اور نہ کسی اور قوم کو کیونکہ یہ سب خدا کے عاجز بندے ہیں (تحفہ گولڑویہ ص ۸۲ ۔ ر ۔ خ ۔ ج ۱۷ ص ۲۶۸ ۔ ۲۶۹ حاشیہ)

(۲) قرآن شریف اس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجال ہے شیطان قرار دیتا ہے

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۱۔ ر۔ خ۔ ج ۲۲)

دجال سے عیسائی قوم مراد لی جائے یا انکے پادری بہر حال تھے تو یہ انگریز ہی اور مرزا صاحب نہیں چاہتے تھے کہ انگریزوں کے خلاف کوئی بات اٹھے ورنہ وہ انکی خاصی امداد سے محروم ہو جائیں گے نیز انہیں دجال ماننے میں ایک مصیبت یہ تھی کہ انکے خلاف جہاد کیا جائے اور مرزا صاحب کے ہاتھوں انگریز اور انکے پادری مارے جائیں اور یہ بھی ناممکن تھا اسلئے مرزا غلام احمد نے یہ چال چلی کہ شیطان کو ہی دجال قرار دے دیا جائے شیطان ایک غیر مرئی مخلوق ہے مرزا صاحب اگر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں مسیح موعود ہوں اور مسیح کا کام دجال کو قتل کرنا ہے سو میں نے دجال کا خاتمہ کر دیا ہے تو اب وہ کون سر پھرا ہوگا جو شیطان کی لاش دکھانے کا مطالبہ کرے گا اور پھر کس کی مجال ہے کہ مرزا صاحب سے یہ پوچھے کہ آپ نے اسے کس طرح قتل کیا ہے ویسے بھی مرزا صاحب باب لد سے لدھیانہ مراد لینے میں کوئی شرم تو نہیں کرتے تھے۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ مرزا صاحب کا دجال کون ہے اور مرزا صاحب کی کس بات کا اعتبار کیا جائے قادیانی ان مرادات میں جس کو اختیار کریں یہ انکی مرضی لیکن انہیں یہ ماننا پڑے گا کہ مرزا صاحب نے دجال کے بارے میں جو متضاد باتیں لکھی ہیں وہ غلط ہیں اور اس نے جھوٹ پر جھوٹ بولا ہے اور پرلے درجے کی جہالت کا کام کیا ہے۔ یہ فتویٰ بھی مرزا صاحب ہی کا ہے ملاحظہ کیجئے

جو پرلے درجے کا جاہل ہو جو اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے (حاشیہ ست بچن ص ۲۹)

(۴) دابۃ الارض کا معنی بتانے میں تناقض

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جس میں زمین سے ایک جانور نکلے گا جو باتیں کرے گا (آیہ سورہ نمل ۸۲) اسے قرآن کریم نے دابۃ الارض کہا ہے۔ مرزا غلام احمد نے دابۃ الارض کے بارے میں جو کھیل کھیلا ہے اسے بھی دیکھیں اور انکے تضاد بیانوں پر غور کریں مرزا غلام احمد قرآن کی اس آیت پر لکھتا ہے

جب ایسے دن آئیں گے کہ کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقدر قریب آجائے گا تو ہم ایک گروہ دابۃ الارض کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۰۲ ر۔خ۔ج ۳ ص ۳۷۰)

مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء کی مطبوعہ ہے جس میں اس نے دابۃ الارض سے متکلمین اسلام کا گروہ مراد لیا اور بتایا کہ یہ گروہ ادیان باطلہ پر حملہ آور ہوگا۔ پھر اسی کتاب میں دابۃ الارض کا معنی یہ لکھا ہے:

ایسا ہی دابۃ الارض یعنی وہ علماء و واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتداء سے چلے آتے ہیں لیکن قرآن کا یہ مطلب ہے کہ آخری زمانہ میں انکی حد سے زیادہ کثرت ہوگی اور انکے خروج سے مراد وہی انکی کثرت ہے (ایضاج ۳ ص ۳۷۳)

مرزا غلام احمد نے ۱۸۹۱ء تک دابۃ الارض کا معنی یہی رکھا لیکن تین سال بعد ۱۸۹۴ء میں پھر اسکا معنی بالکل بدل گیا اور اب عام علماء اور واعظین سے ہٹ کر علماء سو کی طرف پھر گیا مرزا صاحب کی یہ تحریر ملاحظہ کریں

ان المراد من دابة الارض علماء السوء الذين يشهدون باقوالهم ان الرسول حق والقرآن حق ثم يعلمون الخبث ويخدمون الدجال ۔۔۔ وسموا دابة الارض لانهم اخلدوا الى الارض وماارادو ان يرفعوا الى السما. (حمامۃ البشری ص ۸۶، ر۔خ۔ج ۷ ص ۳۰۸)

مرزا غلام احمد نے اس بیان میں دابۃ الارض سے علماء سو مراد لیے ہیں اور بتایا کہ قرآن نے انکا نام جیسے دابۃ الارض رکھا کہ یہ لوگ دنیا کی طرف بالکل ہو گئے ہیں۔

مرزا غلام احمد کو اس پر بھی قرار نہ ملا ۸ سال کے بعد (یعنی ۱۹۰۲ء میں) اسی دابۃ الارض کا معنی طاعون کا کیڑا ہو گیا۔ اور یہ معنی اس نے اپنے کشف میں دیکھ لیا۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے

خلاصہ کلام یہ کہ یہی دابۃ الارض جو ان آیات میں ہے جس کا مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتداء سے مقرر ہے یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے عالم کشف میں نظر آیا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ طاعون کا کیڑا ہے (نزول المسیح ص ۳۹ ۔ ر۔خ۔ج ۱۸ ص ۴۱۶)

مرزا غلام احمد کی ان عبارات میں دابۃ الارض کا چار معنی بیان کیا گیا ہے کیا یہ کھلا تناقض نہیں ؟ سو مرزا غلام احمد کی یہ تضاد بیانی اور اسکا تناقض اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اسکا دعوی (خواہ وہ مجدد کا ہو یا محدث کا۔ مسیحیت کا ہو یا نبوت کا) افترائی ہے اگر اسکا دعوی کسی درجے میں بھی درست ہوتا تو اسکے بیانات میں تناقض نہ ہوتا۔ تناقض کا پایا جانا اسکے جھوٹا اور فریبی ہونے پر کھلی دلیل ہے ۔ ہم اسکا فیصلہ بھی مرزا صاحب سے کرا دیتے ہیں اس نے لکھا

جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۱۱ ۔ ر۔خ۔ج ۲۱ ص ۲۷۵)

حضرت جبرئیل کے بہ پیرایہ وحی اترنے پر تضاد بیانی

(۵) مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء اور آپ کی آمد ثانی کا منکر تھا اس نے اپنے انکار کا ایک سبب یہ بیان کیا کہ

ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جائیں یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مہر ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے (ازالہ اوہام ص ۵۷۷ ۔ ر۔خ۔ج ۳ ص ۴۱۱)

مرزا غلام احمد کے اس بیان سے واضح ہے کہ وہ اب حضرت جبرئیل کی وحی کے ساتھ آمد کو ختم نبوت کے منافی سمجھتا ہے یعنی اب جو شخص یہ کہتا ہو کہ حضرت جبرئیل مجھ پر خدا کی وحی لے کر اترے ہیں وہ ختم نبوت کا منکر مانا جائے گا مگر افسوس کہ مرزا غلام احمد اس باب میں تناقض کا شکار ہوا

اور اس نے خود دعوی کر دیا کہ خدا کا فرشتہ حضرت جبرئیل اس پر آتا ہے اور خدا کی وحی کے ساتھ آتا ہے اس نے یہ بات قسم کھا کر کہی ہے۔ اس نے لکھا

میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ پر اپنا کلام نازل کیا تھا (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶۔ ر۔ خ۔ ج ۱۸ ص ۲۱۰)

مرزا غلام احمد کے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین سے ایک بحث کے دوران جب ایک قادیانی عالم نے اس سوال پر کہ کیا جبرئیل اب بھی یہ پیرایہ وحی نازل ہوتے ہیں؟ تو ایک قادیانی عالم نے اسکا انکار کیا جبکہ مرزا بشیر الدین کا اصرار تھا اور کہا کہ میرے ابا (یعنی مرزا غلام احمد) پر تو نازل ہوتا ہے چنانچہ یہ دونوں مرزا غلام احمد کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا اس وقت مرزا غلام احمد نے جواب دیا کہ

کتاب میں غلط لکھا ہے جبرئیل اب بھی آتا ہے (الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء ماخوذ از قادیانی مذہب ص ۲۷۲)

ہم اس وقت مرزا غلام احمد کے منکر ختم نبوت ہونے پر بحث نہیں کر رہے ہیں صرف یہ بتلا رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی باتیں آپس میں کتنی ٹکراتی تھیں اور وہ کبھی ایک بات پر نہیں رہتا تھا جبرئیل کا آنا اور جبرئیل کا نہ آنا یہ دو موقف ہیں مرزا صاحب کبھی کہتے کہ آتا ہے کبھی کہتے کہ نہیں آسکتا۔ اب یہ فیصلہ قادیانی کریں کہ مرزا صاحب کا کونسا عقیدہ صحیح ہے اور کونسا غلط ہے۔؟

مرزا غلام احمد سے جب بھی سوال کیا گیا کہ اسکی باتوں میں اس قدر تناقض کیوں ہے؟ اور وہ کیوں کسی ایک بات پر جم کر نہیں رہتا کبھی کوئی دعوی کرتا ہے تو کبھی اپنے اس دعوی سے صاف مکر جاتا ہے اور نیا دعوی کر دیتا ہے اس نے جواب میں کہا کہ اس میں قصور میرا نہیں ہے بلکہ اسکا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اسلئے اسکا جواب مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے پوچھو۔ مرزا غلام احمد اپنے ایک تناقض کے بارے میں لکھتا ہے۔

رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھو کہ یہ اسی قسم کا تناقض کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ گرچہ خدا تعالیٰ نے براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہوں گے اسلئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر محمول کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا لیکن بعد اسکے اس بارے میں بارش کی طرح وحی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے..... پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے (حقیقت الوحی ص ۱۴۸ ار۔خ۔ج ۲۲ ص ۱۵۲)

مرزا آگے چل کر لکھتے ہیں

خلاصہ یہ کہ میرے کلام میں کچھ تناقض نہیں میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں جب تک مجھے اس سے علم نہ ہو میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اسکی طرف سے علم ہوا تو میں نے اسکے مخالف کہا..... میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا؟ (ایضا ص ۱۵۰)

مرزا غلام احمد نے اپنے اس بیان میں اپنے سارے تناقضات کا ذمہ دار خدا کو بنا ڈالا کہ وہ بھی کچھ بتاتا رہا اور کبھی کچھ کہتا رہا میں تو صرف اسکی باتوں کو آگے پہنچاتا رہا۔ رہا یہ کہ خدا نے اس قسم کی متضاد اور تناقض سے بھرے بیانات کیوں دیئے تو اسکا جواب خدا سے پوچھو میں اسکا ذمہ دار نہیں ہوں۔

مرزا غلام احمد اور قادیانی مبلغین بڑی آسانی سے اپنی غلط بیانوں کو خدا کے ذمہ ڈال کر اپنی جان چھڑا لیتے ہیں اور جاہل قادیانی یہ سن کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ اس میں بھی خدا کی کوئی حکمت ہو گی

مگر وہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ کبھی تناقض کا شکار نہیں ہوتا اور خدا کی باتیں اختلافات سے بھری ہوتی ہیں۔ قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے یہ خبر دی ہے

ولوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا

اگر یہ قرآن غیر خدا کی طرف آیا ہوتا تو اس میں تم بہت سے اختلاف اور تناقض دیکھتے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے کلام میں اور اسکی باتوں میں کبھی تناقض نہیں ہوتا ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ خدا ایک عقیدہ کو کبھی تو اہل حق کا عقیدہ کہے ہے اور کچھ عرصہ کے بعد اسی عقیدہ کو شرک اور یہودیت عقیدہ بتائے۔ ہاں اس طرح کی باتیں مجذوب الحواس لوگ کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد خود بھی اسکا اعتراف کرتا ہے اس نے لکھا

ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکلتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق (ست بچن ص ۳۱)

اب اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد کو پاگل کہے اور نہ سے منافق کہے تو یہ کوئی جھوٹ نہیں ہے مرزا غلام احمد کے اصول کی رو سے یہ بات مبنی بر حق ہے اور انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ قادیانیوں کو بھی تسلیم کرنا چاہیئے مرزا غلام احمد یا پاگل تھا یا منافق تھا جو اس قسم کے تناقضات کا شکار رہا۔

مرزا غلام احمد نے صرف متضاد بیانات پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ قرآن وحدیث پر بھی جھوٹ باندھتا رہا اور اپنے کو جہنم کی آگ کا ایندھن بناتے اسے ذرا بھی خوف لاحق نہیں ہوا۔ آیئے ہم مرزا غلام احمد کے وہ جھوٹ بھی دیکھیں جو اس نے قرآن وحدیث پر باندھے ہیں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ مرزا غلام احمد کو گوہ کھانا (مرزا صاحب کے نزدیک جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا دونوں برابر ہے) یعنی کس قدر پسند تھا اور وہ اس سے کس قدر لطف اٹھاتا تھا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

جھوٹ کا پیغمبر

قرآن و حدیث اور انبیاء عظام و اولیاء کرام۔ محدثین اور صوفیہ کرام پر مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹ باندھنے کی چند مثالیں

باسمہ تعالیٰ۔

روحانی بیماریوں میں سب سے خطرناک بیماری جھوٹ کی بیماری ہے اور یہ اخلاقی زوال کی ایک بڑی نشانی ہے۔ جھوٹ سے حقائق تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور سچائی پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔ جس سے عام لوگوں کو سچائی اختیار کرنے اور سیدھی راہ پانے میں رکاوٹ ہوتی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے اور آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کیلئے سخت وعیدیں بیان کیں ہیں آپ نے فرمایا جھوٹ بولنے والا جنت سے دور اور جہنم سے قریب ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹ بولنا اور بار بار جھوٹ بولنا اسکی اپنی تحریرات میں موجود ہے یہ جھوٹ صرف علماء و صلحاء پر نہیں انبیاء اولیاء پر بھی ہے۔ صرف قرآن و حدیث پر نہیں اللہ اور اسکے رسول پر بھی ہے۔ آپ مرزا غلام احمد کی جس کتاب کو اٹھایئے اور دیانت داری سے اسکا مطالعہ کیجئے آپ یہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکیں گے کہ مرزا غلام احمد نے دجل و فریب کا یہ کھیل بڑی عیاری سے کھیلا ہے آیئے ہم مرزا غلام احمد کے وہ جھوٹ دیکھیں جو اس نے قرآن و حدیث اور انبیاء و صلحاء اور محدثین و علماء پر باندھے ہیں۔

(۱) حضرت عیسی کے زمین میں دفن ہونے کا قرآن پر جھوٹ :

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھالیا اور آپ قرب قیامت دوبارہ تشریف لائیں گے اور اس زمین پر کچھ عرصہ (چالیس پینتالیس سال) قیام فرما کر انتقال فرمائیں گے اور مدینہ منورہ میں حجرہ شریفہ میں آپ کی تدفین ہوگی۔

مرزا غلام احمد کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی فوت ہو چکے ہیں اور یہ بات اسے وحی کے ذریعہ کے ذریعہ معلوم ہوئی ہے لیکن اسے یہ پتہ نہیں تھا کہ حضرت عیسی کہاں دفن ہوئے ہیں مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ جب اس نے قرآن پر نظر کی تو اسے پتہ چلا کہ قرآن میں تو حضرت عیسی کی تدفین کا ذکر بھی موجود ہے۔ اس نے دعوی کیا :

> قرآن شریف بعض جگہ فرماتا ہے کہ عیسی بن مریم رسول اللہ زمین میں دفن کیا گیا ہے آسمان پر انکے جسم کا نام و نشان نہیں (تحفہ گولڑویہ ص ۹۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ص ۱۶۵)

مرزا غلام احمد کا یہ کہنا جھوٹ ہے کہ قرآن میں ہے حضرت عیسی کو زمین پر دفن کیا گیا۔ قرآن کی وہ آیت نہ حضور کو معلوم ہوئی نہ صحابہ کو اسکا پتہ چلا نہ تابعین نے وہ آیت پڑھی نہ ائمہ مجتہدین نے وہ آیت دیکھی چودہ سال سے مسلمان قرآن پڑھ رہے ہیں مگر انہیں وہ آیت نظر نہیں آئی جو بعض جگہ بتا رہی ہے کہ حضرت عیسی کو زمین میں دفن کیا جا چکا ہے یہ بات صرف مرزا غلام احمد کو معلوم ہوئی مگر اس طرح کہ خود اسے بھی پتہ نہیں کہ وہ آیت قرآن کی کس سورت میں ہے جو بعض جگہ یہ ثابت کر رہی ہے

یہ بات جھوٹ کی نہیں مرزا غلام احمد کے جھوٹ کی ہے۔ آپ ہی سوچیں کہ کیا اس نے قرآن پر جھوٹ نہیں باندھا؟ اگر یہ جھوٹ نہیں ہے تو قادیانی بتائیں کہ قرآن کی وہ آیت کہاں ہے جس میں بعض جگہ لکھا ہے کہ حضرت عیسی کو زمین میں دفن کیا گیا ہے۔

(۲) قرآن نے شیطان کو دجال قرار دیا ہے :

احادیث پاک میں قرب قیامت دجال کے خروج کی خبر دی گئی ہے دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کیا جائے گا پھر ایک عرصہ بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوگا اور اسکے بعد آہستہ آہستہ دینی تنزل شروع ہوگا یہاں تک کہ قیامت کا بگل بج جائے گا۔ اور آخری فرد کی موت کے بعد شیطان کو بھی موت کا پیالہ پینا پڑے گا اس کو مہلت وقوع قیامت تک دی گئی ہے۔ یہ کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ شیطان ہی وہ دجال ہے جو حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں مارا جائے گا اور اسی وقت قیامت قائم ہو جائے گی۔ مرزا غلام احمد نے قرآن کے نام پر کس طرح جھوٹ دلایا ہے اسے دیکھئے:

> قرآن شریف اس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجال ہے شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے قال انظرنی الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین سو۔ دجال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۔ ر۔ خ۔ ج ۲۲ ص ۴۱)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد کے نزدیک شیطان اور دجال دو الگ الگ نہیں ایک ہی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے حضرت عیسیٰ اور امام مہدی کو ایک ہی شخص سمجھا ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب کی یہ دونوں باتیں جھوٹ ہیں نہ قرآن نے یہ بات کہی ہے اور نہ ہی شیطان اور دجال ایک ہیں۔ شیطان آگ سے بنایا گیا ہے اور دجال انسانوں میں سے ہے آگ سے پیدا شدہ مخلوق نہیں ۔ قرآن کریم نے کبھی بھی شیطان کو دجال معہود نہیں کہا اور نہ کبھی حدیث نے دجال معہود کو ابلیس بتایا۔ یہ مرزا صاحب کا جھوٹ ہے جو اس نے قرآن کے ذمہ لگایا ہے۔

پھر یہ لطیفہ بھی عجیب ہے کہ شیطان آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں قتل کیا جائے گا اور چاروں طرف مسلمان ہی ہونگے ہر طرف کلمہ اسلام کی حکمرانی ہوگی اور انہی مسلمانوں پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ حالانکہ حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ زمین پر ایک بھی کلمہ پڑھنے والا نہ ہوگا تب قیامت کا بگل بجے گا۔

پھر یہ لطیفہ بھی کچھ کم نہیں کہ مرزا غلام احمد مسیح موعود تھا اور اس نے دجال (شیطان) کو

قتل کر دیا مرزا غلام احمد کی موت (۱۹۰۸ء) کے بعد اب ہر طرف اسلام کی حکمرانی ہے شیطان تو کب کا مر چکا ہے اور پوری دنیا میں کہیں بھی شیطان کی حکمرانی نہیں ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

سوم مرزا غلام احمد کی یہ بات بالکل جھوٹ ہے اور قرآن کریم کا دامن اس جھوٹ سے پاک ہے

تعالی اللہ عما یقولون الظالمون علوا کبیرا۔

(۳) قرآن میں ہے کہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا

آنحضرت ﷺ نے قرب قیامت کی علامات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۰) تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو اس وقت پہلی نماز کی امامت حضرت مہدی علیہ الرضوان کریں گے۔

اس بات کا ذکر قرآن میں کہیں بھی نہیں ہے ہاں احادیث صحیحہ میں یہ بات ضرور موجود ہے اور ہمارا اس پر ایمان ہے اب مرزا غلام احمد کا بیان دیکھیں وہ کہتا ہے قرآن میں ہے کہ تمہارا امام تم میں سے آئے گا اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ کیا اس نے قرآن پر جھوٹ نہیں باندھا۔ مرزا غلام احمد اپنے منکرین کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

وقد قیل منکم یاتین امامکم وذلک فی القرآن نبأ مکرر

اور تم سن چکے ہو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آچکی ہے

(ضمیمہ نزول المسیح ص ۵ ۔ ر۔ خ۔ ج ۱۹: ص ۱۸۸)

قادیانی علماء بتائیں کہ قرآن کی کس سورت یا آیت میں یہ خبر دی گئی ہے۔ کئی آیات نہ سہی کم از کم ایک آیت کی نشاندہی کریں ورنہ اقرار کریں کہ مرزا غلام احمد نے قرآن پر جھوٹ باندھا ہے۔

(۴) قرآن میں ہے کہ علماء مسیح موعود کو کافر کہیں گے۔

قرآن کریم میں کہیں بھی یہ بات نہیں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو علماء

انکو کافر کہیں گے اور اسکے قتل کے فتوے دیے جائیں گے۔ مرزا غلام احمد نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور علماء اسلام نے اسے خارج از اسلام بتایا تو اس نے اپنے مریدوں کو تسلی دینے کیلئے کہا کہ یہ بات تو پہلے سے قرآن نے کہہ رکھی ہے اور یہ قرآنی پیشگوئی پہلے سے چلی آرہی ہے۔ مرزا غلام احمد نے لکھا:

ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اسکو کافر قرار دیں گے اور اسکے قتل کیلئے فتوے دیے جائیں گے اور اسکی سخت توہین کی جائے گی اور اسکو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا سو ان دنوں میں وہ پیشگوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔ (اربعین ۳ ص ۱۷ ر۔خ۔ ج ۱۷ ص ۴۰۴)

آپ پورا قرآن شریف پڑھ جائیے اور اسکا ترجمہ اٹھا کر دیکھ لیجئے کہیں بھی آپ کو قرآن میں یہ پیش گوئی نہیں ملے گی۔ اب آپ ہی بتائیں کیا مرزا صاحب قرآن کے نام سے جھوٹ نہیں بول رہے ہیں۔ اور بقول انکے گوہ نہیں کھا رہے ہیں؟ کیا قادیانی عوام ایسے شخص کو خدا کا نبی مانتے ہیں جو قرآن پر جھوٹ بولنے سے بھی نہیں شرماتا؟ کچھ تو سوچیں

(۵) قرآن میں چودھویں صدی کا ذکر

قرآن کریم میں کہیں بھی چودھویں صدی کا ذکر نہیں نہ ہی کہیں یہ لکھا ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے

قرآن شریف نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۸۸ ر۔خ۔ ج ۲۱ ص ۳۵۸)

یہ مرزا صاحب کا جھوٹ ہے قرآن نے کہیں بھی اسکا اشارہ نہیں کیا کہ مسیح موعود چودھویں

صدی میں ظاہر ہوگا۔

(۶) قرآن میں بعض افراد امت کا نام مریم ہے

مرزا غلام احمد اسلام کی حقانیت کے بزعم خود تین سو دلائل میں سے ایک یہ لکھتا ہے

سورہ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد امت میں اسکا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا اور اسی بناء پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا (ضمیمہ براہین احمدیہ ح ۵ ص ۱۹۰ ۔ ر۔خ۔ج ۲۱ ص ۳۶۱)

مرزا غلام احمد کی یہ بات جھوٹ ہے۔ قرآن کریم کی سورت تحریم میں کہیں بھی یہ بات موجود نہیں اور نہ پورے قرآن میں کہیں یہ بات صریح طور پر کہی گئی ہے۔ جن لوگوں نے براہین احمدیہ اسلئے خریدی ہے کہ وہ اس سے اسلام کی صداقت اور قرآن کی حقیقت ثابت کریں گے آپ ہی سوچیں ان پر کیا گذری ہوگی جب انہوں نے دیکھا ہوگا کہ قرآن کی حقانیت کا ثبوت تو وہ کیا دیتا خود اس نے قرآن پر جھوٹ باندھا ہے۔ اور لعنت کا داغ خریدا ہے یہ بات مرزا صاحب کو بھی تسلیم ہے (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۸۰)

(۷) قرآن میں ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی

قرآن کریم میں قرب قیامت زمین سے ایک جانور نکلنے کا ذکر ہے لیکن کہیں بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ وہ طاعون ہے خود مرزا غلام احمد نے مختلف اوقات میں اسکے مختلف معانی لکھے ہیں۔ مرزا صاحب کی یہ عبارت دیکھئے

یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے (کشتی نوح ص ر۔خ۔ج ۱۹ ص ۵)

یہ قرآن پر جھوٹ ہے قرآن کریم میں کہیں بھی یہ نہیں ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گا۔

(۸)قرآن میں ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال تک ہے

یہ دنیا کب بنی اور کب سے چلی اور کب تک چلتی رہے گی اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے ۔اللہ تعالیٰ نے نہ اس کا علم کسی کو دیا ہے اور نہ قرآن میں کہیں لکھا ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہوگی۔ جو لوگ ایسی بات کہتے ہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کا جھوٹ دیکھیے جو اس نے قرآن پر باندھا اس نے لکھا

> تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے (لیکچر سیالکوٹ ص ر۔خ۔ج ۲۰ ص ۲۰۷)

مرزا صاحب کی یہ کتاب ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کی ہے۔ اس کتاب کی یہ عبارت بھی دیکھیں

> قرآن شریف سے صاف طور پر یہی نکلتا ہے کہ آدم سے اخیر تک عمر بنی آدم کی سات ہزار سال ہے اور ایسا ہی پہلی تمام کتابیں بھی باتفاق یہی کہتی ہیں (ایضاً ص ۲۰۵)

مرزا غلام احمد نے اس بیان میں کتب سابقہ کے ساتھ ساتھ قرآن شریف پر بھی جھوٹ باندھا ہے۔ جو قادیانی یہ کہتے ہیں کہ پہلی کتابوں میں ایسا ہی لکھا تھا جو اب محرف ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتا تو ہم ان سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا قرآن شریف بھی محرف ہو گیا ہے۔(معوذ اللہ) قرآن کی کس آیت میں یہ بات لکھی ہے جسے مرزا صاحب صاف طور پر نکلتا بتا رہے ہیں۔ کیا یہ قرآن پر کھلا جھوٹ نہیں ہے ؟ مرزا صاحب کو اتنا بڑا جھوٹ بولتے ہوئے ذرا بھی شرم نہ آئی۔ کاش کہ وہ اپنا ہی لکھا ہوا پڑھ لیتا

> وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں (شحنہ حق ۶۰۔ ر۔خ۔ج ۲ ص ۳۸۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کے اس جھوٹ کو دیکھ کر بھی قادیانیوں کو اس کی گرفت سے نکلنا نصیب نہ ہو تو یہ انکے دلوں پر مہر ثبت ہو جانے کا نشان نہیں تو اور کیا ہے۔ اللہ تعالی سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔

احادیث کریمہ پر جھوٹ کی چند مثالیں

(۹) مرزا غلام احمد لکھتا ہے

> ایک مرتبہ آنحضرتؐ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ملک میں خدا تعالی کے نبی گذرے ہیں اور فرمایا کہ کان فی الهند نبیا اسود اللون اسمه کاهنا یعنی ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو کالے رنگ کا تھا اسکا نام کاہن تھا یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۰ ۔ رخ ۔ ج ۲۳ ص ۳۸۲)

مرزا غلام احمد کا یہ بیان جھوٹ ہے حضور ﷺ کی کسی حدیث میں یہ بات نہیں ہے۔

(۱۰) مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

> ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا اور لکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی رو سے دو صدیوں میں اشتراک رکھے گا اور دو نام پائے گا اور اسکی پیدائش دو خاندان سے اشتراک رکھے گی اور چوتھی دوگونہ صفت یہ کہ پیدائش میں بھی جوڑے کے طور پر ہوگا سو یہ سب نشانیاں ظاہر ہوگئیں (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۵ ۔ رخ ۔ ج ۲۱ ص ۳۵۹)

مرزا غلام احمد نے یہاں احادیث صحیحہ کا نام لیا ہے حالانکہ یہ کسی ایک حدیث میں بھی نہیں ہے یہ مرزا غلام احمد کا احادیث پر جھوٹ ہے۔

(۱۱) مرزا غلام احمد لکھتا ہے

> آنحضرتؐ کی پیشگوئی کے مطابق دو مرتبہ ملک میں کسوف خسوف ہو گیا جو مسیح موعود

کے ظہور کی نشانی تھی (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۸۷، ر۔خ۔ج ۲۱ ص ۳۵۸)
یہ آنحضرت ﷺ پر جھوٹ ہے آپ نے کبھی نہیں فرمایا کہ مسیح موعود کی نشانی کسوف
وخسوف کا ہونا ہے۔

(۱۲) مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ

آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت
بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اسکے لئے آواز آئے گی کہ هذا خليفة الله المهدى
اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح
الکتب بعد کتاب اللہ ہے (شہادۃ القرآن ص ۴۱، ر۔خ۔ج ۶ ص ۳۳۷)

صحیح بخاری میں یہ الفاظ کہیں نہیں ہیں مرزا غلام احمد نے حدیث کی کتاب صحیح بخاری پر یہ جھوٹ
باندھا ہے۔

انبیاء کرام پر جھوٹ:

(۱۳) مرزا غلام احمد لکھتا ہے

انبیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی ہے کہ وہ (یعنی مسیح موعود)
چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا (اربعین ۲ ص ۲۳)

مرزا غلام احمد نے یہاں انبیاء پر دو جھوٹ باندھے ہیں ایک یہ کہ مسیح موعود چودھویں صدی
میں ظاہر ہوگا اور دوسرا یہ کہ پنجاب میں ہوگا یہ دونوں جھوٹ ہے کہیں بھی یہ بات نہیں ہے۔

(نوٹ) قادیانیوں نے روحانی خزائن کی جدید اشاعت میں انبیاء کے بجائے اولیاء کر دیا ہے۔
مگر یہ بھی جھوٹ ہے

محدثین پر جھوٹ

(۱۴) مرزا غلام احمد لکھتا ہے

میں کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور

مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں۔ اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے کہ مہدی کی حدیثیں سب مجروح اور مخدوش بلکہ اکثر موضوع ہیں اور ایک ذرہ ان کا اعتبار نہیں (ضمیمہ براہین حصہ ۵ ص ۱۸۶، رخ ج ۲۱ ص ۳۵۶)

یہ جھوٹ ہے۔ اگر سب حدیثیں مجروح ہیں اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں تو مرزا صاحب نے ھذا خلیفۃ اللہ المھدی کی روایت کیوں قبول کی؟ اور اس پر کیوں عقیدہ کیا۔ اگر اکابر محدثین نے ایک بھی حدیث کو صحیح نہیں جانا تو مرزا صحیح بخاری میں یہ روایت کیوں نقل کی گئی امام بخاری اکابر محدثین میں سے نہیں۔؟

مرزا غلام احمد کا یہ کہنا جھوٹ ہے کہ محدثین نے امام مہدی کے متعلق سب حدیثوں کو مخدوش قرار دیا اور انکا ایک ذرہ اعتبار نہیں کیا۔ امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں امام مہدی سے متعلق حدیث نقل کی ہے (دیکھئے ج ۲ ص ۲۴۲)

حضرت امام ترمذی امام ابن ماجہ امام حاکم امام بیہقی امام منذری امام طبرانی امام ابو یعلی موصلی امام بزار صاحب مشکوٰۃ علامہ ولی الدین امام ملا علی قاری حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم نے اپنی اپنی تالیفات میں احادیث مہدی نقل کی ہیں اور کسی نے بھی انہیں موضوع نہیں کہا۔ کیا یہ سب حضرات محدثین کے زمرہ میں نہیں آتے؟ دارالعلوم دیوبند کے محدث حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی تالیف لطیف الخلیفۃ المھدی فی الاحادیث الصحیحۃ کے نام سے حال میں شائع ہوئی ہے جس میں ان سب احادیث صحیحہ کو درج کیا گیا ہے جو امام مہدی سے متعلق ہیں۔ اسلئے یہ کہنا کہ امام مہدی کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں اور محدثین اسے نہیں مانتے کھلا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

سو مرزا غلام احمد نے جس طرح صحیح بخاری پر جھوٹ باندھا اسی طرح محدثین پر جھوٹ باندھا ہے اور یہ انکی عام عادت ہے جو افسوس کہ بزعم خود پڑھے لکھے قادیانیوں کو نظر نہیں آرہی ہے۔

فالی اللہ المشتکی

(۱۵) حضرت امام مالک اور امام ابن حزم پر جھوٹ

مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مدعی ہے اس نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے حضرت امام مالک اور امام ابن حزم کو وفات مسیح کا مدعی ٹھہرایا حالانکہ یہ دونوں بزرگ بھی جمہور مسلمانوں کی طرح حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے ہیں اور علی الاعلان کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آخر زمانہ میں نازل ہونگے۔ مرزا غلام احمد نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں لکھا

> قرآن شریف صریح انکی وفات کا بیان فرماتا ہے اور بڑے بڑے اکابر علماء جیسے ابن حزم اور امام مالک انکی وفات کے قائل ہیں (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۴۴)

مرزا غلام احمد کی اس عبارت میں ایک نہیں تین جھوٹ ہیں (۱) قرآن شریف پر جھوٹ کہ اس میں وفات مسیح کا صریح بیان ہے (۲) امام مالک (۳) اور امام ابن حزم پر جھوٹ۔

ہم یہاں حیات مسیح پر گفتگو نہیں کر رہے ہیں بتلانا صرف یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کس ڈھٹائی سے جھوٹ بولنے کا عادی تھا۔ حضرت امام مالک کا عقیدہ کوئی ڈھکا چھپا نہیں مؤطا امام مالک میں آپ نے بڑی صراحت کے ساتھ صفة عیسی بن مریم والدجال کا ایک باب باندھا ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک اور آپ کا نزول اور دجال کا خروج احادیث کی روسے بیان فرمایا ہے۔ پھر امام مالک کا عقیدہ شرح مسلم للابی (ج ۱ ص ۲۶۶) میں بصراحت موجود ہے۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ امام مالک وفات مسیح کے قائل ہیں۔

امام ابن حزم کا اپنا عقیدہ کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل (ج ۱ ص ۷۷ ج ۲ ص ۵۵ ج ۳ ص ۱۸۰) پر موجود ہے جس میں آپ نے صریح لفظوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نازل ہونا بیان کیا ہے اور آپ نے یہ بات اسی پیغمبر کے بارے میں لکھی ہے جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے (الاخبار الصحاح من نزول عیسی علیه السلام الذی بعث الی بنی اسرائیل۔ الخ) کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ امام ابن حزم وفات مسیح کے

قائل ہیں مگر آپ ہی دیکھیں کہ مرزا غلام احمد کس بے شرمی سے جھوٹ بول رہا ہے۔ اور مردار کھا رہا ہے۔ یہ بات خود مرزا صاحب نے لکھی ہے۔

جھوٹ بولنا مردار خواروں کا کام ہے (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۹۶)

صوفیہ کرام پر جھوٹ۔

(۱۶) مرزا غلام احمد نے اولیاء کرام پر یہ جھوٹ باندھا ہے۔

بہت سے اہل کشوف نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا اور یہ پیشگوئی اگرچہ قرآن کریم میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے مگر احادیث کی رو سے اس قدر تواتر تک پہنچ گئی ہے کہ جس کا کذب عند العقل ممتنع ہے (کتاب البریہ ص ر۔خ۔ ج ۱۳ ص ۲۰۵ حاشیہ)

یہ صوفیہ کرام پر جھوٹ ہے۔ کیا قادیانی حضرات ان اہل کشوف کے نام لکھنے کی زحمت گوارا کریں گے جنہوں نے لکھا ہو کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں آئے گا۔ پھر اسی عبارت میں قرآن پر بھی جھوٹ ہے اور حدیث شریف پر بھی۔ ان تین سطروں میں مرزا صاحب نے قرآن و حدیث اور بزرگان دین پر جھوٹ باندھا ہے اور اسے کوئی شرم نہیں آئی۔

حقانیت اسلام کے تین سو دلائل لکھے جانے کا جھوٹ:

(۱۷) مرزا غلام احمد نے اپنے مذہبی کاروبار کی ابتداء براہین احمدیہ سے کی اور اس نے مسلمانوں سے یہ وعدہ کرکے پیشگی رقم منگوائی کہ براہین احمدیہ میں صداقت اسلام کے تین سو دلائل لکھے گا۔ مسلمانوں نے مرزا غلام احمد کی بات پر اعتماد کرکے اپنی اپنی رقم پیشگی بھیج دی۔ جب براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے سامنے آئے اور لوگوں نے اسکا مطالعہ شروع کیا تو اس میں مرزا غلام احمد کا یہ بیان پڑھا کہ

(۱) ہم نے صدہا طرح کا فتور دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت

آفتاب سے بھی زیادہ روشن دکھلایا گیا (براہین احمدیہ ص ۶۲)

(۲) پھر مرزا غلام احمد کا لکھا یہ بیان دیکھئے

ہم نے کتاب براہین احمدیہ جو تین سو براہین قطعیہ عقلیہ پر مشتمل ہے بغرض اثبات حقانیت قرآن جس سے یہ لوگ بگمان نخوت منہ پھیر رہے ہیں تالیف کیا ہے (ایضا ص ۶۶)

(۳) مرزا غلام احمد بے شرمی کی انتہا کرتے ہوئے لکھا

جس کتاب کے ذریعہ سے تین سو دلائل عقلی حقیت قرآن پر شائع ہو گئیں (براہین ایضا ص ۶۷)

مرزا غلام احمد کی ڈھٹائی دیکھیں

یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے (ایضا ص ۱۲۹)

مرزا غلام احمد نے مذکورہ بیانات میں یہ دعوی کیا ہے کہ اس نے اسلام کی حقانیت کے متعلق جو تین سو دلائل لکھنے کا وعدہ کیا تھا وہ سب کے سب دلائل اس نے لکھ لئے ہیں اور اسی کتاب میں موجود ہیں۔ جن لوگوں نے مرزا غلام احمد کی براہین احمدیہ دیکھی ہے وہ جانتے ہیں کہ اس میں اسلام کی باتیں کم اور اپنی بات زیادہ ہے یہ کتاب اسکے فضول دعووں اور لایعنی الہامات سے پر ہے۔ مرزا غلام احمد کا یہ دعوی سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہے۔ ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔ مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے اپنے باپ کا جھوٹ کس طرح ظاہر کیا ہے اسے دیکھئے:

تین سو دلائل جو آپ نے لکھے تھے ان میں سے مطبوعہ براہین احمدیہ میں صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی ہے اور وہ بھی نامکمل طور پر (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۰۲)

مرزا غلام احمد نے کہا کہ وہ تین سو دلائل لکھ چکا اسکا بیٹا کہتا ہے کہ ایک ہی لکھی وہ بھی نا تمام۔ مرزا غلام احمد کے جھوٹ پر اسکے اپنے بیٹے کی شہادت موجود ہے رہی ان دونوں کی یہ بات کہ مرزا

صاحب نے تین سو دلائل لکھے تھے جنکی پچاس قیمت بھی انہیں مل چکی تھی ان میں سے ۲۹۹ دلائل کہاں ہیں؟ اگر وہ دلائل لکھے تھے تو قادیان کے کس حجرہ میں ابھی تک پڑے سڑ رہے ہیں اور اگر لکھے ہی نہ تھے تو یہ دونوں باپ بیٹے جھوٹ کیوں بول رہے ہیں کہ تین سو دلائل لکھے گئے ہیں۔ بہر صورت مرزا غلام احمد کا جھوٹا ہونا ہر شبہ سے بالا ہے۔

مرزا غلام احمد کے انہی جھوٹ اور فریب کی وجہ سے انکے اپنے اس سے بغاوت پر اتر آئے اور جب وہ اس جھوٹ کی گمراہی میں اترے تو انہیں وہاں اور بھی بہت کچھ دکھائی دیا جو ان سے برداشت نہ ہو سکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کھلے عام مرزا غلام احمد کی بغاوت پر اتر آئے۔ ان میں سے بعض راہ راست پر آگئے اور بعض اپنی راہ سے بھٹک گئے آیئے ہم مرزا غلام احمد کے چند باغی دیکھیں جو کبھی تو مرزا غلام احمد کو ولی اور نبی کہتے نہیں تھکتے تھے اور انکے دفاع وحمایت کو اسلام کی اعلیٰ ترین خدمت سمجھتے تھے اور ممکن وہ وقت آیا کہ انہی لوگوں نے اسے سرعام جھوٹا اور مکار دغاباز اور فریبی بدہ پرست اور حرام خور تک کہا۔ آیئے ہم قادیانی باغیوں کی داستان بغاوت دیکھیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اسلامی غیرت کا مظاہرہ کریں

معلوم ہونا چاہیئے کہ رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ ہو یا مرحوم کا لفظ ہو یہ خدا کی آغوش رحمت میں جانے والوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ان کے لئے خدا کی رحمت پانے کی دعا یا خدا کی رحمت میں جانے کی خبر دی جاتی ہے قادیانی با اتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان کے کفریہ عقائد واضح ہیں علماء اسلام بشمول پاکستان نے ان کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے پر مہر تصدیق ثبت کی ہے مرکز اسلام مکۃ المکرمۃ میں ان کا داخلہ منع ہے اور خود قادیانی رہنماؤں نے بھی اہل اسلام سے اصولوں میں اختلاف ہونے کو تسلیم کیا ہے قادیانیوں کے ہاں کسی مسلمان کا جنازہ پڑھنا درست ہے اور نہ ہی کسی مسلمان کیلئے مرحوم کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی مسلمان کیلئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے جب قادیانی کروڑوں مسلمانوں کو جہنمی لکھتے اور کہتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمانوں سے بالکل الگ تھلگ کہنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے تو مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ قادیانیوں سے اپنے آپ کو دور رکھیں ان سے فاصلہ پر رہیں افسوس کی بات ہے کہ بعض مسلمان صحافی رواداری یا جہالت کی وجہ سے ان قادیانیوں کے ساتھ مرحوم کا لفظ لکھتے ذرہ خیال نہیں کرتے کہ وہ کتنے بڑے جرم کے مرتکب ہیں انہیں اللہ کی پکڑ سے ڈرنا چاہیئے۔۔۔

مرزا غلام احمد کے باغی

مرزا قادیانی کے سچے خادم اور پرانے وفادار اور مخلص دوستوں کی داستان بغاوت

(۱) چراغ دین ساکن جموں کی بغاوت اور دعوی رسالت

مرزا غلام احمد کے ممتاز اصحاب میں سے جموں کشمیر کا ایک معروف شخص چراغ دین ہے جو مرزا صاحب پر دل و جان سے فدا تھا اور اس نے سالہا سال مرزا صاحب کی صحبت حاصل کی اور ان سے باطنی تربیت لیتا رہا مرزا غلام احمد بھی اس سے بہت محبت کرتا تھا اور اسکی قادیانی تبلیغی محنت کو بہت سراہتا تھا۔ اس نے مرزا غلام احمد کے حلقہ اثر کو بڑھانے کیلئے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ اور مرزا صاحب کی جماعت میں اشتہار شائع کئے۔ ۹ فروری ۱۹۰۲ء کے اشتہار میں اس نے لکھا۔

> اس زمانہ میں بھی اپنے ایک خاص بندہ کو جنکا نام نامی و اسم گرامی حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے منصب امامت عطا کر کے مامور و مبعوث فرمایا ہے (تتمہ حقیقت الوحی ص ۹ ۔ ر۔خ۔ ج ۲۲ ص ۴۴۰)

اس نے یہ بھی لکھا :

> عذاب سے بچنے کیلئے امن و پناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں جو اسکے اندر رہے گا یقینا بچ جائے گا (ایضا ص ۴۴۸)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ چراغ دین کو مرزا غلام احمد اور اسکی جماعت سے خاصا لگاؤ تھا قادیانی جماعت چراغ دین کی خدمات کو بھلا نہیں سکتی۔ خود مرزا غلام احمد نے اسکا اعتراف کیا ہے کہ چراغ دین وہ شخص ہے :

جس نے میری تائید میں اشتہار نکالا اور مدت تک یہ معتقد یقین میں رہا (ایضاً ص ۲۱۸ حاشیہ)

اسے مرزا غلام احمد کی صحبت کا اثر کہئے یا کچھ کہ اس نے اندر کی بات دیکھ لی تھی اس نے دعویٰ کر دیا کہ خدا اس سے ہم کلام ہوتا ہے اور خدا نے اسے اپنی نبوت کیلئے چن لیا ہے۔ اسکا خیال تھا کہ جب چراغ بی بی کا بیٹا نبی بن سکتا ہے تو خود چراغ دین پر نبوت کیوں نہیں اتر سکتی۔ اس نے مرزا غلام احمد کی بے ایمانیاں اور اسکی بد زبانیاں اچھی طرح دیکھی اور سنی تھی اور اسکے کفریہ عقائد پر اس پر کھلے تھے۔ چراغ دین نے کہا کہ مرزا غلام احمد مسیحیت کے پردے میں دراصل اسلام کو مٹانے پر تلا ہوا ہے اور ایک نئے دین کو وجود میں لا رہا ہے اس نے مرزا غلام احمد کے بارے میں لکھا:

> یہ نبوت اور رسالت کا مدعی اور مسیحیت کا دعویدار موجود ہے جو کہتا ہے کہ خاتم الانبیاء میں ہوں اور پیشگوئیوں کے مطابق نزول ابن مریم کا مصداق یہی میرا وجود ہے ـــــ اور تیرے حبیب رسول اللہ صلعم کی ہتک کی جارہی ہے اور آنجناب کا منصب نبوت ورسالت چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ ٹھہرا لیا گیا اور ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی گئی یعنی مرزا قادیانی کی نبوت ورسالت پر ایمان لانے کے بغیر کوئی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی مخلص متقی اور ایماندار ہو مسلمان نہیں رہ سکتا

مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی (ر۔خ۔ج ۲۲ ص ۲۱۵) میں چراغ دین کا مذکورہ بیان نقل کیا ہے۔ چراغ دین نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا اس نے خود بھی رسالت کا دعویٰ کر دیا اور مرزا غلام احمد کو کھلے عام دجال لکھا مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

> جموں کا رہنے والا بد قسمت چراغ دین جو پہلے میری جماعت میں داخل تھا اسی وجہ سے ہلاک ہوا اور اسکو شیطانی الہام ہوا کہ وہ رسول ہے اور مرسلین میں سے ہے اور مجھے اس نے دجال ٹھہرایا (حقیقۃ الوحی ص ۸ ر خ ۲۲ ص ۵۰)

چراغ دین کا دعویٰ تھا کہ مرزا غلام احمد مسیح ضرور ہے مگر مسیح دجال ہے اور خدا نے اسے مرزا صاحب کی سرکوبی کیلئے بھیجا ہے اور حضرت عیسیٰ نے اسے خواب میں ایک عصا بھی دیا ہے تاکہ

اس دجال (یعنی مرزا غلام احمد) کو قتل کر کے مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

> چراغ دین نے نہایت درجہ کی شوخی اور تجبر سے میرا نام اس نے دجال رکھا تھا اور اپنی کتاب منارۃ المسیح میں یہ لکھا تھا کہ دجال معہود آنے والا یہی شخص ہے اور نیز لکھا کہ خواب میں حضرت عیسیٰ نے مجھے عصا دیا کہ تا اس دجال کو اس عصا سے قتل کروں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۰ رخ ج ۲۲ ص ۴۴۳)

مرزا غلام احمد کے پاس چراغ دین کے دلائل کا کوئی جواب نہ تھا سوائے اسکے کہ یہ کہدے اسے شیطانی الہام ہوا ہے اور وہ مرتد ہو گیا ہے۔ تاہم قادیانی علماء تسلیم کرتے ہیں کہ اسے مرزا صاحب کے الہاموں میں سے کچھ حصہ ضرور ملا تھا۔ مرزا غلام احمد کے جانشین مرزا بشیر الدین اپنے جماعت کے مبلغین کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے:

> چراغ دین جمونی کے متعلق حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو الہام ہوا تھا کہ نزل بہ الجبیز کہ یہ کتے کی طرح آ بیٹھا تو اسے ٹکڑا ڈال دیا گیا اس میں بتایا کہ یہ الہام کے قابل نہ تھا مگر ہمارے دروازہ پر آ بیٹھا اس لئے اس پر الہام تو نازل کر دیا مگر وہ ایسا ہی تھا جیسے کتے کو ٹکڑا ڈال دیا جاتا ہے (الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۳۰ء ص ۲)

اس میں مرزا بشیر الدین نے اعتراف کیا ہے کہ چراغ دین نے واقعی الہام سے کچھ حصہ پایا ہے۔ مگر پھر بھی مرزا صاحب نے اسے باغی قرار دیکر اپنی جماعت کو اس سے بچنے کی تاکید کر دی مرزا صاحب نے لکھا:

> آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ کیلئے مستعفی نہ ہو جائے ہماری جماعت کو چاہئے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کریں (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۸۳)

چراغ دین کی نبوت کس قسم کی تھی ظلی تھی یا بروزی یہ اس وقت کا موضوع نہیں۔

صرف یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے معتقدین اور خصوصی اصحاب پر جب حقیقت کھلتی ہے تو وہ کس طرح بغاوت پر اتر آتے ہیں اسے دیکھئے اور پھر ان میں سے کچھ کس کس طرح کے گل کھلاتے ہیں اسے پڑھئے تو آپ یہ مانے بغیر نہ رہ سکیں گے کہ مرزا غلام احمد واقعی ان سب کا استاد تھا اور وہ اس باب میں وہ واقعی بہت آگے تھا۔

(۲) بابو الٰہی بخش لاہوری اکاؤنٹنٹ

لاہور کے معروف اکاؤنٹنٹ بابو الٰہی بخش کا نام قادیانیوں کے ہاں غیر معروف نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد کے بعض رسائل اور اشتہارات سے متاثر ہو کر اس نے مرزا صاحب کی بیعت کر لی اور ان کے حلقہ عقیدت میں شامل ہو گئے۔ اور بڑے اخلاص کے ساتھ مرزا غلام احمد کی دعوت کو پھیلانا اپنا فرض جانا۔ مرزا صاحب لاہور آتے تو موصوف ان کی خدمت کرتے نہیں تھکتے وہ اپنے جان و مال کے ساتھ ہر وقت حاضر رہتے تھے مرزا صاحب کہیں باہر جاتے تو یہ بھی موقع پا کر ان کی خدمت میں پہنچ جاتے اور دلی عقیدت و محبت کا کھلا اظہار کرتے ذرا نہیں گھبراتے تھے۔ مرزا صاحب ان کی خدمت اور اخلاص کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

> مدت دراز سے الٰہی بخش مذکور میرے ساتھ تعلق ارادت رکھتا تھا اور بارہا قادیان میں آیا کرتا تھا اور مجھ کو ایک سچا ملہم خدا تعالیٰ کی طرف سے جانتا تھا اور خدمت کرتا تھا بعض دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت نماز کے بعد میں سوتا تھا اور میرے منہ پر چادر تھی تب ایک شخص آیا اور اس نے میرے پاؤں دبانے شروع کر دیئے جب میں نے چادر اٹھا کر دیکھا تو وہی الٰہی بخش تھا۔ غرض یہ ہے کہ اس حد تک اسکا اخلاص پہنچ گیا تھا کہ کسی نوع کی خدمت سے وہ ننگ اور عار نہیں دیکھتا تھا اور نہایت انکسار سے معمولی خدمت گاروں کی طرح اپنے تئیں تصور کرتا تھا اور مالی خدمت میں بھی حتی المقدور اپنے دریغ نہیں کرتا تھا (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۷۹ رخ ج ۲۲ ص ۵۳۳)

مرزا صاحب کے اس خصوصی خادم نے مرزا صاحب کی حرکتوں کو دیکھا تو اسے احساس ہوا

کہ جب مرزا غلام احمد جیسا جھوٹ بولنے والا اور دھوکہ باز نبی ہو سکتا ہے تو میں موسیٰ کیوں نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس نے مرزا غلام احمد کے دعووں کا بر سر عام انکار کر دیا اور اسکی بغاوت کا اعلان کر دیا اور کہا کہ مرزا غلام احمد فرعون ہے جسکی سرکوبی کیلئے موسیٰ آیا ہے مرزا بشیر احمد لکھتا ہے

آخر وہ سخت مخالف ہو گیا اور حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ فرعون قرار دے کر اسکے مقابل پر اپنے آپ کو پیش کیا (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۹۱)

بابو الٰہی بخش نے مرزا غلام احمد کے خلاف عصائے موسیٰ نامی کتاب بھی لکھی اور اسے دجال اور مفتری تک کہا اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ مرزا غلام احمد کو کبھی ایمان نصیب نہیں ہو گا وہ کافر ہی مرے گا اسکی یہ پیشگوئی درست نکلی اور اسے کبھی ایمان نصیب نہ ہو سکا۔ مرزا غلام احمد الٰہی بخش کی بغاوت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

ایک شخص الٰہی بخش نام جو لاہور میں تھا اس زمانہ میں جبکہ میں نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر اس بات کو ظاہر کیا کہ میں مسیح موعود ہوں مجھ سے برگشتہ ہو کر اس بات کا مدعی ہوا کہ میں موسیٰ ہوں ...... پھر اسکو کچھ مدت کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۷۹۔ ر۔ خ۔ ج ۲۲ ص ۵۱۳)

بابو الٰہی بخش نے اپنے الہامات کی رو سے مرزا غلام احمد سے کہا کہ وہ اسکی بیعت کرے مگر مرزا صاحب اسکی بیعت کیلئے تیار نہ ہوئے۔ مرزا صاحب کہتے ہیں:

اسکے (الٰہی بخش کے) مزاج میں اس قدر تیزی ہو گئی کہ گویا وہ اور ہی تھا الٰہی بخش نہ تھا اس نے بیباکی سے الہام سنانے شروع کر دیئے اور وہ ایک چھوٹی سی بیاض میں لکھے ہوئے تھے جو اسکی جیب میں تھی اس نے سنایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ مجھے کہتے ہیں کہ میری بیعت کرو اور میں نے جواب دیا کہ میں نہیں کرتا بلکہ تم میری بیعت کرو اس خواب کی وجہ سے وہ سر سے پیر تک تکبر اور غرور سے بھر گیا اور یہ سمجھا کہ میں ایسا بزرگ ہوں کہ مجھے بیعت کی حاجت نہیں بلکہ انکو میری بیعت کرنی چاہیئے مگر در اصل

یہ شیطانی وسوسہ تھا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۷ ۱۰ رخ ج ۲۲ ص ۵۴۳)

جب مرزا غلام احمد نے الٰہی بخش کی بیعت سے انکار کر دیا اور کہا کہ چونکہ وہ مسیح موعود ہے اسلئے اسکی بیعت کی جائے نہ کہ وہ الٰہی بخش کی بیعت کرے۔ الٰہی بخش نے جواباً کہا کہ مرزا صاحب فرعون ہیں اور میں موسیٰ ہوں مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

بابو الٰہی بخش نے اپنا نام موسیٰ رکھا اور مجھ کو فرعون قرار دیا اور میرے مقابل پر اپنی کتاب کا نام عصائے موسیٰ رکھا گویا دل میں یہ سوچا کہ اس عصا کے ساتھ اس فرعون کو میں ہلاک کروں گا اس نے ایک خط بھی میرے نام ارسال کیا جس میں دھمکی دی گئی اور لکھا کہ خدا نے اس پر ظاہر کیا ہے کہ یہ شخص کاذب ہے اور اس موسیٰ کے ہاتھ سے اسکا استیصال ہوگا (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۷ ۹ رخ ج ۲۲ ص ۵۳۱) یہ شخص کذاب اور دجال ہے اور مفتری ہے (ایضاً ص ۵۸۰)

الٰہی بخش نے مرزا صاحب کے بارے میں اس پر ہونے والا یہ الہام بھی شائع کیا کہ

یہ شخص (مرزا غلام احمد) کافر مرے گا (عصائے موسیٰ ص ۱۵۲) اس مفتری کی ناک پر یا منہ پر ہم آگ کا داغ لگائیں گے (ایضاً ص ۸۳)

مرزا صاحب کے اس بابو الٰہی نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں مرزا صاحب کا سخت تعاقب کیا اور مرزا صاحب کو کاذب اور دجال بتلایا مرزا صاحب کے پاس اسکا کوئی جواب نہ تھا کیونکہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھا رہا تھا۔ جب مرزا صاحب بہت مجبور ہو گئے تو کہا کہ اسے خدا نے الٰہی بخش کے اندر کی بات بتا دی ہے اور اسکی خبر بذریعہ الہام اسے دی ہے۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر مرزا صاحب نے خدا کا یہ الہام سنایا:

یریدون ان یروا طمثك والله یرید ان یریك انعامه الانعامات المتواترة انت منی بمنزلة اولادی (اربعین ن ۴ ص ۱۹ ر۔خ۔ج ۱۷ ص ۴۵۲ حاشیہ)

یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی پر اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر

خدا تجھے اپنی نشانات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں جیتی نسبت بلکہ جیتا ہوا گیا
ہے ایسا بچہ جو معزول الطاف اللہ ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۷ ور خ ج ۲۲ ص ۵۸۱)

اس وقت ہمیں اس سے بحث نہیں کہ مرزا صاحب کیا واقعی ان حالات سے دوچار ہوئے جو الہی حلّی دیکھنے کا مشتی تھا کہنا تو صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب کے اس باغی نے مرزا صاحب کا سارا گند اگل کر رکھ دیا تھا اور بتادیا کہ مرزا صاحب مفتری اور دجال ہیں اور انکا انجام کفر پر ہی ہوگا۔ اور سچی بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد واقعی کذاب اور دجال تھا اور انکا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا اور کفر پر ہی حالت میں انکی موت واقع ہوئی۔ عبرت حاصل کرو اے عقل والو اگر تم کو سمجھ ہے۔

(۴) ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی:

ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالہ کے مشہور و معروف حکیم اور اس علاقے کی جانی پہچانی شخصیت ہیں جب مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو خادم اسلام کی حیثیت سے پیش کیا تو بہت سے لوگ ان کے دام میں آ گئے ان میں ڈاکٹر عبدالحکیم بھی تھے۔ موصوف کی مرزا صاحب سے محبت و عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب مرزا صاحب دعویٰ مسیحیت پر آئے تو بھی انہوں نے بلا چوں و چرا انہیں مسیح موعود مان لیا اور اسکے پرچار میں اپنے آپ کو وقف کرلیا۔ ڈاکٹر صاحب کا ایک رسالہ بھی تھا جس میں مرزا غلام احمد کی تعریف و توصیف کے چرچے ہوتے تھے اور مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننے کو ایمان کا ایک حصہ جانتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ تحریر دیکھیں اور انکی عقیدت کا کچھ اندازہ کریں۔ مرزا غلام احمد کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

مجھے آپ کی طرف سے کوئی لغزش نہیں وہی ایمان ہے کہ آپ مثیل مسیح ہیں مسیح ہیں
مثیل انبیاء ہیں (ذکر الحکیم ص ۴۵)

ڈاکٹر صاحب نے مرزا غلام احمد سے جب بیعت کی تو پھر انکے ہی ہو کے رہ گئے اور بیس سال سے زیادہ عرصہ مرزا صاحب کے ارادت مندوں میں شامل رہے۔ مرزا صاحب نے یہ بات تسلیم کی ہے اس نے لکھا:

پہلے اس (ڈاکٹر عبد الحکیم) نے بیعت کی اور بعد اس بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا (چشمہ معرفت ص ۳۲۲۔ رخ ج ۲۳ ص ۳۴۷)

مرزا صاحب نے جب ازالہ اوہام لکھی تو اس میں بھی ڈاکٹر صاحب کو بڑے ادب و تکریم کے ساتھ یاد کیا۔ مرزا صاحب نے لکھا:

> حبی فی اللہ میاں عبد الحکیم خان جوان صالح ہے علامات رشد و سعادت اسکے چہرہ سے نمایاں ہیں زیرک اور فہیم آدمی ہیں انگریزی زبان میں عمدہ مہارت رکھتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خدمات اسلام اسکے ہاتھ سے پوری کرے گا۔

اسی زمانہ میں ڈاکٹر صاحب نے قرآن کی ایک تفسیر بھی لکھی جو تفسیر القرآن بالقرآن کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ مرزا صاحب اپنے اس مرید خاص سے بہت خوش تھے اور انکی اس خدمت پر اسے خوب شاباش دے رہے تھے۔ مرزا صاحب نے اس تفسیر کے بارے میں جو رائے لکھی ہے اسے بھی پڑھ لیجئے:

> ڈاکٹر صاحب کی تفسیر القرآن بالقرآن ایک بے نظیر تفسیر ہے جس کو ڈاکٹر صاحب نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرمایا ہے نہایت عمدہ شیریں بیان ہے اس میں قرآنی نکات خوب بیان کئے گئے ہیں یہ تفسیر دلوں پر اثر کرنے والی ہے (اخبار بدر قادیان ۹ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

مرزا غلام احمد نے ڈاکٹر صاحب کی قادیانی خدمات سے متاثر ہو کر انہیں اپنے ممتاز اور مخصوص ساتھیوں میں شمار کیا اور اپنے تین سو تیرہ صحاب میں ان کا نام ۱۵۹ پر رقم فرمایا: مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> حدیث شریف میں آیا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اسکے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ ... موجب منشاء حدیث کے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق و صفا رکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں (انجام

آئینہ ص ۱۲ اضمیمہ ۳۳...... ان میں ۱۵۹ نمبر پر ڈاکٹر صاحب کا نام درج ہے)

مرزا غلام احمد کا یہ کہنا جھوٹ ہے کہ امام سعدی کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں انکے تین سو تیرہ اصحاب کے نام ہونگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں ایسا نہیں ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب مرزا صاحب کے خصوصی اصحاب میں سے تھے اور پوری صدق دلی کے ساتھ مرزا صاحب اور انکے مذہب پر فدا تھے اور تحریری طور پر قادیانیت کی تبلیغ کو اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ مرزا غلام احمد کے خلاف اسلام عقائد اور شرافت سے گری حرکتوں کو دیکھنے کے باوجود حکیم صاحب کو راہ حق نہیں مل رہی تھی۔ اس قدر طویل عرصہ گذارنے کے بعد یکایک حق نے دستگیری کی اور اسی وقت مرزا غلام احمد کے دعوی کو جھوٹ مان کر قادیانیت سے توبہ کا کھلا اعلان کر دیا۔ مرزا غلام احمد نے جب ڈاکٹر صاحب کو قبول اسلام کرتے دیکھا تو آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے ڈاکٹر صاحب کے خلاف ایک محاذ کھول دیا اور کہا کہ ہم نے ڈاکٹر صاحب کو اپنی جماعت سے اسلئے خارج کر دیا ہے کہ وہ مدار نجات صرف توحید و قیامت کو ٹھہراتا ہے۔ قادیانی مورخ دوست محمد شاہد لکھتا ہے

ڈاکٹر عبد الحکیم خان پٹیالوی نے جو اپنے عقیدہ کی وجہ سے کہ نجات کا دار و مدار صرف ایمان توحید و قیامت پر ہے جماعت سے خارج کیا گیا (تاریخ احمدیت ج ۳ ص ۱۷۸)

مرزا غلام احمد نے بھی اپنی کتابوں میں یہی تاثر دیا ہے۔

لیجئے ڈاکٹر صاحب صاحب کی زبانی سنئے کہ انہوں نے مرزائیت کیوں ترک کی اور کس لئے وہ قادیانیت سے باہر نکل آئے۔ موصوف نے اپنی تفسیر قرآن میں آیت کریمہ یا عیسی انی متوفیک ورافعک کے تحت مرزا صاحب کے خدوخال پر تبصرہ کرتے ہوئے بہت سی وجوہات لکھی ہیں ہم ان میں سے کچھ درج ذیل کرتے ہیں:

جن مسائل پر مثل عقیدہ مسیحیت و مہدویت و مجددیت مرزا صاحب سے تائب ہوا ہوں وہ مختصر حسب ذیل ہیں

۱۔ تمام مسلمانوں کو جو مرزا صاحب کو نہ مانیں خارج از اسلام اور جہنمی قرار دینا اور انکے ساتھ تعلق رکھنے کو حرام کہنا۔

۲۔ جب اہالیان سیالکوٹ نے ایک تحریک پیش کی کہ لنگر کی آمد و خرچ کے اہتمام کے واسطے ایک کمیٹی مقرر ہونی چاہیے تو آپ (یعنی مرزا صاحب) نے طیش میں آکر جواب دیا کہ میں کسی کا خزانچی ہوں؟

۳۔ یہ (مرزا) ایمان مالک یوم الدین کا معطل کنندہ ہے کیونکہ نجات مرزا غلام احمد کے ماننے پر ہی منحصر ہے غور کرو مساوات جبریہ پر:

خدا کا ماننا+ اعمال صالحہ + مرزا پر ایمان = نجات

خدا کا ماننا+ اعمال صالحہ ـــــــــــ = یعنی ہیچ (نجات نہیں ہوگی)

پس آپ کا کلمہ یہ ہوا لا الہ الا المرزا کیونکہ نجات اللہ کے ماننے اور اعمال صالحہ پر نہیں

بلکہ مرزا کے ماننے پر ہے خدا کا ماننا اور

اعمال صالحہ سب ہیچ ہیں

قرآن حدیث اور تیرہ سو سال اسلام کو مردہ قرار دینا

سید المرسلین اور خلفائے راشدین کی سخت توہین ہے کہ انکے مدفن تو بہشتی مقبرہ نہ بنیں اور غلام احمد کا مدفن بہشتی مقبرہ بن جائے۔

مولویوں کو جو محض اسلام کی خاطر آپ کے خلاف کر رہے ہیں ان کو ولد الحرام خنازیر کو رچشم شیطان حرامزادہ فرعون اوباش لومڑی دجال چوہڑے چمار سور اور بد زندیق قرار دیئے گیا یہ عمل مرزا صاحب کا واجب الاطاعت ہے ہم دن رات لوگوں کو فحش گالیاں نکالا کریں یا قرآن کریم کی اطاعت کریں۔

اس امر میں کیا مرزا صاحب کی متابعت چاہیے یا احکام قرآنی اور ارشادات سید المرسلین کی اطاعت جن میں حج کی بابت سخت تاکید ہے؟ (یعنی مرزا صاحب نے حج نہیں کیا

اسے ہم جمع نہ کریں)۔

اپنی کتابوں کیلئے رقم زکوۃ طلب کرنا اور کتابوں کی قیمت اصل مصارف سے سہ چند اور
چہار چند رکھ کر نفع اپنے صرف میں لانا

ازالہ اوہام میں مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر طنز کیا گیا ہے کہ یہ بھی کچھ پیشگوئی ہے
کہ زلزلے آئیں گے مری پڑے گی لڑائیاں ہونگی قحط پڑیں گے پھر ایسی پیشگوئیوں کو
عظیم الشان بتایا جارہا ہے مسیح علیہ السلام کے معجزات کو مسمریزم کرشمے بتانا

البدر نمبر ۳ ۲۳ جنوری میں شائع کیا کہ ہر ایک بیعت کنندہ پر فرض ہے کہ حسب توفیق
ماہواری یا سہ ماہی لنگر خانہ میں چندہ روانہ کرتا رہے ورنہ ہر تین ماہ کے بعد اسکا نام بیعت
سے خارج ہوگا گیا تمام انبیاء ایسے ہی پیٹ گذار تھے اس حساب سے جو بیچارہ نادار
چندہ نہ دے سکے وہ گویا اسلام سے خارج اور جہنم میں جھونکا جائے گا۔ الخ (تفسیر
القرآن بالقرآن ص ۹۰ ۲ آخری ایڈیشن ماخوذ ہفت روزہ ختم نبوت ۱۹ جولائی ۱۹۸۳ء)

اس سے آپ اندازہ کریں کہ ڈاکٹر صاحب نے قادیانیت کیوں ترک کی اور کیوں مرزا غلام
احمد کے حلقہ اثر سے باہر نکلے؟

یہ صحیح ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان ایک طویل عرصہ تک قادیانیت سے وابستہ رہے اور یہ بھی صحیح ہے
کہ اس عرصہ میں انہوں نے قادیانیت کو بہت قریب سے بھی دیکھا لیکن وہ مرزا صاحب کے اس
قدر معتقد تھے کہ وہ مرزا صاحب کی ہر خلاف شرع قول و عمل کو خدائی حکم جانتے تھے اور حسن
عقیدت کے غلبہ کی وجہ سے انہیں کبھی خیال تک نہ آیا کہ ان حقائق پر بھی غور کریں۔ ڈاکٹر صاحب
لکھتے ہیں

عرصہ پچیس سال تک میرا یہ عقیدہ رہا کہ مسیح علیہ السلام جو رسول تھے فوت ہو چکے
ہیں اور بڑی ارادت کے ساتھ میں مرزا صاحب کا مرید رہا ان کے عیب اور خطاؤں کو
بشری کمزوریوں پر محمول کرتا رہا عالم قرآن اور مرزائی محقق ہونے کی نسبت خالی

دعوے سنتا رہا مگر نہ کبھی قرآنی مشکل ہی انکی طرف سے حل ہوئی نہ کوئی نکتہ معرفت ایسا سنا جو مجھے اپنے طور پر معلوم نہ ہوا ہوتا انکی صحبت میں تزکیہ نفس اور رجوع الی اللہ کی خاص تاثیر دیکھی جو غیبت میں میسر نہ آئی پھر بھی حسن عقیدت کے طور پر قریبا بیس روپے ماہوار سے حتی الامکان انکے لنگر اخبارات اور کتب وغیرہ کی امداد کرتا رہا اردو انگریزی تفاسیر اور تذکرۃ القرآن ہزاروں روپے کے صرف سے انکی تائید میں شائع کرتا رہا حسن عقیدت کے غلبہ نے کبھی کچھ سوچنے نہ دیا..... (مرزائی) جماعت کثیر ہو جانے کی وجہ سے مرزا صاحب کی شخصیت اور کبریائی حد تک بڑھتی گئی اور انکی جماعت میں تمام اسلام پر مرزا پرستی غالب ہو گئی تمام انبیاء کا استہزا ہونے لگا جماعت احمدی میں خاص مرزا کے لنگار کا جوش ایسا غالب ہو گیا کہ تسبیح تقدیس باری تعالی قریب قریب مفقود ہو گئے یا محض برائے نام رسمی طور پر رہ گیا اور سوائے اس ایک مسئلہ (وفات مسیح) کے اور تمام قرآنی تعلیموں کا حج چاجاتا رہا (ایضا)

پھر ڈاکٹر صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کا حقیقی روپ دکھانا اپنا فرض جانا اپنے قادیانی دوستوں کو حقیقت حال بتلائی اور دلائل کے ساتھ بتایا کہ مرزا صاحب دجال ہیں اور حرام طریقے سے دولت جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ خود مرزا صاحب بھی کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے اسے اسی طرح مخاطب کیا ہے:

ڈاکٹر اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام دجال اور شیطان رکھا اور مجھے خائن اور حرامخور اور کذاب ٹھہراتا ہے (حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴ ارخ ۲۲ ص ۱۹۱)

مرزا غلام احمد کو جب پتہ چلا کہ ڈاکٹر صاحب حقیقت سے واقف ہو چکے ہیں اور ان سے بغاوت کا اعلان کر چکے ہیں تو مرزا صاحب نے اپنے مریدوں کو مطمئن کرنے کیلئے اعلان کر دیا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان جاہل اور متکبر انسان ہے اور وہ اب مرتد ہو چکا ہے۔ مرزا صاحب نے لکھا:

ان دنوں میں عبدالحکیم خان نام ایک شخص پٹیالہ کی ریاست میں اسسٹنٹ سرجن ہے جو

پہلے اس سے ہمارے سلسلہ بیعت میں داخل تھا مگر باعث کی ملاقات اور قلت صحبت دینی حقائق سے محض بے خبر اور محروم تھا اور تکبر اور جہل مرکب اور رعونت اور بد ظنی کی مرض میں مبتلا تھا اپنی بد قسمتی سے مرتد ہو کر اس سلسلہ کا دشمن ہو گیا اور جہاں تک اس سے ہو سکا خدا کے نور کو معدوم کرنے کیلئے اپنی جاہلانہ تحریروں میں زہریلی پھونکوں سے کام لے رہا ہے تا اس شمع کو بجھا دے (حقیقۃ الوحی ص ۱۱۲)

مرزا صاحب لکھتے ہیں

اب خود گستاخی سے مرتد ہو کر گالیاں دیتا اور سخت بد زبانی کرتا اور جھوٹی تہمتیں لگاتا ہے (ایضاً ص ۱۲۷)

اسکے بعد مرزا صاحب کی زبان پر ہمیشہ یہ الفاظ آتے رہے

اے میاں عبد الحکیم مرتد (ایضاً ص ۱۳۶)

ایک مرتبہ کسی نے مرزا صاحب سے ڈاکٹر عبد الحکیم خان کی تفسیر کے بارے میں پوچھا جسکی مرزا صاحب بہت تعریف کر چکے تھے اور اسے ایک بے نظیر تفسیر بتا چکے تھے۔ مرزا صاحب کی طرف سے جو جواب ملا اسے ملاحظہ کیجئے اور فیصلہ کیجئے کہ مرزا صاحب مفادات کی خاطر کتنی جلدی اپنا فیصلہ بدل لیتے ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا

ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کا اگر تقویٰ صحیح ہوتا تو وہ کبھی تفسیر لکھنے کا نام نہ لیتا کیونکہ وہ اسکا اہل ہی نہیں تھا اسکی تفسیر میں ذرہ بھی روحانیت نہیں اور نہ ہی ظاہری علم کا کچھ حصہ ہے (اخبار بدر قادیان ۷ جون ۱۹۰۶ء)

مرزا صاحب ابھی تین سال پہلے اسی تفسیر کو بے نظیر تفسیر کہہ چکے تھے اور اسے دلوں پر اثر کرنے والی تفسیروں میں جگہ دے رہے تھے اور تین سال بعد یہ ہی تفسیر نہ ظاہری علم سے کچھ تعلق رکھتی ہے اور نہ اس میں کہیں روحانیت پائی جاتی ہے۔ یہ کیوں؟ اسلئے کہ اب اس میں مرزا صاحب کی تعریف و توصیف نہیں کی گئی۔

مرزا غلام احمد اور ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے درمیان سخت معرکہ رہا۔ مرزا صاحب اسے مرتد اور جاہل کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے رہے اور ڈاکٹر صاحب مرزا صاحب کو دجال کذاب اور حرام خور کہہ کر حقیقت حال بتاتے رہے۔ جب مرزا غلام احمد کے پاس ڈاکٹر صاحب کی بات کا جواب نہ رہا اور وہ اپنے قادیانی مریدوں کو مطمئن نہ کر سکا تو مرزا صاحب نے کہا کہ اسے خدا نے یہ وحی بھیجی ہے

فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱)

مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کی تفصیل کرتے ہوئے لکھا:

یہ پیشگوئی ایک ایسے شخص کے بارہ میں ہے جو مرید بن کر پھر مرتد ہو گیا اور بہت شوخیاں دکھلائیں اور گالیاں دیں اور زبان درازی میں آگے سے آگے بڑھا (ایضا حاشیہ)

اسکے جواب میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے پیشگوئی کی کہ مرزا غلام احمد ۴ اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے پہلے ہلاک ہو جائیں گے۔ مرزا صاحب نے اسکے جواب میں لکھا کہ مجھے خدا نے بذریعہ وحی بتا دیا ہے کہ عبد الحکیم خان میرے سامنے مرے گا اور خدا سچے کی مدد کرے گا اور جھوٹے کو ناکام کرے گا۔ مرزا صاحب کا یہ بیان انکی آخری کتاب میں شائع ہوا ہے آپ بھی اسے ملاحظہ کیجئے۔ مرزا صاحب نے لکھا:

اس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اسکی زندگی میں ہی ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک اسکے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا مگر خدا نے اسکی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اسکو ہلاک کرے گا اور میں اسکے شر سے محفوظ رہوں گا سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اسکی مدد کرے گا (چشمہ معرفت۔ ر۔خ۔ ج ۲۳ ص ۳۳۷)

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سب نے دیکھا کہ مرزا صاحب ۲۴ اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے پہلے (یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کو لاہور میں ہیضہ کی موت مر گئے اور ڈاکٹر صاحب اسکے بعد کئی سال حیات رہے اور پھر فوت ہوئے۔

ہم یہاں مرزا صاحب کی پیشگوئی پر بحث نہیں کر رہے ہیں مرزا غلام احمد کی اہم پیشگوئیوں پر راقم الحروف کی تالیف **اہم پیشگوئیاں اور انکا تجزیہ** ملاحظہ کریں یہ کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شائع کر چکی ہے یہاں بتانا صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب کو جس نے بھی بہت قریب سے دیکھا اور انکی نجی زندگی انکے سامنے آئی تو انہیں یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ مرزا صاحب واقعی کذاب اور دجال ہیں پھر انہوں نے بغاوت کا علم بلند کیا ان باغیوں میں سے کچھ مرزا صاحب سے بھی دو قدم آگے نکلے اور کچھ لوگوں کے توفیق خداوندی شامل ہوئی اور وہ کامیابی سے کنارے آلگے۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

(۴) میر عباس علی لدھیانوی

لدھیانہ کے میر عباس علی کا نام قادیانی علماء کیلئے غیر معروف نہیں ہے۔ موصوف مرزا غلام احمد کے پرانے اور قریبی دوستوں میں سے ہیں اور مرزا غلام احمد کی دعوت پھیلانے میں کبھی پیچھے نہیں رہے۔ انہوں نے مرزا صاحب کی وجہ سے اپنی قوم اور خاندان سے بھی جھگڑا مول لیا تھا غرضیکہ یہ صاحب قادیانیت کے زبردست حامی اور مرزا صاحب کے گراں قدر ساتھی تھے۔ مرزا غلام احمد انہیں کس نظر سے دیکھتا تھا اسے دیکھئے:

> حبی فی اللہ میر عباس علی لدھیانوی یہ میرے وہ اول دوست ہیں جنکے دل میں خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی اور جو سب سے پہلے تکلیف سفر اٹھا کر ابرار اخیار کی سنت پر بقدم تجرید محض للہ قادیان میں میرے ملنے کیلئے آئے وہ یہی بزرگ ہیں میں اس بات کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ بڑے سچے جوشوں کے ساتھ انہوں نے وفاداری دکھلائی اور میرے لئے ہر یک قسم کی تکلیفیں اٹھائیں اور قوم کے منہ سے ہر ایک قسم

کی باتیں سنیں میر صاحب نہایت عمدہ حالات کے آدمی اور اس عاجز سے روحانی تعلق رکھنے والے ہیں اور انکے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کیلئے یہ کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو انکے حق میں الہام ہوا تھا اصلہ ثابت وفرعہا فی السماء۔ (ازالہ اوہام ج ۲ ص ۷۹۰ ر۔خ۔ ج ۳ ص ۵۲۸ ۔ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

مرزا صاحب انکے بارے میں لکھتے ہیں:

اس میں کچھ شک نہیں کہ میر صاحب موصوف عرصہ دس سال تک بڑے اخلاص اور محبت اور ثابت قدمی سے اس عاجز کے مخصوں میں شامل رہے اور خلوص کے جوش کی وجہ سے نہ صرف آپ انہوں نے بیعت کی بلکہ اپنے دوسرے عزیزوں اور رفیقوں کو بھی اس سلسلہ میں داخل کیا اور اس دس سال کے عرصہ میں جس قدر انہوں نے اخلاص اور ارادت سے بھرے ہوئے خط بھیجے ان کا میں اس وقت اندازہ نہیں کر سکتا (مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۲۹۳)

مرزا صاحب کے اس جیسی فی اللہ نے جب مرزا صاحب کو قریب سے دیکھا تو چونک گئے کہ جسے رہبر سمجھ کر سب کچھ انکے حوالے کردیا تھا وہ رہزن نکلا۔ وہ لوگوں کے مال کے ساتھ ساتھ انکے ایمان پر بھی ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ چنانچہ اس نے مرزا غلام احمد سے بغاوت کا اعلان کردیا اور ۱۲ دسمبر ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا کہ مرزا غلام احمد نہ صرف یہ کہ معجزات کا منکر ہے بلکہ مدعی نبوت اور توہین انبیاء کا بھی مرتکب ہے اور عقائد اسلامیہ سے منحرف ہے۔ مرزا غلام احمد کو میر صاحب کیا لکھتے تھے اسے خود مرزا صاحب سے سن لیجئے

(مرزا غلام احمد) نیچری آدمی (ہے کروہ) معجزات کا منکر۔ اور لیلۃ القدر سے انکاری۔ اور نبوت کا مدعی۔ اور انبیاء علیہم السلام کی اہانت کرنے والا۔ اور عقائد اسلامیہ سے پھرنے والا ہے (مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۲۹۸)

پیش نظر رہے کہ یہ اشتہار اس وقت کا ہے جب مرزا صاحب کھلے طور پر دعوی نبوت پر نہیں

آئے تھے ابھی مسیح موعود کا دعویٰ شروع ہو رہا تھا۔ مرزا بشیر الدین کے قول مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں کھل کر دعویٰ نبوت کیا۔ البتہ میر صاحب کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۸۹۱ء میں اندر ہی اندر یہ لاوا پک رہا تھا اور اسکی بدبو میر صاحب کے ناک میں آچکی تھی اور انہوں نے اسی وقت بغاوت کا اعلان کر دیا۔ میر صاحب کی اس بغاوت پر مرزا صاحب کی زبان گنگ ہو گئی۔ دلائل کا جواب انکے پاس نہ تھا البتہ یہ کہہ کر مرزا صاحب نے اپنے مریدوں کو مطمئن کر دیا کہ میر صاحب کو مخالفوں نے بھکا دیا ہے۔ مرزا صاحب نے لکھا

> افسوس کہ وہ (میر صاحب) بعض موسوسین کی وسوسہ اندازی سے سخت لغزش میں آگئے بلکہ جماعت اعداء میں داخل ہو گئے (ایضاح اص ۲۹۸)

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کے قریبی دوست جو اخلاص کے ساتھ دین کی حمایت کیلئے انکے ساتھ لگے تھے جب بھی پوری صورت حال سے واقف ہوئے تو انہوں نے مرزا صاحب کو دغاباز اور جھوٹا سمجھا اور ان سے بغاوت اختیار کر لی۔ ہاں وہ لوگ ضرور انکے ساتھ شامل رہے جنہیں یا تو پوری صورت حال معلوم نہ تھی یا وہ اس کاروبار میں انکے شریک سفر تھے جیسے حکیم نور الدین وغیرہم۔

(۵) حکیم نظیر احسن بہاری

بہار کے معروف حکیم اور اہل علم نظیر احسن صاحب مرزا صاحب کو خادم اسلام سمجھ کر انکے ساتھ لگ گئے اور انکی دعوت کو حق سمجھ کر پھیلاتے رہے۔ اور حسب توفیق مالی خدمت بھی کرتے رہے۔ جب وہ مرزا غلام احمد سے قادیان ملنے آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد کتنے پانی میں ہے اور وہ کس طرح کا مزاج رکھتا ہے۔ انہیں یہ بھی پتہ تھا کہ مرزا صاحب کس طرح لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں اور کس طرح لوگوں کے مال پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ اور انہیں بھی معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ شروع کر دیا ہے

حکیم صاحب جب مرزا صاحب کے اس اندرونی حالات سے واقف ہوئے تو پھر انہوں نے بغاوت کا

اعلان کر دیا اور "مسیح دجال کا سربستہ راز" ؔ ی ایک کتاب لکھی جس میں مرزا صاحب کے بہت سے اندرونی رازوں سے پردہ اٹھایا اور بتایا کہ مرزا صاحب کس خصلت کے آدمی ہیں۔ حکیم صاحب کی مرزا صاحب پر فدائیت اور انکی بغاوت کا حال انکی زبانی اختصاراً ملاحظہ کیجئے جو انہوں نے قسم کھا کر بیان کیا ہے۔

میں حلفاً شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں زمانہ دراز تک مرزا صاحب کے فریب کا نیک نیتی سے دل دلدادہ رہا ہوں اور میں ایک قدیم مزاج شناس ہوں مرزا صاحب کے تمام راز باطنی کا میں محرم راز ہوں اور قادیان کی خوب ہوا کھائے ہوئے ہوں وہ راز اور احوال حضرت جی کا میرے سینہ بے کینہ میں بھرا ہے۔ (مسیح دجال کا سربستہ راز ص ۲)

آگے لکھتے ہیں:

جب مرزا صاحب نے حد سے گذر کر نبوت کے دروازے کو کھٹکھٹانا شروع کیا تو سب سے پہلے منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ لاہور ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ حکیم مولوی مظہر حسین صاحب لدھیانہ سید عباس علی صاحب رئیس۔ صوبیدار میجر سید امیر شاہ صاحب وغیرہم سینکڑوں اہل علم اور واقف کار صحبت دیدہ اشخاص اور انکے بعد اس راقم نے بھی مرزا کے دام تزویر سے علیحدہ ہو کر مرزا صاحب کو ملحد مرتد اسلام سمجھ کر انکے مذہب جدید پر لعنت بھیج کر الحمد للہ علی احسانہ انکے فریب سے نجات پائی یہ وہ لوگ ہیں کہ مرزا صاحب کی ابتدائی حالت ناداری میں ہزاروں ہزار روپیہ حضرت جی کے صرف کیلئے خرچ کرتے رہے (ایضاً ص ۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جن لوگوں نے بھی مرزا صاحب کو قریب سے دیکھا انہیں بغاوت کے سوا کوئی دوسرا راستہ نظر نہ آیا (نا من لعن اللہ) اور ایسے لوگ بغیر کسی تردد کے مرزا صاحب کی بغاوت پر اتر آئے اور علانیہ طور پر مرزا غلام احمد کے باغی بنے۔

ہم نے یہاں مرزا غلام احمد کے صرف پانچ باغیوں کے بغاوت کے حالات لکھے ہیں طوالت کا

خوف مانع نہ ہوتا تو مزید کئی باغی بھی آپ کے سامنے پیش کیے جاتے۔ حکیم احسن صاحب بہاری کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کی بغاوت کرنے والے سینکڑوں کی تعداد میں تھے اور یہ سب اہل علم اور واقف کار تھے۔ جب انہیں حقیقت حال سے واقفیت ہوئی تو انہوں نے بغاوت کا پرچم بلند کرنے میں کوئی تاخیر نہیں کی۔ بعض لوگوں نے تلافی مافات کے طور پر مرزا غلام احمد کا کریکٹر اور اسکی بے ایمانی و دغابازی کو اس طرح بے نقاب کر دیا کہ خود مرزا غلام احمد کو بھی سامنے آنے کی ہمت ہوئی اور نہ ہی کسی قادیانی کو اسکا جواب دینے کی جرات ہوئی۔ تاریخ انکا نام مرزا غلام احمد کے باغی کے طور پر یاد رکھے گی اور آنے والی قادیانیوں کی نسلیں سوچنے پر مجبور ہو جائیں گی انہیں یہ ماننا پڑے گا کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں جھوٹے تھے اور خدا رسول کے باغی تھے۔

قادیانی علماء یہ کہتے نہیں شرماتے کہ مرزا صاحب کے بعض پرانے ساتھی تو انکے ساتھ رہے اور انہوں نے آخر تک مرزا صاحب کا ساتھ دیا تھا لیکن وہ یہ بات کیوں نہیں بتاتے کہ انہوں نے بھی مرزا غلام احمد کے دعوی نبوت کو کیوں نہیں مانا اور آخر تک اسکے کیوں منکر رہے اور پھر مرزا صاحب کے یہی پرانے پچھے دوستوں نے قادیانی مصلح موعود مرزا بشیر الدین سے بغاوت کا کھلا اعلان کیوں کیا؟

مرزا غلام احمد کے پرانے دوستوں کی مرزا صاحب اور انکے جانشین مرزا بشیر الدین سے بغاوت کسے معلوم نہیں۔ مرزا صاحب کے قریبی دوست مولوی محمد علی لاہوری۔ خواجہ کمال الدین اور عبدالرحمن مصری وغیرہم نے اسے مجدد تو مانا لیکن کھل کر مرزا غلام احمد کی نبوت کا انکار کیا اور اس انکار پر باقاعدہ مباحثہ ہوا پھر ان لوگوں نے مرزا بشیر الدین سے بر سر عام بغاوت کی اور باقاعدہ ایک الگ جماعت بنائی اور اس جماعت نے مرزا بشیر الدین کی خلافت کا انکار کیا اور کہا کہ مرزا بشیر الدین کی غیر شریفانہ حرکتوں کی وجہ سے یہ اس لائق نہیں رہا کہ اسے جماعت کی قیادت سونپی جائے۔ مرزا بشیر احمد اعتراف کرتا ہے کہ انکی حکیم نور الدین کی زندگی سامنے پڑی تھی لیکن مرزا بشیر الدین کے خلاف بغاوت ہو رہی تھی۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے

دوسری طرف چند لوگ اس الہام سے بھی زیادہ مجذوب جنہیں مسیح کی لائی ہوئی صداقت اور اس صداقت کی حامل جماعت کو مٹانے کیلئے اس پر حملہ آور ہیں یہ نظارہ نہایت درجہ صبر آزما تھا (سلسلہ احمدیہ ص ۳۲۷ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۹ء) جب ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو نماز کے بعد سب حاضر الوقت احمدی خلافت کے انتخاب کیلئے مسجد میں جمع ہوئے تو منکرین خلافت بھی اس مجمع میں روڑا اٹکانے کی غرض سے موجود تھے (ایضاً ص ۳۳۰)

مرزا بشیر الدین کے حامی اپنے موقف پر اڑے رہے چنانچہ مرزا غلام احمد کے ساتھیوں نے مرزا بشیر الدین سے بغاوت کی اور اپنی راہ الگ نکال لی اس بغاوت میں مولوی محمد علی بھی تھے اور خواجہ کمال الدین بھی۔ مولوی صدر الدین بھی تھے اور ڈاکٹر یعقوب بیگ بھی۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ بھی تھے اور شیخ رحمت اللہ بھی۔ حد تو یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے سمدھی اور مرزا بشیر احمد کے خسر مولوی غلام حسن پشاوری بھی مرزا بشیر الدین کے باغی تھے پھر عبد الرحمٰن مصری بھی بغاوت پر اتر آئے۔ قادیانی بغاوت صرف مرزا بشیر الدین تک محدود نہیں ہے مرزا ناصر کے باغی بھی موجود ہیں اور مرزا طاہر سے بغاوت کرنے والے لوگ بھی کچھ کم اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔ اور اب تو کھل کر مرزا طاہر کی بغاوت کا علم بلند کیا جا چکا ہے اور نہ صرف ربوہ میں بلکہ یورپ میں بھی مرزا طاہر کے باغی اپنا حلقہ وسیع کر چکے ہیں اور ان کے مظالم کی درد بھری داستان ویب سائٹ میں بھی گونج رہی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۱۲) مرزا قادیانی کی ہوس زر

مذہبی بہروپیوں کیلئے ایک مثالی بہروپ

مرزا غلام احمد اور قادیانی شہزادوں کے ہوس زر کے دلچسپ مگر عبرتناک واقعات

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

علم کے شیدائیوں کے دلچسپ واقعات تو آپ نے بارہا پڑھے اور سنے ہونگے لیکن دنیا میں ان بہروپیوں کی بھی کبھی کوئی کمی نہیں رہی جو مذہب کے عنوان پر مال کے طالب بن کر گھروں سے نکلے اور دیکھتے دیکھتے بیشمار آدمیوں کو بے وقوف بنایا اور آخرکار انہیں اپنے خاندان کا ہمیشہ کیلئے غلام بنا گئے ۔ سال کے ہر دور میں ہمیشہ گول رہے ہیں لیکن مذہبی پیشواؤں نے اس کمائی سے خوب فائدہ اٹھایا اور لوگوں کو چکر دینے کی مختلف راہیں تلاش کیں اور پھر اس چکر بازی میں ایسے بھی نکل آئے جو نبوت کے مقدس نام پر لوگوں کی جیبیں صاف کرتے گئے ۔

مسیلمہ کے جانشین گرہ کٹوں سے کم نہیں گرہ کٹ کے لے گئے پیغمبری کے نام سے

آج کی مجلس میں ہم یہ معلوم کریں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاں پیسے کا چکر کس طرح چلا ہے اور پھر خود اس نے اور اسکے گھر والوں نے بے وقوف قادیانیوں کو کس طرح اپنے چکر میں رکھا ہے یہ صرف سچے نبی کی شان ہے کہ زکوۃ و صدقات تک کو اپنے لئے اور اپنے خاندان کیلئے ناجائز قرار دے تا دنیا کو پتہ چل جائے کہ وہ خدا کے حکم پر خدا کے بندوں کو دعوت دیتا ہے اور اسکے دعوی نبوت میں اسکا اپنا کوئی مفاد پوشیدہ نہیں ہے ۔ مرزا غلام احمد نے جب اپنے آپ کو مذہبی پیشوا کے طور پر پیش کیا

اور پھر دعویٰ نبوت کیا تو اسکے پیچھے مال کا چکر کس طرح چلایا اسے دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ دنیا کا اس قدر حریص کیا خدا کا نمائندہ کہلانے کے لائق ہے ؟

ایک نقطے سے فریب کا تکتہ

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد اور پھر اسکے مذہبی رہنماؤں کی علی الاعلان اسلام پر یورش کس سے مخفی نہ ہوگی ان دنوں مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ وہ اسلام کی حمایت اور اسکے دفاع میں براہین احمدیہ لکھے گا اور اسکے پچاس حصے ہونگے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اسکی طباعت پر چونکہ ایک کثیر لاگت آئے گی اسلئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسکے پچاسوں حصوں کی طباعت کیلئے پیشگی رقم اسے بھیج دیں جیسے جیسے جلدیں طبع ہوتی جائیں گی انہیں بھیج دی جائیں گی چنانچہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے مرزا غلام احمد کی اس اپیل پر پچاسوں حصوں کی رقم پہلے سے روانہ کر دی جب مرزا صاحب کے پاس اچھی خاصی رقم جمع ہو گئی تو اس نے لوگوں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اسلام کی خدمت کیلئے رقم پہلے بھیج دی ہے۔ پھر مرزا غلام احمد نے جوں توں کر کے اسکے چار حصے لکھے اس میں بھی اسلام کی حمایت و دفاع کم اور انگریزوں کی تعریف و توصیف زیادہ تھی مرزا غلام احمد کے بیٹے اور سوانح نگار مرزا بشیر احمد اعتراف کرتا ہے کہ

> مرزا غلام احمد نے اپنی اس کتاب میں تین سو دلائل لکھنے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے صرف ایک ہی دلیل لکھی اور وہ بھی نامکمل طور پر (سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۱۲)

اب آپ ہی سوچیں کہ چار جلدوں میں اگر اسلام کی صداقت کی ایک ہی دلیل لکھی ہو اور وہ بھی نامکمل ہو تو پھر اس نے کتاب کے باقی صفحات کس کی تعریف و توصیف میں سیاہ کیے ہونگے ۔ پھر ان صفحات میں سے بعض ایسے بھی تھے جو موٹے موٹے قلم سے لکھے گئے اور چند سطروں میں ہی سارا صفحہ پورا ہو جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد کی اس کتاب کے بارے میں ہندوستان کے معروف رہنما سر سید

احمد خان کہتے ہیں

"اسکی کتابیں نہ دنیا کے کام کی ہیں اور نہ دین کے کام کی"

سر سید خان صاحب کو کیا پتہ تھا کہ مرزا غلام احمد ان صفحات کو نہ اسلام کیلئے لکھ رہا ہے اور نہ اسلام سے اسے کوئی غرض ہے اسکا مقصد صرف یہ ہے کہ موقع کی نزاکت سے مسلمانوں کے جذبات سے خوب فائدہ اٹھایا جائے اور اس عنوان سے جس قدر مال جمع کیا جا سکتا ہے جمع کیا جائے۔

- مرزا غلام احمد اس موعود کتاب کے چار حصے لکھنے کے بعد بالکل خاموش ہو گیا اور یہ کوئی سال دو سال کی بات نہ تھی تقریباً تیئس سال اس نے کوئی گزرش نہ کی اور نہ براہین کی پانچویں جلد طبع ہوئی نہ لوگوں کو چھپا لیس حصوں کی رقم واپس کی۔ اس دوران بہت سے لوگوں نے مطالبہ کیا کہ اگر وہ اپنا وعدہ نباہ نہیں سکتا تو کم از کم انکی رقم انہیں لوٹائی جائے جب رقم کا مطالبہ ہر طرف سے ہونے لگا تو مرزا غلام احمد نے اپنی خاموشی توڑی اور ایک اشتہار شائع کیا کہ میں نے جس وقت اس کتاب کے لکھنے کا اعلان کیا تھا اس وقت میرا مقام اور تھا اور اب میں اس منزل سے بہت آگے نکل چکا ہوں اسلئے اب تم مجھ سے کتاب کا مطالبہ نہ کرو اور نہ ہی رقم کا تقاضا درست ہے۔ مرزا صاحب نے لکھا

> لہذا جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اسکی کوئی اور صورت تھی اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً اور باطناً حضرت رب العالمین ہے (تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۴۷)

- اب مرزا صاحب سے کوئی پوچھے تو کیا پوچھے ساری رقم کا متولی تو خدا ہو چکا ہے اور خدا سے کون پوچھنے جائے کہ براہین احمدیہ کی پانچویں جلد چھپے گی یا نہیں اور اگر چھپے گی تو کب؟ مرزا صاحب نے ایک ہی جھٹکے میں سب کی رقم ہڑپ کر لی

- مرزا غلام احمد کے اس اعلان سے ان لوگوں کے دلوں پر کیا گذری ہوگی جنہوں نے اپنے خون پسینے کی کمائی مرزا غلام احمد کو اس عنوان پر دی تھی کہ وہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے۔ اس دوران بہت سے افراد اس دنیا سے رخصت ہو گئے بہت سوں نے صبر کا دامن تھام لیا تاہم پھر بھی ایسے لوگوں کی

کی نہ تھی جو اپنی رقم کا مطالبہ کرتے رہے مرزا غلام احمد نے ان لوگوں کے جواب میں پھر ایک دوسرا اشتہار شائع کیا اور کہا کہ خدا کی حکمت کو کون جان سکتا ہے اس نے ہی مجھے التوا میں ڈال دیا ہے میں کیا کر سکتا ہوں اب اس میں حرج ہی کیا ہے اور اگر کوئی کہتا ہے کہ تم نے پیشگی رقم کیوں مانگی تھی تو سمجھو کہ ایسا کہنے والے بے وقوف لوگ ہیں یہ کیسے قسم کے انسان ہیں جو اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ یہ سب خدا کا کام ہے میں اس میں کیا کر سکتا ہوں۔ تاہم لوگوں نے اپنا مطالبہ نہ چھوڑا اور کہا کہ ہماری رقم لے کر ہمیں کیسے کہنے والے سے ہم یہ تو پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ اگر تم نے پچاس حصے لکھنے ہی نہ تھے تو پھر ہم سے پچاس حصوں کی قیمت کیوں پیشگی نے لی۔ مرزا غلام احمد مکار اور حرام طریقے سے مال کھانے والا سمجھا گیا یا نہیں اسکے لئے خود اسکی اپنی تحریر دیکھئے وہ اقرار کرتا ہے کہ لوگوں نے اسے کیا سمجھا۔ اس نے لکھا

> ان لوگوں نے زبان درازی اور بدظنی سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا کہ کوئی دقیقہ سخت گوئی کا باقی نہ رکھا اس عاجز کو چور قرار دیا مکار ٹھہرایا مال مردم خور کے مشہور کیا حرام خور کہہ کر نام لیا دغا باز نام رکھا اور اپنے پانچ روپے یا دس روپے کے غم میں وہ سیاپا کیا کہ گویا تمام عمر ان کا لوٹا گیا (تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۳۳)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ لوگوں نے اسے جو کچھ کہا کیا غلط کہا؟ کیا مرزا غلام احمد نے لوگوں کو دغا نہیں دیا کے پیسے نہیں مارے؟ ان سے جھوٹ نہیں کہا؟ مسئلہ پانچ یا دس روپے کا نہیں مرزا غلام احمد کی بددیانتی کا ہے کہ جب مال ہاتھ آ گیا تو اب سب کچھ خدا کے ذمہ لگا دیا کہ مجھ سے نہ پوچھو خدا سے پوچھو۔ تاہم عوام کا اصرار جاری رہا اور ادھر مرزا غلام احمد کی جان پر بن رہی تھی۔

ان دنوں مرزا غلام احمد اپنی کتاب نصرۃ الحق لکھ رہا تھا اس نے سوچا کہ کیوں نہ اس کتاب کا آدھا نام براہین احمدیہ جلد پنجم رکھ لیا جائے تاکہ لوگوں کا منہ تو بند ہو چنانچہ اس نے کتاب نصرۃ الحق کے ص ۵۸ سے کتاب کا نام بدل کر براہین احمدیہ حصہ پنجم رکھ دیا اور اسے پورا کر کے کہا کہ پانچ جلدیں تو میں نے لکھ دی ہیں اور پیشگی لی گئی رقم ہضم کرنے کیلئے یہ مضحکہ خیز دلیل دی کہ

> پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس میں سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس
> کے عدد میں سے صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے پانچ حصوں سے (یہ وعدہ) پورا
> ہو گیا (دیباچہ براہین حصہ پنجم ص ۷)

یعنی پچاس اور پانچ میں کوئی فرق نہیں اگر فرق ہے تو وہ صرف ایک نقطے کا ہے اور نقطہ کی چونکہ کوئی قیمت نہیں ہوتی اسلئے پچاس اور پانچ کو تم بس ایک ہی سمجھو اور کوئی حساب نہ مانگو یہ پانچ نہیں پچاس ہیں اب اگر تم اس سے آگے پوچھنا چاہتے ہو تو پھر خدا سے پوچھو مجھ سے نہیں۔

قارئین اس سے مرزا غلام احمد کی ذہنیت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس قسم کا ذہن رکھتا تھا اس نے دن دھاڑے مسلمانوں کے مال پر ہاتھ ڈالا لوگوں سے پچاس کتابوں کی قیمت لی اور پانچ پر ٹال دیا ۴۵ کتابوں کی رقم واپس نہ لوٹائی اس کے مرنے پر اسکے جانشینوں کی ذمہ داری تھی کہ لوگوں کی امانتیں واپس کریں مگر کسی نے بھی مسلمانوں کی یہ رقم نہ لوٹائی اور نہ دھوکہ بازی ہونے سے بچانے میں کوئی دلچسپی لی ظاہر ہے کہ ان کا مقصد بھی تو یہی تھا باپ نے دھوکہ منڈی لگائی بیٹوں نے اس منڈی میں آڑھت کا کام کیا خوب پیسے کمائے اور قادیانی گروہ کی قیادت کو اپنے ہی خاندان اور گھر میں رکھا اور پھر اس پر خوب داد عیش دیتے رہے۔ مرزا غلام احمد کے قریبی ساتھی اور اسکے خاص مرید ڈاکٹر عبد الحکیم خان پٹیالوی براہین احمدیہ کے بارے میں مرزا غلام احمد اور دیگر قادیانیوں کی عیاری جھوٹی شیخی بد عہدی بد دیانتی اور بے حیائی کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

> جب کافی روپیہ وصول ہو گیا تو تو اس کتاب کی اشاعت بند کر دی اور یہ ظاہر کیا کہ یہ
> کتاب تین سو جزو تک پہنچ چکی ہے جب بہت انتظار کے بعد لوگوں نے تقاضے شروع
> کیے تو ایک عجیب اشتہار شائع کیا جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں

> اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا لغو ہے قرآن بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے ۲۳
> برس میں نازل ہوا پھر اگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین کی
> تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کونسا حرج تھا اگر یہ خیال کیا جائے کہ بطور پیشگی

کوئی خریدار سے روپیہ لیا ہے تو کیا یہ کرنا بھی حق اور حلال ہے.........(زبیدر ۹ اگست ۱۹۰۶ء)

ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کے اس اشتہار کا بڑا فاضلانہ تجزیہ کیا ہے اور اسکے ایک ایک جزء پر بحث کرتے ہوئے دکھایا ہے کہ مرزا غلام احمد کس قدر بددیانت شخص تھا موصوف اس تجزیہ کے بعد مرزا صاحب اور دیگر قادیانی زعماء سے یہ سوال کرتے ہیں کہ

اے دجالو کیا نجات یافتہ ہونے کے یہی دلائل ہیں کیا سچے رسولوں اور اولیاء کی یہی علامات ہیں کیا انہی خوبیوں میں تمام دنیا پر فوق لے جانا اپنے لئے بہشتی ہونے کی دلیل اور دوسروں کے واسطے جہنمی ہونے کی دلیل ہے؟ کیا قبل از وقت یہ شائع کرنا کہ ہم تین سو بے نظیر دلائل سے اسلام کی افضلیت تمام مذاہب پر ثابت کی گئی ہے سراسر جھوٹ اور جھوٹی شیخی نہیں تھا؟ اے دجالو کیا ایسے مکائد سے دنیا کو اپنے جال میں پھنسا لینا اور روپیہ ٹھگ لینا تمہارے الٰہی کارخانہ کی عظیم الشان کامیابی کی دلیل ہے؟؟

موصوف ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ

> جب اس کتاب کا تمام روپیہ پیشگی وصول ہو چکا تو ۲۳ سال تک اسکا نام تک بھی نہ لیا

آپ یہ بھی لکھتے ہیں

> مرزا غلام احمد کی ہر بات یا تو تقولون مالا تفعلون کی مصداق ہے یا یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا کی کہ اوروں سے وصول کرنے کو کہتا ہے کہ صدیق اکبر کی طرح سارا مال دین کے واسطے قربان کرو مگر خود ایک پیسہ بھی دین کے واسطے نہیں نکالتا بلکہ اوروں سے ٹھگتا ہے کہیں براہین کے نام سے ٹھگا کہیں سراج منیر کے نام سے ٹھگا کہیں ملت اشاعت کتب کے نام سے ٹھگا......الخ

آپ یہ بھی لکھتے ہیں

> سراج منیر کی ملت اشاعت کے واسطے چودہ سو روپیہ چندہ وصول کر کے خورد برد کر گیا

چند سال کے بعد سراج منیر شائع ہوا اور آٹھ گنی قیمت پر پھر فروخت کیا گیا ایسا ہی ڈھائی سو روپیہ ہوا چندہ جو کتابوں کے مفت اشاعت کے واسطے مقرر ہوا تھا سالہا سال بلا حساب و کتاب خورد برد ہوتا رہا اور آخر کار اسکا نام لنگر خانہ کا چندہ رکھا گیا (کانا دجال ص ۶)

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد دھوکہ دے کر مسلمانوں کے مال پر ہاتھ صاف کیا کرتا تھا اور ایک ایک نقطہ سے کس کس طرح فریب کے نکتے نکالتا رہتا تھا ...... فاعتبروا یا اولی الابصار

بہشتی مقبرہ میں پیسے کا دھندا

مرزا غلام احمد کا پیٹ براہین احمدیہ کی رقم کھا کر بھر اتنا قذاب جو لوگ اسکے دعوی کو تسلیم کر کے اس کے گرد جمع ہو رہے تھے یہ انہیں اپنے جال میں پھانسنے کا منصوبہ کچھ اس طرح ترتیب دے رہا تھا کہ زیادہ سے زیادہ ان کے مال کا اسکا قبضہ رہے اور پھر وہ کہیں دوسری جگہ جانے کے قابل نہ رہیں محنت مشقت قادیانی عوام کرتے رہیں رات دن ایک کریں اور انکی محنت کی کمائی سے قادیانی خاندان پلتا رہے اور انکی دکانات اور اسکے شہزادے غریب قادیانیوں کی کمائی پر داد عیش دیتے رہیں۔ مرزا غلام احمد زندوں کے مال پر تو نظریں گاڑے ہوئے تھا لیکن مرنے والے قادیانی بھی اسکی پہنچ سے باہر نہ رہنے پائے اس نے قادیانیوں سے کہا کہ

اگر تم مر کر جنت میں جانا چاہتے ہو تو کہیں اور دفن ہونے کی کوشش اور تمنا نہ کرو خدا نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کا بہشتی مقبرہ ایک ایسا قبرستان ہے کہ اس میں جو داخل ہوا وہ جنت میں چلا جائے گا (دیکھئے الاستفتاء عربی ص ۱۵ ر۔ خ۔ ج ۲۲ ص ۶۷۵)

بقول قادیانی روضہ کے یہ وہ مقدس مقام ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک لوگ یہاں دفن ہونے کو ترستے رہے (الفضل قادیان ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

اس پوری انسانیت کو یہ سعادت نہ مل سکی وہ بڑے بدنصیب تھے مگر تم خوش قسمت ہو کہ خدا تعالی نے تمہیں یہ موقع دے رکھا ہے کہ سوائے قادیان کے کہیں اور مت دفن ہونا۔ مرزا غلام احمد کے اس بیان سے تو ان قادیانی بہت خوش تھے کہ خدا تعالی نے ہمیں مفت میں ایک ایسی جگہ دے رکھی جس کے مقدس اور معظم ہونے میں کوئی شبہ نہیں کہ ادھر بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے ادھر سیدھے جنت میں پہنچ گئے۔ بارن قادیانیوں کی خوشی ابھی پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ مرزا غلام احمد کا ایک نیا اعلان شائع ہوا کہ اسے خدا نے وحی کی ہے کہ بہشتی مقبرہ میں سب کو داخل نہیں مل سکتا یہاں تو وہی لوگ دفن ہو سکیں گے جو چند شرائط پورے کریں گے۔ یہ شرائط کیا تھیں؟ کیا نماز روزہ کی پابندی تھی؟ زکوۃ اور حج کو اپنے مقررہ وقت میں ادا کرنے کی پابندی تھی؟ کیا معاملات کی صفائی مطلوب تھی؟ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف دھیان کی شرائط تھیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ مرزا غلام احمد اپنے مریدوں کی تجسس بھری نگاہوں اور ان کی پریشانیوں کو دیکھ دیکھ کر مسکراتا رہا اور پھر اس نے ایک وصیت نامہ مرتب کر دیا اور بتایا کہ اب جو شخص اس وصیت نامہ کے مطابق اپنے مال کا حساب کرے گا وہی بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت پائے گا اور جنت صرف انہی لوگوں کے حصے میں آئے گی جو اپنے مال میں ہمارا حصہ رکھے گا اس نے لکھا

> جو شخص یہ چاہتا ہے بہشتی مقبرہ میں دفن ہو اسے زندگی بھر اپنی آمدنی میں سے دسواں حصہ ہمیں دینا ہوگا اور جس وقت وہ مرے تو ایک وصیت اسکے پاس لکھی ہو کہ متروکہ مال میں سے دسواں حصہ بیت المال (یعنی قادیانی مرکز) میں جائے گا اگر ان میں سے ایک شرط پوری نہ ہوئی تو وہ بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہو سکے گا (
>
> الوصیت ر خ ج ۲۰ ص ۳۲۷)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی مرزا غلام احمد کے اس طرح مال بٹورنے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

مرزا غلام احمد نے جب دیکھا کہ مقبروں کی آمد تمام اسلامی دنیا میں خوب ہے تو فوراً اپنی موت کا اشتہار دے دیا تاکہ اسکی موت کی خبر سے تمام مریدوں میں جوش پیدا ہو جائے اور وہ فوراً اپنا مال و جان اس پر قربان کرنے کیلئے مستعد ہو جائیں اس نے رسالہ الوصیت شائع کیا جس میں ایک بہشتی مقبرہ کا اعلان دیا گیا جو کوئی اسلامی خدمات کیلئے بہشتی مقبرہ کے نام پر اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسواں حصہ وقف کرے گا اس کو اس مقبرہ میں جگہ مل سکے گی اور وہ جنتی ہو جائے گا اسکی تیاری کیلئے اس وقت ہزاروں روپیہ علیحدہ وصول ہو رہا ہے مگر جنتی مقبرہ کی آمد میں سے کوئی اسلامی خدمت نہیں کی جاتی تعلیم الاسلام سکول قادیان جو ایک طرح اسلامی خدمت کر رہا ہے چونکہ مرزائی ذات کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اسلئے آپ کو کس قدر اس کی ہمدردی نہیں کہ اسکی دینی شاخوں کو مہینوں میں ایک دو بار ملاحظہ کر لیا کریں ہاں مینار مقبرہ اور لنگر کے نام پر جو منی آرڈر آتے ہیں انکی وصولیت کیلئے ہر وقت منتظر اور مستعد رہتے ہیں منی آرڈروں کی وصولیت کے واسطے فرصت ہے مگر اسکے حساب و کتاب اور نگرانی کی متعلق فرصت نہیں کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ بہشتی مقبرہ کے نام پر کل آمد کس قدر ہوئی اور اس میں سے اسلامی خدمت پر کس قدر صرف ہوا اور مرزا صاحب کی ذات پر کس قدر؟ آج تک مرزا صاحب کو نذرانوں میں کس قدر وصول ہوا اور کس قدر انکی جائداد کی آمد ہے؟ مرزا صاحب کے نذرانوں اور جائداد اور لنگر کی آمد اور مقبرہ و مینار میں سے کس قدر اسلامی خدمات پر خرچ ہوتا ہے اور کس قدر مرزا صاحب ان مالوں کو اپنے صرف میں لاتے ہیں؟"

مرزا غلام احمد کے اس بیان پر سوال پیدا ہوا کہ ایک شخص اپنی زندگی میں اپنے مال میں سے دسواں حصہ دے رہا اور وصیت بھی آپ کے لکھنے کے مطابق کر دی مگر سوئے اتفاق کہ وہ کسی جگہ جا کر فوت ہو گیا کہ اسکی نعش کا بھی پتہ نہیں چل رہا اب وہ جنت میں کیسے داخل ہو سکے گا کیا اسے بہ

وقت تک جنت میں داخلہ نصیب نہیں ہے گا جب تک اسکی لاش ڈھونڈھ کر یہاں نہ لائی جائے اور اسے قادیان میں دفن نہ کیا جائے؟ مرزا غلام احمد نے جواب میں لکھا کہ فکر کی کوئی ضرورت نہیں وہ جہاں مرا ہے وہیں جنت ہو گی..... بشرطیکہ وہ اپنی رقم دے گیا ہو (دیکھئے الوصیت) یعنی اب جنت قادیان کے مقبرہ سے نقل کر وہیں پہنچ جائے گی جہاں رقم دینے والا مرا ہو گا۔ تاہم یہ سوال اپنی جگہ اب بھی قائم رہا کہ یہ جنت وہاں اپنے پہلے دفن شدہ مردوں کو ساتھ لے کر جائے گی یا وہ قادیانی مردے یہیں رہیں گے اور اب یہ جگہ جنت نہ رہے گی جنت تو وہاں چلی گئی جہاں اسے لاش نہیں مل رہی تھی؟

مرزا غلام احمد کے اس نادر ارشاد پر پھر ایک سوال قائم ہوا کہ اگر ایک شخص مرزا صاحب کے اس اصول کی پوری پابندی کرتا رہا مگر وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا جو متعدی قسم کی ہے جیسے طاعون کوڑھ ہرص ایڈز وغیرہ تو کیا اس قسم کی بیماری میں فوت ہونے والے قادیانی بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت پا سکیں گے؟ یہ سوال اپنی جگہ بڑا دقیق اور نازک قسم کا تھا؟ اگر اسکا جواب نفی میں دیا جائے تو ایک بڑی رقم سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اور اگر جواب اثبات میں ہو تو یہ اندیشہ ہے کہ کہیں بہشتی مقبرہ میں مدفون سارے قادیانیوں کو یہ بیماری نہ چمٹ جائے اور انکی جنت خراب نہ ہو جائے۔ اس پر یہ صورت تجویز کی گئی کہ جو شخص طاعون وغیرہ سے فوت ہوا ہو اسکی لاش کم از کم دو سال تک کے لئے کسی اور جگہ پر امانتاً دفن کر دی جائے پھر دو سال کے بعد اسکی لاش نکال کر بہشتی مقبرہ میں دفن کی جا سکتی ہے اور اسے جنت کی ہوا کھلائی جا سکتی ہے تاہم یہ بات طے ہے کہ

> مجذوم یعنی متعدی جسمانی امراض والا مصالح حسب ظاہری قبرستان میں دفن نہ ہو سکے گا (الوصیت ص ۲۷ ۔ اسماعیل ص ۴۹)

اسکا حاصل اسکے سوا اور کیا ہے کہ ایک قادیانی اپنی زندگی بھر قادیانی خاندان کو چندہ دیتا رہا اور مر کر بھی اسکے لئے مال چھوڑ گیا مگر پھر بھی دو سال تک اسے جنت سے دور رہنا پڑے گا دو سال میں انسانی لاش کس انجام سے دوچار ہوتی ہے اور پھر اسے کون لاتا لے جاتا ہے یہ سب عشرہ بعد میں ہوتی رہے گی

مگر رقم پہلے نکالو اور پھر جہاں چاہو جس طرح چاہو مرتے رہو۔

یہاں یہ سوال بھی بڑا دلچسپ ہے کہ ایک قادیانی انتہائی غریب ہے نہ وہ زندگی میں کچھ دے سکتا ہے اور نہ وہ اپنے بعد کیلئے کچھ وصیت کرنے کے قابل ہے لیکن قادیانیت اسکی زندگی ہے اور مرزا غلام احمد سے بڑھ کر اسے اور کوئی محبوب نہیں تو کیا اسے بھی جنتی قبرستان میں دفن ہونے کی سعادت حاصل ہوگی؟ اگر نہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا قادیانی خاندان بھی جنت میں جانے کیلئے یہ شرط پوری کرے گا یا اسے ان شرائط سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے؟ اگر قادیانی خاندان میں سے کوئی متعدی امراض والا فوت ہو جائے تو کیا اسکی لاش بھی دو سال باہر رکھی جائے گی یا اسے فوری طور پر دفن ہونے کی اجازت مل جائے گی؟ مرزا غلام احمد کے سامنے جب اس قسم کے سوالات ابھرے تو اسکے غصہ کی انتہا نہ رہی ہر طرف سے سائل پر لعنت کی گردان ہونے لگی اور نور الحق میں لکھے لعنت کے صفحات کے صفحات اس پر پڑھ دیے گئے بس سائل کو دھکے مار کر باہر نکال دیا گیا اور پورے قادیان والوں کو یہ فتویٰ سنایا گیا کہ

> میری اور میرے آل کی نسبت خدا نے استثنا رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا (الوصیت۔ ر۔ خ ج ۲۰ ص ۳۲۷)

اسکا حاصل یہ ہے کہ قادیانی عوام تو جنت پانے اور جنت میں جانے کیلئے مرزا صاحب کی کڑی مالی شرائط پوری کریں اور اپنی رقوم سے مرزا صاحب کے خزانے بھریں مگر قادیانی خاندان اس اسلامی خدمت سے بری ہوگا وہ تو صرف اس اسلامی خدمت سے فائدہ اٹھانے کیلئے پیدا ہوا ہے اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ اپنے مال میں سے اسلامی خدمات میں حصہ ڈالیں اور اپنی وصیت لکھیں اگر انہیں بھی دوسرے قادیانیوں کی طرح اپنا مال خرچ کرنا پڑے تو پھر یہ کاروبار کس طرح چل سکتا ہے سو کسی بھی قادیانی کو اس قسم کے سوالات کی قطعاً اجازت نہیں مخلص ہے وہ قادیانی جو چپ چاپ مٹی آرام سے دیا کرے اور منافق ہے وہ جو اس قسم کے سوالات کرکے مرزا صاحب کے منہ کا ذائقہ

خراب کرے۔

یہاں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنی زندگی مریدوں کی آمدنی اور مردوں کی جائداد کے دسویں حصہ کی وصولی میں گذاری اور پھر یہ بھی کہتا رہا کہ میں نے تو حضور ﷺ کی شریعت میں کوئی ترمیم نہیں کی یہ دسویں حصے کی وصولی کیا خاص تبدیلی نہیں ہے؟

یہاں یہ عبرت انگیز منظر بھی قادیانیوں کیلئے قابل غور ہو گا کہ مرزا غلام احمد ہیضے میں مرا اسکے خسر میر ناصر قادیانی اس بات کے چشم دید گواہ ہیں (حیات ناصر ص ۱۴) اسکے بیٹے مرزا بشیر احمد نے اسکا اعتراف کیا ہے (دیکھئے سیرت المہدی) اور پھر بھی اسے دو سال کیلئے کسی دوسری جگہ دفن نہ کیا گیا سوچئے کہ مرزا غلام احمد ہیضہ سے مر کر بھی بہشتی مقبرہ میں فوراً دفن ہوا اور ایک عام قادیانی جو پوری زندگی اپنی کمائی دیتا رہے اور اسکے متروکہ مال میں سے بھی دسواں حصہ حاصل کیا جائے وہ کسی بیماری میں فوت ہو جائے تو اسے دفن نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ وہ قادیانی یہاں دفن ہو سکتا ہے جس نے بیشک قادیانی مذہب کی لاکھ خدمت کی ہو مگر قادیانی شہزادوں کی جیبیں نہ بھری ہو۔ کیا وہ قادیانی عوام پھر جہنم میں رہیں گے؟ یا اسکے لئے کوئی درمیانی مقام ہے جہاں انکی یہ بیماریاں دور ہو جائیں گی اور وہ شفایاب ہو کر بہشتی مقبرہ میں آسکیں گے

یہ صرف مرزا غلام احمد کے دور کی بات نہیں اسکے بعد بھی اسکے بیٹوں نے اس قبرستان کو اپنی آمدنی کا بڑا مرکز جانا اور اسے دولت کمانے کا دھندا بنایا جب تک مال نہ ملتا کسی قادیانی کو اجازت نہ ملتی کہ سے یہاں دفن کر سکیں ایک مرتبہ ایک غریب قادیانی کو سہواً یہاں دفن کر دیا گیا مرزا بشیر الدین محمود (قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر کے باپ) نے حکم جاری کر دیا کہ اسکی لاش باہر نکال دی جائے کیونکہ اس نے شرائط پوری نہیں کیں (یعنی پیسہ نہیں دیا) قادیانیوں کے لاہوری گروہ کے جماعتی آرگن میں اس واقعہ پر سخت احتجاج کیا گیا اور اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھا کہ

> ایک ایسے قادیانی کو جس پر بہشتی مقبرہ کی شرائط صادق نہ آتی تھیں غلطی سے ان میں دفن کر دیا گیا اور بعد میں معلوم ہونے پر اسکی نعش اکھاڑ کر پھر دوسرے قبرستان

میں واقع کی گئی (پیغام صلح لاہور ۱۳ اگست ۱۹۲۶ء)
مرزا محمود نے یہ حکم اسلئے دیا تاکہ آئندہ کسی قادیانی کو جرأت نہ ہو کہ وہ اپنا چندہ روک سکے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنے لئے اور اپنے خاندان والوں کیلئے مذہب کے نام پر دولت بنانے اور کمانے کے کتنے عجیب طریقے وضع کر رکھے تھے۔

منارۃ المسیح کے نام پر قادیانی عوام سے مال کا مطالبہ

حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جب نزول ہوگا تو آپ دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارے پر نازل ہونگے اور وہاں سے آپ پھر نیچے اتریں گے مرزا غلام احمد نے جب یہ دعویٰ کیا کہ میں وہی مسیح ہوں جس کی خبر حدیثوں میں دی گئی ہے تو سوال پیدا ہوا کہ آپ کس منارہ پر اترے ہیں؟ مرزا غلام احمد قادیان یا اسکے قرب وجوار کی کسی بھی مسجد کے منارہ پر اترنے کی خبر دے دیتا اور اسے مجازی رنگ میں بنا کر اس پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کر سکتا تھا مگر اس نے سوچا کہ اس طرح کے مواقع بار بار حاصل ہونے سے تو رہے کیوں نہ منارے کے نام پر دولت بنائی جائے جب قادیانیوں کو پتہ چلے گا کہ مسیح کا منارہ بن رہا ہے تو وہ دل کھول کر رقم دینا شروع کر دیں گے اس طرح منارہ تو بہت کم خرچ میں بن جائے گا مگر اس مد میں آنے والی رقم بہت وصول ہوگی۔
چنانچہ اس نے موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اشتہار شائع کیا کہ مسیح کے منارہ کی تعمیر ہو رہی ہے تم مجھے چندہ بھیج دو ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء کا ایک اشتہار ہمارے پیش نظر ہے اشتہار کا عنوان اشتہار چندہ منارۃ المسیح ہے اس اشتہار میں قادیانیوں کو ترغیب دی جا رہی ہے کہ منارہ کیلئے زیادہ سے زیادہ چندہ بھیجیں اور پھر صرف منارہ تک یہ بات محدود نہیں رہی تھی بلکہ اس بات کا بھی چندہ مانگا گیا کہ "منارہ پر چونکہ ایک بڑی لالٹین بھی لگائی ہے کہ جس کی روشنی انسانوں کی آنکھوں کو روشن کرنے کیلئے دور دور تک جائے گی اسلئے اس پر ایک ہزار سو روپیہ یا کچھ زیادہ قیمت مطلوب ہے" علاوہ

نیز یہ "اس منارہ پر ایک بڑا گھنٹہ بھی لگے گا اور اس کیلئے پانچ سو روپیہ" بھی مانگیں مرزا غلام احمد نے مسیح موعود کے منارہ کے نام سے قادیانی عوام کو پھر خوب دوہا مرزا غلام احمد کے سابق ساتھی ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کا کہنا ہے کہ منارہ کے نام پر کئی ہزار سے زیادہ چندہ جمع ہوا اور مرزا صاحب نے وہ سب کا سب ہضم کر لیا۔ موصوف لکھتے ہیں

نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے مگر مرزا نے مدرسہ کا روپیہ سراج منیر کا روپیہ ذخائر سو ا ہو نر مفت اشاعت کا روپیہ اسی طرح منارہ کا روپیہ کا روپیہ غبن کیا (ص ۱۰)

موصوف مرزا غلام احمد کی مطلب پرستی کے عنوان تلے لکھتے ہیں:

احادیث صحیحہ میں تو یہ مذکور ہے کہ مسیح ابن مریم منارہ پر نازل ہوگا جو دمشق کے مشرق میں ہے مگر جب دیکھا کہ ایک منارہ کی تعمیر کی بناء پر خوب خوب روپیہ وصول ہوگا تو فوراً دس ہزار کا تخمینہ تیار کر کے سوالی وسعت مریدوں سے سو سو روپیہ وصول کر لیا متفرق رقومات علیحدہ لیتا رہا یہاں تک کہ دس ہزار سے کئی گنا زیادہ روپیہ وصول ہو گیا اور ظاہر کیا کہ منارہ کی تعمیر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی تصدیق ہوگی حالانکہ یہ کہیں ارشاد نہیں کہ مسیح منارہ تعمیر کرائے گا مگر تعمیر سے چونکہ ہزاروں روپیہ وصول ہوتا تھا جیسے اسکے نقشوں تخمینوں اور چندوں کے واسطے بڑی مستعدی کے ساتھ اخباروں میں اشتہارات دیے الفاظ ابن مریم نزول اور مشرق دمشق سے صاف اعراض کیا اور ان کی رکیک تاویلات کیں پھر جب تک اسکا چندہ وصول نہ ہوا تب تک تیزی اور اشتہارات میں بہت مستعدی دکھائی مگر جب دس ہزار سے بھی کئی گنا روپیہ وصول ہو چکا تو تعمیر بند کر دی (ایضاً ص ۲۹)

یہ صحیح ہے کہ منارہ کے نام پر جمع ہونے والی رقم دس ہزار سے کئی گنا زیادہ تھی مرزا غلام احمد نے بھی نہیں بتایا کہ اسکے پاس اس مد میں کتنی رقم جمع ہوئی ہے تاہم ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے یہ بات کھول دی اور بتایا کہ

"ایسا ہی منارہ کے نام پر تیس ہزار سے زیادہ چندہ جمع ہوا" ۔ (ایضاً ص ۸۴)

ہم اس وقت اس منارہ کی تفصیل میں نہیں اترتے یہاں صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ مرزا غلام احمد کس طرح دولت کا بھوکا تھا اور اس نے اپنے بے وقوف مریدوں کو لوٹنے کے کتنے نئے نئے طریقے سوچ رکھے تھے۔

مفت کتابوں کی اشاعت اور لنگر خانہ کے نام پر دولت لوٹنا

انگریزوں کی ہندوستان آمد پر جہاں سیاسی اکھاڑ پچھاڑ ہوتی رہی وہیں مذہبی معرکے بھی لگتے رہے عیسائی پادری اور ہندو پنڈت اسلام اور اہل اسلام پر دل آزار حملے کر رہے تھے مرزا غلام احمد نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی منصوبہ بندی کی اور کہا کہ ان شریروں کا جواب دینے کیلئے خدا نے مجھے قلم دیا ہے اور میں ان کو قلم کے ذریعہ شکست دوں گا اسلئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس معاملے میں میرا تعاون کریں اور وہ اس طرح کہ اسلام کے بارے میں لکھی جانے والی کتابوں کو شائع کر کے مفت تقسیم کیا جائے اور یہ اسی وقت ہو سکے گا جب اہل خیر و ثروت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں یہ صرف براہین کی اشاعت کی بات نہ تھی یہاں ماہانہ اشاعت کا اعلان تھا اور اسکے لئے ہر ماہ علیحدہ رقم مطلوب تھی جب لوگوں نے اشاعت اسلام میں تعاون و نصرت کی خاطر اپنی محنت کی کمائی ماہانہ بھیجی تو مرزا صاحب اسے بھی ہڑپ کر گئے یہ معاملہ سالہا سال تک ہوتا رہا لوگ سمجھتے کہ مرزا غلام احمد اسلام کی حمایت و اشاعت میں ہماری رقم صرف کر رہا ہے مگر یہاں ایسی کوئی بات نہ تھی جب بات کھلی اور لوگوں نے حسب وعدہ کتاب دیکھنا چاہا تو انہیں مایوسی ہوئی اب مرزا صاحب نے اسکا نام بدل دیا اور کہا گیا کہ چونکہ اب لوگ یہاں آتے ہیں اور قیام کرتے ہیں اسلئے یہ رقم لنگر خانہ پر لگ رہی ہے اور اب تم لنگر خانہ کیلئے چندہ بھیجو مرزا غلام احمد کے سابق مرید ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی لکھتے ہیں

لنگر خانہ کے نام سے چونکہ بڑی آمد ہے جو ہزاروں روپیہ ماہوار کی بجائے ہزاروں

روپیہ ماہوار ہوتی جاتی ہے اسکے جسکی آمد کے متعلق عجیب عجیب طریقوں میں اشتہارات جاری ہوتے رہتے ہیں مگر سارا زور وصولیت پر ہی خرچ ہوتا ہے اسکے انتظام و حساب و کتاب کی طرف کوئی توجہ نہیں یہاں تک کہ جب جماعت سیالکوٹ نے ایک خط میں لنگر کی بد نظمی کی طرف توجہ دلائی اور زیارتی بعض مریدوں نے عرض کی تو جواب دیا کہ کیا میں قوم کا خزانچی ہوں یا کوئی جیابقال ہوں یا کوئی بھٹیارا ہوں (ص ۱۹)

آپ اس سے پہلے یہ لکھ آئے ہیں

"منارہ اور مقبرہ اور لنگر کے نام پر جو منی آرڈر آتے ہیں انکی وصولیت کیلئے ہر وقت منتظر اور مستعد رہتے ہیں انہیں منی آرڈروں کی وصولیت کے واسطے فرصت ہے مگر انکے حساب و کتاب اور نگرانی کی متعلق فرصت نہیں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ۱۹۰۶ء میں لنگر کی آمد کیا ہوئی؟ اس میں سے مہمانوں کی خوراک پر کس قدر روپیہ وصول ہوا اور مرزا صاحب کی ذاتیات پر کس قدر؟"

مرزا غلام احمد کو مختلف روپ دھار نے میں بڑی مہارت تھی اور ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ مرزا غلام احمد واقعی تمام بہروپیوں سے بہت آگے تھا اس نے ملت اشاعت کے نام پر آنے والی دولت کو کس طرح لنگر خانہ کے نام پر کس طرح بدلا اسے ڈاکٹر صاحب سے سنئے آپ لکھتے ہیں

"سراج منیر کی ملت اشاعت کے واسطے چودہ سو روپیہ وصول کر کے خورد برد کر گیا چند سال کی بعد سراج منیر شائع ہوا اور وہ آٹھ آنہ کی قیمت پر فروخت کیا گیا ایسا ہی ڈھائی سو روپیہ ماہوار چندہ جو کتابوں کے ملت اشاعت کے واسطے مقرر ہوا تھا سالہا سال بلا حساب و کتاب خورد برد ہوتا رہا اور آخر کار اسکا نام لنگر خانہ کا چندہ رکھا گیا (ص ۸۳)

اس سے آپ اندازہ کر لیں کہ مرزا غلام احمد کس تیزی سے دولت بنانے میں معروف تھا مسلمانوں کا مال انکے گھر کی رونق بڑھاتا رہا اور انکے شہزادے اس پر عیاشیاں کرتے ذرا نہیں شرماتے ۔

قادیانی عوام کے مال پر مرزا غلام احمد کی بیگمات کے عیش

مرزا غلام احمد کا دعویٰ تھا کہ وہ مامور من اللہ ہے اسکا کہنا تھا کہ وہ لوگوں سے بار بار مال کا مطالبہ اور تقاضا صرف اسلئے کرتا ہے کہ اس سے اسلام کا دفاع کرے گا اور اسلام کی حمایت میں کتابیں لکھ لکھ کر مفت تقسیم کرے گا لیکن قادیانی عوام کو یہ روز بد بھی دیکھنا پڑ رہا تھا کہ مرزا غلام احمد انکی محنت اور خون پسینے کی کمائی سے نہ تو اسلام کی کوئی خدمت کر رہا ہے اور نہ کتابیں مفت تقسیم کر رہا ہے ہاں ان رقوم سے مرزا غلام احمد کی بیوی اور انکی بہوؤں کے زیورات بدل رہے ہیں اور وہ انکے ملبوسات پر داد عیش دے رہی ہیں۔ قادیانی عوام سے کہا جاتا رہا کہ روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کرو مگر قادیانی بیت المال کو بھرنے میں ذرا بھی پس و پیش نہ ہونے پائے اور یہاں اپنا یہ حال تھا کہ جب یہ مال قادیانی بیت المال پہنچتا جھٹ قادیانی بیگمات زیورات بنانے لگ جاتی اب اگر کوئی خاتون یہ دیکھ کر اعتراض کرتی تو اسکا دانہ پانی بند کر دیا جاتا اور اسے ذلیل و رسوا کرنے کی ہر چالیں چلی جاتی تھیں مرزا غلام احمد کا خاص ساتھی خواجہ کمال الدین کہتا ہے۔

پہلے ہم عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء و صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہیئے وہ کم اور خشک کھاتے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہیئے غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے لیکن جب ہماری بیویاں خود قادیان گئیں وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال دیکھا تو واپس آکر ہمارے سر چڑھ گئیں کہ تم بڑے جھوٹے ہو ہم نے خود قادیان جا کر انبیاء و صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اسکا تو عشر عشیر بھی باہر نہیں حالانکہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہوتا ہے اور انکے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کیلئے قومی روپیہ ہوتا ہے لہذا تم جھوٹے ہو جو جھوٹ بول کر عرصہ دراز تک ہم کو دھوکہ دیتے رہے (کشف الاختلاف ص ۱۳ از سرور شاہ قادیانی)

مرزا غلام احمد کے ایک اور سابق مرید اور دوست ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی بھی کہتے ہیں

دوسروں کو تو مرزا کہتا ہے کہ صحابہ نے تمام جان و مال دین کے راستہ میں قربان کر دیا تھا تم بھی کرو مگر خود چندوں اور نذرانوں کے روپیہ سے عیش و تنعم میں زندگی بسر کرتا اور مفرحات و مقویات کھاتا رہتا ہے اپنی اور اپنے بیٹوں کی بیویوں کو زیورات سے لاد دیا اور سسروں اور سالوں اور اولاد کو موٹا بنا رہا ہے خود نہ کبھی اسلامی انجمنوں اور مدرسوں کی امداد کی نہ تعلیم الاسلام سکول قادیان سے ہی اس کو دلچسپی ہے ....

بلکہ دن رات منی آرڈروں کی وصولیت اور چندوں کی ترقی کے سوائے اس کا کوئی مشغلہ نہیں (کانا دجال ص ۱۱)

خواجہ کمال الدین قادیانی عدل کہتا تھا کہ میں اس بات سے خود واقف ہوں کہ کیا کچھ ہوتا ہے اسی طرح اس نے مرزا غلام احمد کے گھر والوں کے زیورات اور کپڑوں کی خریداری کا ذکر کیا ہے (ایضا ص ۱۴)

موصوف کا یہ بیان بھی دیکھئے

"آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کیلئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بلکہ بجائے اس کے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے"

یہاں شخصی خواہشات کا جملہ قابل غور ہے اور اس سے مرزا غلام احمد کے درون خانہ کی پوری تصویر سامنے آجاتی ہے اور یہ اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں رہتا قادیانی عوام کے مالوں پر مرزا غلام احمد کا پورا خاندان کس طرح داد عشرت دینے میں مصروف تھا۔

لدھیانہ کے ایک غریب قادیانی سے جب نہ رہا گیا تو اس نے سب کے سامنے یہ کہا کہ

جماعت مقروض ہو کر اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتی ہے مگر یہاں بیوی صاحبہ کے زیورات اور کپڑے بن جاتے ہیں اور ہوتا ہی کیا ہے

(الفضل قادیان ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء)

جس نے قادیانی مذہب کی تصویر دیکھنی ہو وہ اس بیان کی آخری سطروں میں دیکھ لے۔ مرزا غلام احمد کے ایک اور خاص سابق ساتھی ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی مرزا غلام احمد کو مخاطب کر کے کہتے ہیں

اے دجال کیا یہی نمونہ ہے اسلام ایثار ترک نفس جانفشانی احسان بالخلق اور خدمت دین کا جو آپ نے پیش کیا ہے اور جس کی بناء پر خود راست بازی اور نائب ہونے کے مدعی ہو اور تمام عالم کو جھوٹا کافر اور جہنمی قرار دیتے ہو تین ہزار ماہوار روپیہ سے زیادہ آمد ہے مگر اس سے نہ کوئی اسلامی خدمت ہے نہ کوئی مشن ہے نہ کتب کی اشاعت ہے محض پیٹ کا بھرنا بیویوں کو زیورات سے لاد دینا بیٹوں کی شادیاں کرنا سالوں اور سسروں کو پالنا یہی اسلام اور اخلاص اور ترک نفس ہے؟ شرم شرم شرم اس پر پھر دعویٰ ہے ظهورك ظهوري لولاك لما خلقت الافلاك الله يحمدك العرش سچ ہے دجال کانا ہوگا یہ خدا کانا نہیں۔ (ص ۳)

مرزا نے براہین کا سراج منیر کا ماہوار ملت اشاعت کا منارہ کا روپیہ غبن کیا اور اپنی اور اپنے بیٹوں کی بیویوں کو زیورات سے لاد دیا۔ (ایضاً ص ۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کے زیورات کی فہرست ملاحظہ کیجئے جسے میر محمد پنشنر پوسٹ ماسٹر لاہور نے مرزا غلام احمد کے سرکاری بیان سے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں

کڑے کلاں طلائی قیمتی ۵۰۰ روپیہ۔ کڑے خورد قیمتی ۵۰۰ روپیہ۔ بندے طلائی ۵۰۰ روپیہ۔ کنٹھ طلائی ۲۲۵ روپیہ۔ کڑے کنگن طلائی قیمتی ۲۲۰ روپیہ۔ ڈنڈیاں لسبیاں بالے کنگر والے سب دو عدد کل قیمتی ۱۰۰ روپیہ حسیاں خورد طلائی قیمتی ۳۰۰ روپیہ۔ پونچیاں طلائی بڑی ۳ عدد قیمتی ۱۵۰ روپیہ۔ جو جس ذو مونگے ۳۰ عدد چنتاں کلاں ۳ عدد طلائی قیمتی ۲۰۰ روپیہ۔ چاند طلائی قیمتی ۵۰ روپیہ۔ بالیاں جڑاؤ سات ہیں ۱۵۰ روپیہ۔ نتھ طلائی قیمتی ۳۰ روپیہ۔ زیب جڑاؤ طلائی قیمتی ۷۰ روپیہ۔ میزان قیمت کل تین

ہزار پچیس روپیہ ہے (تردید نبوت قادیانی ص ۸۵ طبع لاہور ۱۹۲۵ء)

(نوٹ) مرزا غلام احمد کے پاس مذکورہ زیورات کی یہ قیمت آج کی نہیں پورے سو سال پہلے کی ہے اس سے آپ اندازہ کیجئے کہ اس مذہبی بہروپئے نے مذہب کے نام پر کس طرح مال وصول کیا تھا۔

سو اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کے نام پر روپیہ بٹورنے کا پروگرام بڑی عیاری سے بنایا ہوا تھا جائز ناجائز حلال و حرام کی ہر قید سے آزاد ہو کر روپیہ وصول کرنا اسکی زندگی کا مقصد بن چکا تھا قادیانی عوام دین کے نام پر اپنی رقم اسے دیتے اور یہ اس رقم کو اپنی بیوی کے زیورات بنانے میں صرف کرتا اور یوں اس مال پر اسکا پورا خاندان عیش کرتا یہی وجہ ہے کہ جو قادیانی برابر چندہ دیتا یہ اس سے خوش اور بہت خوش ہوتے اور جو چندہ نہ دے سکے خواہ وہ اپنی جگہ کتنا ہی مخلص اور شریف کیوں نہ ہو قادیانی سربراہ کے نزدیک وہ اس لائق ہی نہ تھا کہ اسے جماعت میں جگہ مل سکے اس پر طرح طرح لعنت لگائے جاتے تھے مرزا غلام احمد کا ایسے لوگوں کے بارے میں یہ اعلان تھا کہ

اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے (اخبار بدر ۹ جولائی ۱۹۰۳ء)

اگر کسی نے دلی زبان میں کبھی یہ کہہ دیا کہ مرزا غلام احمد اسراف کر رہا ہے تو مرزا غلام احمد اسے اپنے اوپر حملہ قرار دیتا اور برملا کہتا کہ جب خدا کو میرے اس اسراف پر کوئی اعتراض نہیں تو تم کیوں معترض ہو اس نے لکھا

جو مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے مجھے وہ لوگ چندہ دیں جو میرے کاروبار پر ایمان لائیں خواہ سمجھیں یا نہ سمجھیں جب خدا میرے مصارف پر اعتراض نہیں کرتا تو دوسرے کو کیا حق ہے (ملفوظات ج ۷ ص ۳۲۵ ۔ الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء)

مرزا غلام احمد نے اس بیان میں کھلا اعلان کیا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ ایک کاروبار ہے نہ کہ خدائی

کام سے کوئی لگاؤ نہیں یہ صرف دولت بٹورنے اور مال کمانے کا ایک دھندا ہے جو اس نے نبوت کے نام پر شروع کر دیا پھر اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ فضول خرچ بھی تھا لوگوں کی امانتوں میں بے جا تصرف کرنا اسکا کاروبار تھا جب کوئی اس پر اعتراض کرتا تو اسے خدا کا دشمن قرار دے کر اپنی جماعت سے خارج کر دیتا تھا تا کہ اسکے کاروبار پر کوئی حرف نہ آنے پائے

مرزا غلام احمد کے اس کاروبار میں اسکے قریبی ساتھی شامل ہوں یا نہ ہوں تاہم انہیں اسکا علم ضرور تھا مولوی محمد علی لاہوری خواجہ کمال الدین وغیرہم عام کہتے تھے کہ مرزا غلام احمد مالی معاملات میں بد دیانت واقع ہوا ہے اور یہ بات خود مرزا غلام احمد کو معلوم ہو چکی تھی مرزا غلام احمد نے اپنے مرض الوفات کے دنوں میں کہا کہ

خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی وغیرہ مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہوں (حقیقت اختلاف ص ۵۰)

مولوی محمد علی لاہوری لکھتا ہے

لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے .... (مرزا صاحب نے کہا کہ) ان کو اس روپیہ سے کیا تعلق اگر آج میں الگ ہو جاؤں تو سب آمدن بند ہو جائے (ایضا)

پھر یہ بھی پڑھ لیجئے جسے الفضل قادیان نے اس طرح نقل کیا ہے کہ

لوگ اس قدر مصیبت سے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر روپیہ بھجواتے ہیں اور یہاں بیوی صاحبہ (یعنی مرزا کی بیوی) کے زیور بن جاتے ہیں یا قسم قسم کے لباس آتے ہیں اور پھر خرچ اس قدر لاپرواہی اور اسراف سے ہوتا ہے کہ خون کے آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے (الفضل ۱۳ اگست ۱۹۲۲ء)

خواجہ کمال الدین سے بھی سنئے

حضرت صاحب تو خوب عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں یہ تعلیم دیتے

ہیں کہ اپنے خرچ گھٹا کر بھی چندہ دو (حقیقت اختلاف ص ۵۳)

سو مرزا غلام احمد کا اپنے مریدوں سے چندہ لینا اسلام کیلئے نہ تھا بلکہ بیگمات کے زیورات اور انکی خواہشات کی تکمیل کیلئے تھا اور یہ ایسا کاروبار تھا جس سے مرزا غلام احمد کی پانچوں انگلیاں گھی میں تھیں۔

مرزا غلام احمد کے مکان کی توسیع کیلئے چندہ

ایک مرتبہ قادیان کے آس پاس طاعون پھیلی تو مرزا صاحب کا دعوی تھا کہ یہ طاعون انکی دعا کی بدولت آیا ہے اور یہ ان کی نبوت کی تائید کیلئے ہے کہ اب جو مرزا صاحب کو مانیں گے اور مرزا صاحب کے گھر آ جائیں گے وہ بچے رہیں گے اور جو نہ مانیں گے وہ اس طاعون کا شکار ہوں گے مرزا غلام احمد نے اعلان کیا کہ

> چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ نے ان لوگوں کیلئے جو اس گھر کی چاردیواری کے اندر ہونگے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جس میں ہمارا حصہ ہے انکی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا جزو ہو سکتی ہے دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رزاق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے

کوشش کرنی چاہیئے میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے اور نہ عورت کی اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی (کشتی نوح ص ۷۶ ر۔خ۔ج ۱۹ ص ۸۶)

اس سے آپ مرزا غلام احمد کی ذہنیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ دولت پانے کیلئے کس کس طرح کی چالیں چلتا تھا طاعون آیا تو اپنے گھر کو نوح کی کشتی بنا یا اور اب کشتی کو وسیع کرنے کیلئے چندہ کا مطالبہ شروع کر دیا یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کتنے رئیس و غریب قادیانی کے مال مرزا صاحب کی کشتی پر لگے اور اس طرح مرزا صاحب کا مکان وسیع بن گیا۔ مگر مرزا صاحب اپنی مانگی دعا سے حد درجہ خوف میں مبتلا تھے ادھر لوگ آنا چاہتے تھے کہ اب تو مکان بھی وسیع ہو گیا ہے اور طاعون سے بھی نجات ملے گی مگر مرزا صاحب کے خوف کا یہ عالم تھا کہ گھر میں طاعون سے بچنے کیلئے ہر قسم کی تدبیریں اختیار کی جانے لگیں کہ کہیں مرزا صاحب کی دعا خود انکے اپنے گھر ویرانہ بنا دے مگر قادیانی عوام جنہوں نے مکان کی وسعت میں پوری فراخ دلی سے حصہ لیا تھا کیا ان میں سے کسی ایک کو بھی اس گھر میں پناہ لینے کی اجازت ملی تھی اور کیا انہیں اس کشتی میں سوار ہونے کی سعادت نصیب ہوئی؟ یہاں تو مقصود چندہ تھا سو وہ مل گیا اور اپنا مکان بن گیا۔ واقعی مرزا صاحب اپنے اس فن میں بڑے ماہر تھے اور نئے نئے طریقوں سے قادیانیوں کے مال پر ہاتھ صاف کیا کرتے تھے۔

دعا کے لئے ایک لاکھ روپیہ کا مطالبہ

کسی مسلمان کیلئے دعا بڑی برکت کی چیز ہے اور ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لئے دعا کرنی چاہیئے قرآن کریم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ سب مومنوں کیلئے دعا کرتے رہو تم ان سے واقف ہو یا ناواقف لیکن دعا میں پیچھے نہ رہنا چاہیئے حتیٰ کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی کسی بیماری یا کسی پریشانی میں مبتلا ہو اور وہ دعا کے لئے کہے تو اس کے لئے بھی دعا کرنا کوئی جرم نہیں۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ میں دعا

اس وقت کروں گا جب تم مجھے ایک لاکھ روپیہ دو گے تو آپ سمجھ لیجئے کہ یہ نذ ہی بھر دیا ہے اسے مال و دولت کی ہوس و طلب ہے اور یہ اسکا کاروبار ہے اس کو مال سے اس قدر محبت ہے کہ بات بات پر مال کا چکر چلا رہا ہے مرزا غلام احمد کے ایک مرید کے گھر اولاد نرینہ نہ تھی اس نے مرزا غلام احمد سے دعا کیلئے کہا مرزا صاحب نے اس سے پانچ سو روپیہ کا مطالبہ کر دیا ۔ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی لکھتے ہیں

سید امیر علی شاہ صاحب رسالدار میجر سردار بہادر سے پانسو روپیہ پیشگی لے کر دعا کے ذریعہ سے فرزند نرینہ دلانے کا وعدہ کیا جس کی میعاد ۱۵ اگست ۱۸۸۹ء تک تھی مگر نتیجہ کچھ بھی نہیں ہوا (ص ۳۰)

اسی طرح ایک اور شخص کو بھی اولاد نرینہ مطلوب تھی اس نے مرزا غلام احمد سے اسکا ذکر کیا مرزا غلام احمد کا جواب تھا کہ محض رسمی طور پر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا بچے سے دعا نہیں ہوتی

رئیس سے کہو کہ ایک لاکھ روپیہ دے تو ہم پھر دعا کریں گے (سیرۃ المہدی ج ا ص ۲۷۵)

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ مرزا غلام احمد کا خط پڑھ کر اس رئیس پر کیا گذری ہو گی اس نے مرزا صاحب کا یہ مطالبہ پورا کیا یا اولاد نرینہ کی تمناؤں میں لئے دنیا سے رخصت ہو گیا تاہم اس سے مرزا غلام احمد کے دولت کی ہوس اور طلب ضرور واضح ہوتی ہے کہ وہ دولت کمانے کیلئے کس قسم کے کھیل سے لطف لیا کرتا تھا اور رئیس و غریب قادیانیوں کو کس کس طرح اپنے جال میں پھانستا تھا

کانپور کے ایک رئیس ولی محمد قادیانی کا بیٹا سخت بیمار تھا پریشان باپ نے بیمار بیٹے کی دعائے صحت کیلئے مرزا غلام احمد کو خط لکھا مرزا غلام احمد اس کا جواب نہ دیتا تھا اٹاوہ کے ایک رئیس یوسف علی قادیانی نے اسکی یاد دہانی کرائی اور کہا کہ ولی محمد کے بیٹے کو اب تک صحت نہیں ہوئی مرزا غلام احمد نے جواب دیا کہ خدا کی یہ عادت نہیں ہے کہ ہر ایک کی دعا قبول کرے ۔اب اگلے الفاظ ملاحظہ کیجئے ۔

اگر وہ رئیس ایسا ہی بے بدل ہے تو چاہیئے کہ اس سلسلہ کی تائید میں کوئی بھاری نذر مقرر کرے جو اس کی استثنائی حالت کے برابر ہو اور اس سے اطلاع دے اور یاد دلاتا رہے (الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

یہ واقعہ جنوری ۱۹۰۸ء کا ہے یہاں سلسلہ کی تائید سے خود مرزا غلام احمد کی اپنی ذات مراد ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں کوئی قادیانی بیمار ہوتا یا فوت ہوتا یا کسی پریشانی کا شکار ہوتا تو مرزا غلام احمد کی قسمت جاگ اٹھتی اور جب تک اس رئیس یا غریب سے بھاری نذرانہ نہ مل جاتا نہ اس کی جان چھوٹتی نہ اس کے لئے دعا ہوتی نہ اسے قبرستان میں جگہ ملتی تھی نہ وہ مغفرت کے قابل ہوتا مرزا غلام احمد شاید یہ کہہ رہا ہو کہ مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود۔

ہندوؤں سے دولت حاصل کرنے کا انوکھا طریقہ

مرزا غلام احمد نے جب دیکھا کہ خدا کے نام پر اور مذہب کے عنوان پر قادیانی عوام پوری طرح اسکی گرفت میں ہیں اور ان سے مختلف عنوانوں پر برابر رقم مل رہی ہے اور اب یہ اس کے فریبی جال سے باہر نہیں نکل پائیں گے تو پھر اس نے ایک اور منصوبہ تیار کیا کہ اب خدا کے نام پر ہندوؤں سے مال وصول کیا جائے اور ان سے نذرانے کے نام پر بھی اس کاروبار کو ترقی دی جائے۔ مرزا غلام احمد نے اس کے لئے جو راہ تجویز کی اسے دیکھئے اس نے کہا

> ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے اتنے میں ان ہجوم میں سے ایک ہندو بولا " ہے کرشن جی رودر گوپال "
> (تذکرہ ص ۳۹۱)

اب ہندوؤں سے یہ تو نہیں کہا جا سکتا تھا کہ میں تمہارا نبی ہوں اس لئے اب تم مجھ پر ایمان لاؤ اور ان مدات (منارۃ المسیح، بہشتی مقبرہ وغیرہ وغیرہ) میں اپنی اپنی رقم جمع کراتے چلے جاؤ اس کے لئے اس سے اچھی ترکیب اور کیا ہو سکتی تھی کہ پہلے ایک خواب وضع کیا جائے اور خواب بھی ایسا کہ اس میں روپیہ پیسہ دینے کا ضرور تذکرہ ہو اور وہ بھی کسی قرض اور مذہب کے نام پر نہیں صرف نذرانے کے

نام پر تاکہ کسی ہندو کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہمیں تمہارے دین کی اشاعت میں نصرت کی کیا ضرورت ہے۔ مرزا صاحب کا یہ ہندوانہ الہام ۱۹۰۶ء کا ہے ہندوؤں نے مرزا غلام احمد کے اس خواب پر کوئی توجہ نہ دی اس دوران مرزا غلام احمد کی کوشش رہی کہ ہندوؤں سے زیادہ چھیڑ چھاڑ نہ ہو کہ مسئلہ رقم اور نذرانے کا ہے اگر ان سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی تو کہیں نذرانے سے محروم نہ ہو جائیں مرزا غلام احمد نے بتایا کہ اسے خدا نے وحی کی ہے کہ

برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں (تذکرہ ص ۶۲۰)

مرزا غلام احمد نے صرف اسی ایک خواب پر اکتفا نہ کی ہندوؤں کو کہا کہ اسے دو مرتبہ خواب آیا ہے اور دونوں میں ہی نذرانے نظر آرہے ہیں منظور الٰہی قادیانی کا بیان ہے کہ مرزا غلام احمد نے کہا

دو دفعہ ہم نے رویا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے سامنے نذریں رکھتے ہیں (ملفوظات احمدیہ ج ۴ ص ۴۲)

مرزا غلام احمد کے ان بیانات سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ دولت کا کس قدر حریص تھا اس کے خواب میں بھی چھیڑنے دیکھنے کا محاورہ سنا تھا لیکن قادیانیوں کے نبی جاگتے میں ہو یا سونے میں ہر جگہ انہیں ولی ہی مال بنانے کی دھن لگی ہوئی تھی۔

ایک سوال اور اسکا جواب

یہ صحیح ہے مرزا غلام احمد نے جاہل مسلمانوں کو دھوکہ دے کر دل بھرا پھر قادیانی عوام پر طرح طرح کے مالی بوجھ ڈالے اس سے بھی جی نہ بھرا تو ہندوؤں کو اس نام پر ڈسنے کی کوشش کی کیا اس نے کبھی عیسائیوں سے بھی چندہ مانگا تھا؟

﴿ جواب ﴾ ۔ مرزا غلام احمد کو انگریزوں سے چندہ مانگنے کی ضرورت ہی نہ تھی مرزا صاحب بقول خود انگریزوں کے خودکاشتہ تھے ظاہر ہے کہ اس پودے کی آبیاری انگریزوں کی ذمہ داری تھی اور تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے اس ذمہ داری کے نبھانے میں کبھی کوتاہی نہ برتی انکی طرف سے

نذرانے میں کبھی کوئی کوتاہی یا تاخیر ہوتی تو مرزا غلام احمد انگریزوں کے قصیدے شروع کر دیتے اور انہیں بتاتے کہ انکے باپ دادا نے انگریزوں کی حمایت کیلئے کتنی شاندار خدمات انجام دی ہیں اور اس طرح مرزا صاحب کے وارے نیارے ہو جاتے ظاہر ہے کہ جب آمدنی کا ایک مستقل سلسلہ موجود ہو اور اعلیٰ درجہ کا ہو تو پھر کیا ضرورت تھی کہ ان سے کھل کر چندہ مانگا جائے اور کہا جائے کہ تم مر کر جنت میں جانا چاہتے ہو تو اپنی وصیت میں ہمارا حصہ بھی لکھ جاؤ ورنہ تم جنت سے دور رکھے جاؤ گے۔۔ سو مرزا غلام احمد کو انگریزوں سے چندہ مانگنے کی ضرورت اس لئے نہ تھی کہ وہ بغیر مانگے ہی اس کی ہر ضرورت پوری کر رہے تھے۔

مرزا غلام احمد کی ہوس دولت کا ایک اور شرمناک منظر

مرزا غلام احمد کی ہوس دولت کا ہلکا سا نقشہ آپ کو انکے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی میں مل سکتا ہے۔ مرزا صاحب کو جب رقم دینے کا مسئلہ ہوتا تو اس کی کوشش ہوتی کہ کم از کم جائے اور جب لینے کا دورہ پڑتا تو وہ کوشش کرتا کہ زیادہ سے زیادہ اس کو ملے۔ جب وہ بہو لاتا تو اسکا مہر کم سے کم رکھواتا کیونکہ یہ رقم جیب سے جاتی تھی مگر جب اپنی لڑکی کا رشتہ طے کرتا تو اسکا مہر سب سے زیادہ رکھتا کہ اب مال اسکے گھر زیادہ سے زیادہ آئے۔ مرزا غلام احمد نے جب نصرت جہاں سے شادی کی تو اس کا مہر گیارہ سو روپیہ رکھا (سیرت المہدی ج ا ص ۲۳۸) اسی طرح اس نے بہوؤں کیلئے بھی مہر ہزار روپیہ ہی رکھا ہاں جب اپنی لڑکی کے مہر کی بات چلی وہ کتنا مقرر کیا اور کس طرح مقرر ہوا تھا اسے انکے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی سے سنئے۔

> جب ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت صاحب نے نواب محمد علی خان صاحب کے ساتھ کیا تو مہر چھپن ہزار (۵۶۰۰۰) روپیہ مقرر کیا گیا تھا اور حضرت نے مہر نامہ کی باقاعدہ رجسٹری کروا کر اس پر بہت سے لوگوں کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں

اور حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری چھوٹی ہمشیرہ کا مہر پندرہ ہزار مقرر کیا گیا اور یہ مہر نامہ بھی باقاعدہ رجسٹری کرایا گیا لیکن ہم تین بھائیوں میں سے جن کی شادیاں حضرت صاحب کی زندگی میں ہو گئی تھیں کسی کا مہر نامہ تحریر ہو کر رجسٹری نہیں ہوا اور مہر ایک ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔ (سیرت المہدی ج ۲ ص ۵۳)

اس سے آپ مرزا غلام احمد کی ہوس دولت کا کچھ اندازہ کر سکتے ہیں اپنی جانب سے ہزار روپیہ مقرر کیا اور اس پر نہ کوئی قانونی کارروائی کروائی اور نہ لوگوں سے شہادتیں ثبت کروائی کہ دیں یاد رہیں کون پوچھے گا مگر ہاں جب ۵۶ ہزار روپیہ کا مسئلہ آیا تو سب کچھ ضروری ہو گیا تا کہ یہ رقم ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی زندگی اسی دنیا کے بنانے اور کمانے میں گذاری جہاں اور جب بھی کوئی موقع ہاتھ لگا قادیانیوں کے مالوں اور ان کے خون پسینے کی کمائی سے اپنے گھروں کو آراستہ کیا گیا یہ کھیل اس نے جس عیاری سے کھیلا ہے اسکی رو سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ واقعی اس فن کا بڑا ماہر تھا اسکے دور میں مذہبی لٹیروں اور بہروپیوں کی گو کوئی کمی نہ تھی تاہم وہ سب کے سب مل کر بھی اس فن میں مرزا غلام احمد کی گرد کو بھی نہ چھو سکے۔

مرزا محمود احمد کی ہوس دولت کا نقشہ

یہ نہ سمجھئے کہ پیسوں کا یہ کھیل مرزا غلام احمد کی موت پر ختم ہو گیا تھا۔ نہیں۔ مرزا غلام احمد کے بعد اس کھیل کی باگ دوڑ مرزا محمود احمد (مرزا بشیر الدین) نے اپنے ہاتھ میں لی اور اس باب میں اس نے اپنے باپ کی جانشینی کا حق ادا کر دیا اور قادیانی عوام کی نہ صرف یہ کہ خون پسینے کی کمائی اسکے خزانہ میں جمع ہوتی رہی بلکہ اس نے قادیانی بیگمات کی عزتوں اور عصمتوں کو بھی بڑی بے دردی سے لوٹا کیا مرزا بشیر الدین کے دور میں ہونے والے اس مکارانہ کھیل پر ایک ہلکی سی نظر ڈالئے جس سے آپ کو ہمارے اس بیان کی تصدیق ملے گی۔

قادیانی جماعت کے پولیس آفیسر اور جماعت کے آڈیٹر صدر الدین ساکن چک سکندر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات نے ۱۵ مئی ۱۹۵۸ء کو ایک کھلا خط چوہدری ظفر اللہ خان کے نام لکھا اور بعد میں یہ کھلا خط عام شائع بھی ہوا اس میں لے موصوف نے قادیانی گروہ میں اونچی سطح پر ہونے والی مالی خیانتوں کا پردہ کس طرح چاک کیا مرزا غلام احمد کے خاندان کی خواتین کے استاد محمد حسین مرزا (جو بعد میں تائب ہو گئے تھے) نے اپنی کتاب فتنہ انکار ختم نبوت میں اس خط کو نقل کیا ہے موصوف ابتدائی سطروں میں لکھتے ہیں

بطور آڈیٹر اس پر جن لرزہ خیز مالی خیانتوں کاریوں کا پردہ چاک ہوا ان کو اختصار کے ساتھ (صدر الدین نے اپنی چٹھی میں بیان کیا ہے لیکن جس ناپاک تنظیم میں جان اور ایمان پڑا کے پڑ رہے تھے وہاں اپنے ساختہ پرداختہ دین لادین کے پردہ میں جو مال اکٹھا کیا جا رہا تھا اس کو کس طرح کھلے خزانے لوٹا گیا پہلے تو مراسلہ نگار کو اپنے عقیدے سے تائب ہونا پڑا اسکے بعد اس نے دائیں بائیں ہاتھ پاؤں مارے کہ کسی طرح لوٹ کھسوٹ بند ہو اس نے اس وقت کی حکومت کو بھی سیکرٹریٹ کے سامنے بھی اسمبلی ہال کے سامنے بھوک ہڑتال کر کے ربوہ کے درون خانہ کی مالی خورد بردوں کا احتساب کرانے کی سعی بلیغ کی لیکن حکومت نے تعزیری دھمکیوں سے اس کو بے بس کر دیا حالانکہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ سردار عبدالرشید صاحب نے انسداد کا وعدہ فرمایا لیکن وہ مرکزی حکومت کے کسی اشارہ پر شاید کچھ نہ کر سکے اپنی کوششوں کے ضمن میں اس نے چوہدری ظفر اللہ خان کے دل پر دستک دی "شاید کہ اس کے دل میں اتر جائے اسکی بات" لیکن انکار ختم نبوت کے اس متعفن حمام میں کون ننگا نہ تھا جتنا کوئی دینی طور پر بڑا قادیانی سمجھا جاتا تھا اتنا ہی اسکی عریانی ہوشربا تھی چوہدری ظفر اللہ خان مذکور جو خلیفہ (مرزا محمود) کے ساتھ پیرس میں بلیو سینما اکٹھے دیکھنے کا شغل فرماتے رہے وہ ایک دیانت دار پولیس آڈیٹر کے انکشافات سے کیسے متاثر ہو سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لاثانی رفعت کے انکار کی تعزیر میں ان لوگوں کو حسن و قبح رشد و غی میں تمیز کرنے کی صلاحیت سے کاملاً محروم کر دیا تھا چنانچہ اس تحریر کا مکتوب الیہ (ظفر اللہ خان) پر کوئی اثر نہ ہوا..... (فتنہ انکار ختم نبوت ص ۲۰۹ از مرزا محمد حسین)

جناب صدر الدین صاحب نے اپنے مراسلہ کی ابتدائی سطروں میں یہ واضح کیا ہے کہ انہوں نے یہ مراسلہ کیوں لکھا ہے نیز انکا قادیانی جماعت سے کتنا گہرا تعلق رہا ہے! انکا کہنا ہے کہ انہوں نے مرزا محمود کے اس بیان پر کہ "دیانت داری ہمارا اصول ہو اور جماعت کی بہترین خدمت یہ ہے کہ بد دیانتوں کا سراغ لگایا جائے اور قومی بیت المال کو ایسے لوگوں سے صاف کیا جائے" اپنا سب کچھ تج دیا اور اس کیلئے "انتہائی اخلاص اور محنت و جانفشانی سے کام کیا ہے" اور اس امید کے ساتھ کیا ہے کہ مرزا محمود انکی اس خدمت کو تحسین کی نظر سے دیکھیں گے اور جتنے ملزم ہیں ان سب کو قرار واقعی سزا دی جائے گی مگر یہاں تو سب سے بڑا چور مرزا محمود ہی نکلا موصوف لکھتے ہیں:

مگر وائے قسمت کہ بعد کے واقعات نے کچھ اور ہی منظر پیش کئے ہیں یہ ایک طویل لرزہ خیز داستان ہے جسے چند جملوں میں بیان کرنا ممکن نہیں اس سچ بولنے اور خلوص و تقویٰ کی پاداش میں ایک سوچی سمجھی اسکیم کے ماتحت مجھے قتل کرنے کی سازش کی گئی (ایضاً ص ۲۰۱)

موصوف نے اپنی ساری تحقیقات کا خلاصہ بطور شکایت کے چوہدری ظفر اللہ خان کے آگے پیش کر دیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ انکے سوالات کا جوابات تلاش کریں اور اسے قادیانی عوام کے سامنے لائیں موصوف پوچھتے ہیں کہ

☆ ... جماعت کے ریزرو فنڈ کا کل سرمایہ کہاں ہے؟

☆ ... ارکان جماعت کی ذاتی امانتوں میں بلکہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ اور امانت تحریک جدید سے کئی لاکھ روپے کا سرمایہ غائب ہے یہ سرمایہ کہاں ہے؟ کس کے

استعمال میں ہے؟ اور اب تک اس قدر سرمایہ کس کس کے ذریعہ اور کس کس فرد سے ضائع ہوا ہے؟

☆..... جماعت کا کس قدر سرمایہ تجارتی اداروں صنعتوں فیکٹریوں کمپنیوں میں لگایا گیا ہے اور ان میں آج تک کیا ہوا ہے گوشوارہ اب تک کیوں شائع نہیں کیا جاتا؟

صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید سے کتنے لاکھ روپے پرائیوٹ افراد کے پاس قرض ہیں جس کے ذریعہ وہ لوگ اپنی ذاتی تجارت کر کے مالی فوائد حاصل کر رہے ہیں یہ قرض کتنے سال سے ان لوگوں کے پاس ہے اور اسکی واپسی کیوں نہیں ہوتی؟

☆..... صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید یعنی اشاعت اسلام کے دونوں ادارے اور خلیفہ صاحب خود بھی وسیع پیمانے پر احمدیوں سے نفع کے نام پر سودی کاروبار کرتے ہیں حالانکہ اسلامی معیاری طور پر سود کے لین دین کے خلاف ہے

☆..... خلیفہ صاحب ربوہ محمود احمد کے عزیزو اقرباء کے خلاف کس قدر بھاری بھاری رقوم کی ڈگریاں دار القضاء صدر انجمن احمدیہ دے چکی ہے جو بے چارے غریب احمدیوں کی ساری عمر کی پونجی ہے وہ اپنے اخلاص اور عقیدت کے نتیجہ میں بانی سلسلہ کے خاندان کے افراد کی نذر کر چکے ہیں آخر اسکی ادائیگی میں روک کیا ہے اسکے برعکس خلیفہ صاحب نے جن احمدیوں سے اپنا ذاتی روپیہ لینا ہوتا ہے ان کو خارج از جماعت کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے

☆..... خلیفہ صاحب پر جماعت روپیہ کے ناجائز استعمال اور مشکوک ذاتی کیریکٹر کے متواتر الزامات جو بار بار لگائے جا رہے ہیں انکا جواب وضاحت سے کیوں نہیں دیا جاتا جبکہ محمد یوسف ناز صاحب آف کراچی مباہلہ کیلئے مرزا محمود احمد کو بار بار دعوت دے رہے ہیں.. اگر مباہلہ مناسب نہ ہو تو پھر ان الزام لگانے والے اصحاب کے خلاف ملکی عدالت میں ہتک عزت کا دعویٰ کیوں نہیں کیا جاتا الزامات سے برات کے لیے دو

طریقے ہیں اور محض سکوت سے الزام نہ صرف قائم رہتا ہے بلکہ مستحکم ہو جاتا ہے اگر موجودہ خلیفہ کی زندگی میں ان الزامات کی صفائی نہ ہو سکی تو انکی وفات کے بعد جماعت ربوہ مخالفین کے سامنے انکا دفاع کیسے کرے گی اور خصوصاً انکی اولاد کو صفائی پیش کرنا مشکل ہو گی۔

کیا جماعت ربوہ میرے مندرجہ بالا کسی ایک الزام کی تردید کر سکتی ہے اور سب سے آخر میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ میرے علم اور مشاہدہ اور تحقیقات کے نتیجہ سے یہ امر بھی ثابت ہے کہ آپ نے بھی صدر انجمن احمدیہ کی امانت سے مبلغ پچاس ہزار روپیہ سال ۱۹۵۲ء میں وصول کیا ہے جس کو خلیفہ صاحب نے خفیہ رکھنے کی ہدایت کی ہے اور یہ رقم ابھی تک واپس نہیں ہوئی یہ کیوں؟ بدیں وجہ آپ کیلئے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنی پوزیشن پبلک کے سامنے واضح کریں اور صدر انجمن احمدیہ کے موجودہ فنن سے لا تعلقی کا اظہار کریں اور میرے الزامات کی تحقیق کیلئے جماعت کو مجبور کریں ۔۔۔ تاریخ (ایضاً ص ۲۰۸ تا ۲۱۲)

مرزا غلام احمد کے بیٹے اور مرزا طاہر کے باپ مرزا محمود کے متعلق یہ بیانات انکے دشمنوں کے نہیں انکے اپنے لوگوں کے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو قادیانی جماعت کے ہمدرد اور خیر خواہ رہے جنہیں مرزا غلام احمد کا خاندان اپنے خاندان سے بڑھ کر عزیز تھا وہ چھوٹی موٹی باتوں کو عرصہ دراز تک برداشت کرتے رہے کہ کہیں اس سے مرزا صاحب کا خاندان اور انکا مذہب بدنام نہ ہو مگر جب پانی سر سے گذر گیا اور اب انکے گھر کی عزتوں اور عصمتوں پر ہاتھ ڈالا گیا اور انکے مالوں پر داد عیش دینے کا لامتناہی سلسلہ جاری ہوا تو پھر ان سے نہ رہا گیا اور گھر کے بھیدی نے وہ سب راز فاش کر دیئے جسے بیان کرنے کی کبھی اسے جرأت نہ ہوتی تھی۔

قادیانیوں میں ایک اور بزرگ مرزا محمد حسین تھے (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) موصوف مرزا غلام احمد کے خاندان کی خواتین کے استاذ کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیتے تھے اس لحاظ سے

انہیں اندر کی بہت سی باتیں معلوم تھیں انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ مرزا محمود کس طرح قادیانی عوام کے خون (نورا کی عزتوں) سے کھیل رہا ہے اور اس کو اپنا ذاتی بنک بنانے کیلئے کون کون سی چالیں چل چکا ہے انکا کہنا ہے کہ یوں تو مرزا محمود نے جاہل قادیانی عوام سے کہہ رکھا تھا کہ میں خلافت کا سارا کام مفت انجام دے رہا ہوں

"لیکن عملی حالت یہ تھی کہ دونوں ہاتھوں سے سلسلہ کے اموال لوٹ رہے تھے۔ کسی شخص کی ذاتی ضروریات کھانا کپڑا مکان ضروری سفر اور اولاد کی تعلیم کے اخراجات ہوا کرتے ہیں خلیفہ کے کھانے کپڑے کیلئے بارہ ہزار روپے بجٹ میں موجود ہیں اور بجٹ کی پوری پوری رقم یہ وصول فرمالیتے تھے مکانات انجمن نے مہیا کر دیئے تھے پہلے فوری طور پر ربوہ کی رہائش کیلئے عارضی مکان تعمیر کر کے دیا کچھ دن اس میں رہائش رکھی پھر آدھی عارضی رہائش کیلئے دوبارہ مکانات مہیا کر دیئے۔ اب تیسرے مرحلے پر پختہ مکانات بن گئے اور سب انجمن کے خرچ پر ہو رہا ہے

آپ کی بیویاں چار ہی رہتی تھیں اگرچہ ہوش بیوا مرض سے پہلے تعداد میں کمی آگئی تھی لیکن مکان انجمن سے آپ نے پانچ لے رکھے تھے اور انکے ساتھ پائیں باغ ہونے کا "ارشاد" فرمارکھا تھا کہ ربوہ کی مستقر کیلئے جابہ (خوشاب) میں کوٹھی تھی کراچی سیر کیلئے وہاں ایک وسیع کوٹھی بن چکی تھی خلیفہ صاحب کی ضروریات کا یہ سارا بندوبست قوم کے روپیہ سے کیا گیا تھا سفری ضروریات کیلئے بجٹ میں سفر خرچ کے مصارف کیلئے رقم موجود تھی اولاد کی تعلیم کیلئے اتالیق میسر تھے اور اگر یورپ کی تعلیم کی ضرورت ہو تو اسکے لئے قوم کے مخلصین کی جیبوں پر عجیب و غریب ڈھنگوں سے ڈاکہ ڈالا جا سکتا تھا موٹریں انجمن نے لے کر دے رکھی تھی نجی کاموں کیلئے نوکر موجود تھے ڈیوڑھی میں پہرہ دار دن رات مستعد کھڑے رہتے تھے یہ سارا بندوبست قوم ہی کے روپیہ سے تو کیا گیا تھا لیکن ابھی ہمارے خلیفہ صاحب کا کسی رنگ میں بار قوم کے سر پر

نہیں یہ ایسے حیلے اب بھی روز افزوں طریق سے چل رہے ہیں اب تیرہ چودہ کروڑ روپیہ جوبلی کیلئے جمع کر دیا گیا ہے ان حالات میں خلیفہ صاحب کا یہ کہنا کہاں تک درست تھا کہ "یہ مال دین کی خدمت میں صرف ہوتا ہے اور مجھ کو ذاتی طور پر کوئی نفع نہیں پہنچتا" خلیفہ صاحب جس طرح قادیانی قومی مال کو خرد برد کرتے تھے اسکے دفاع میں تین جواب ہماری نظر سے آج تک گذر چکے ہیں۔ پہلا جواب اسکے ماموں اور خسر جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل کے قلم سے تھا جو کہتے تھے کہ خلیفہ صاحب پر لوگ مالیات کے بارے میں جو اعتراض کرتے ہیں (یہ غلط ہے) حالانکہ قرآن مجید میں خدا نے سلیمان علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغير حساب (الفضل ۸ جون ۱۹۳۶ء) دیکھئے کس بے حیائی سے ایک تنگ انسانیت وجود کو حضرت سلیمان علیہ السلام سے مشابہت دی گئی تھی قرآن کی ازلی اور ابدی صداقتوں پر اس طرح حملے اب بھی جاری ہیں موجودہ خلیفہ جو القينا على كرسيه جسدا کا مصداق ہے اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدِ مقابل قرار دیا جارہا ہے۔

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین

دوسرا جواب خلیفہ صاحب خود فرماتے ہیں۔

تمہاری اور میری مثال تو اس شخص کی سی ہے جو کسی گھر میں اپنا مال رکھے جب لینے جائے تو گھر والا شور مچادے چور ہے چور ہے (الفضل ۱۹ مارچ ۱۹۳۹ء الفضل ۳ جنوری ۱۹۲۵ء)

لیکن اے قادیانیو تم جو مال دے رہے ہو یہ در حقیقت میرا ہی ہے تمہارا نہیں اور نہ ہی تم اس بارے میں کوئی سوال کرنے کا حق رکھتے ہو یہ ہے ہی میرا۔ جب چاہوں جہاں چاہوں جس طرح چاہوں خرچ کروں بس تم چپ چاپ اپنی کمائی میرے حوالے کرتے چلے جاؤ ورنہ تمہارا اخراج جماعت سے کر دیا جائے گا دیکھئے چور کس طرح شور مچائے جارہا ہے اور کس طرح ان اعمارے دوسروں کا مال لوٹا

جارہا ہے

تیسرا جواب دیکھئے

"جب یہاں ہمارے عقیدہ کے مطابق خدا تعالیٰ خلیفہ قائم کرتا ہے تو وہ اگر اموال تلف کرتا ہے یا تلف کر دیتا ہے تو وہ خود خدا کے حضور جواب دہ ہے تم اس پر اعتراض نہیں کر سکتے" (ایضاً)

سبحان اللہ اس ملعون جماعت کے نزدیک معاذ اللہ خدا ایسے خلیفہ بنایا کرتا ہے...... یہ خلیفہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ میری بے راہرویوں پر مجھے مت روکو افسوس خلیفہ صاحب مالی استحصال میں کس پست ذہنیت پر اتر آئے تھے............ لوگ یہ سوچنے پر مجبور تھے کہ سائٹھ روپیہ کا یہ وظیفہ خوار تھا جس کے پاس خلافت کے پہلے دن ایک اشتہار چھاپنے کیلئے بھی پیسہ نہ (ہونے کا دعویٰ) تھا آج وہ لاکھوں کا مالک کیسے بن گیا وہ میں یہ دھڑا دھڑ درجنوں کوٹھیاں کہاں سے بن رہی ہیں ڈھیروں ڈھیر افراد خانہ کے ساتھ یورپ وانگلستان کے سفر کس مد سے پر ہوتے رہتے ہیں یہ نئی نئی کمپنیوں میں حصے کہاں سے خریدے جارہے ہیں دنیا سمجھنے لگ گئی ہے اور خوب سمجھنے لگ گئی ہے کہ مرزا محمود کی ساری دولت گھناؤنے فریب سے بنی ہے خلیفہ صاحب ساری عمر جماعت کے روپیہ میں ناجائز تصرف کرتے رہے اور مختلف حیلوں بہانوں سے جماعت کی جیبوں سے روپیہ کھینچا گیا ہم نے تو یہاں پر چند اشارے کیے ہیں اس اجمال کی تفصیلات بڑی لمبی داستان ہے اگر موجودہ خلیفہ (مرزا محمود) کو ان حقائق سے انکار ہے تو وہ غیر جانبدارانہ آڈٹ کمیشن کو قبول کر کے اخلاقی جرأت کا ثبوت دیں حقائق خود بخود منظر عام پر آجائیں گے آڈٹ کے اخراجات اتنے معترضین ادا کرنے کیلئے تیار ہیں ۔

اور تو خرقے میں سب کچھ چھپ جائے گا ے کی بوتل بھی چھپالی جائے گی

غرض لاکھوں روپے بطور خلافت الاؤنس وصول کر کے اور لاکھوں روپے بطور نذرانہ

وصول کر کے اور لاکھوں روپے قرضہ جات کے ذریعہ حاصل کر کے اور لاکھوں روپے بذریعہ جوبلی فنڈ وصول کر کے اور لاکھوں روپے تحریک فروخت اراضی کی پراسرار راہیں اختیار کر کے اور لاکھوں روپے مساجد فنڈ کو استعمال کر کے اور لاکھوں روپے قومی سرمایہ سے نت نئی کمپنیاں کھول کر اور ان میں اپنے بیٹوں اور دامادوں کو بطور ڈائرکٹر خطیر تنخواہیں دلوا کر لاکھوں روپے زکوٰۃ فنڈ کے وصول کر کے یہ قوم کا غمخوار خلیفہ پراسرار ساٹھ روپے ماہوار کا وظیفہ خوار عمر بھر دنیا میں نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کرنے اور اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے نعرے لگاتا رہا اور یہ ساٹھ روپے کا وظیفہ خوار کروڑوں روپے کی منقولہ وغیر منقولہ جائداد کا مالک بن گیا قوم گراہی میں چندے دے دے کر تھک گئی لیکن اس نام نہاد خلافت کی جملہ مزعومہ برکات خلیفہ صاحب خود سمیٹ کر آج اپنی اولاد کو وصیت کر رہے ہیں کہ میں نے تمہارے ساتھ بڑی خیر خواہی کی ہے واقعی ساٹھ روپے کے وظیفہ خوار کا اولاد کیلئے کروڑوں روپے کی جائداد بنانا انکی بھاری خیر خواہی ہے۔(ایضاً ص ۲۲۳)

مرزا محمود احمد نے جب اعلان کیا کہ خلافت جوبلی فنڈ کیلئے قادیانی عوام اپنے مال نچھاور کریں تو قادیانیوں نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا چوہدری ظفر اللہ خان اسکے روح رواں تھے اور وہی قادیانیوں سے رقم جمع کر کے مرزا محمود کے قدموں میں ڈال رہے تھے یہ تین لاکھ سے زائد رقم بن گئی مرزا محمود نے جب دیکھا کہ اس فنڈ میں خاصی رقم جمع ہو گئی ہے تو اس نے اب اس کو چندہ قرار دے کر اپنے بھائی مرزا بشیر احمد کی زبانی یہ فیصلہ سنوادیا کہ میں اسے جس طرح چاہوں گا اس طرح استعمال میں لاؤں گا قادیانی عوام لاکھ چیختے رہ گئے کہ ہم سے یہ رقم کسی اور نام پر لی گئی ہے اور اسے کسی دوسرے عنوان سے استعمال میں لے آنا دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے مگر مرزا غلام احمد جس طرح اپنی بے حیائی پر ڈٹا رہا اور لوگوں کی رقم واپس نہیں کی مرزا محمود نے بھی اپنے باپ کا سا طریقہ اپنایا اور اسکے بھائی نے اسکی پوری پوری تصدیق و تائید کی۔ مرزا بشیر احمد نے معترضین کے

جواب میں جو کچھ لکھا ہے اسے دیکھئے آپ کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی کہ نبوت کے مقدس نام پر یہ لوگ کس طرح اپنے عوام کی جیبیں کترتے رہے ہیں۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے

بعض لوگ دریافت کرتے ہیں کہ خلافت جوبلی کا چندہ کہاں خرچ ہوگا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ رقم جمع کر کے حضرت ..... (مرزا محمود) کے سامنے پیش کی جائے گی اور حضور اس سلسلہ کے مفاد میں جس طرح پسند فرمائیں گے خرچ فرمائیں گے (الفضل ۱۴ جنوری ۱۹۳۹ء)

یہاں سلسلہ سے قادیانی تحریک مراد نہیں کیونکہ یہ رقم قادیانیت اور قادیانی گروہ پر خرچ نہیں کی گئی تھی بلکہ "اسے خلیفہ صاحب کی خدمت میں انکی ذاتی ضروریات کیلئے نذرانہ قرار دے کر کلیۃ انکے تصرف میں یہ ساری رقم دے دی گئی" اور اس طرح اب یہ رقم ایک نئے عنوان سے مرزا محمود کے قدموں میں آگئی اور اگر کسی نے پوچھا بھی تو اسکا جواب یہ تھا کہ تمہیں پوچھنے کا کوئی حق نہیں ہے مجھے خلیفہ خدا نے بنایا ہے وہی مجھ سے پوچھ سکتا ہے کوئی دوسرا اس لائق ہی نہیں کہ مجھ سے پوچھ سکے۔ اس طرح قادیانیت کی تبلیغ کے نام پر قادیانی عوام سے مال بٹورا گیا اور پھر یہ رقم مختلف ناموں اور عنوانوں سے اپنے ذاتی تصرف میں لائی گئی اور اپنے خاندان کو اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے خوب مواقع دئے جاتے رہے۔ قادیانی دجالیات کے استاذ مرزا محمد حسین لکھتے ہیں

خلیفہ نے درجنوں مشترک سرمایہ کی کمپنیوں میں جماعت کا لاکھوں روپیہ پھنسا کر رکھا ہوا ہے اس میں بہت سی حکمتیں ہیں ایک حکمت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب نے انکی کمپنیوں میں کچھ روپیہ اپنے بیٹوں اور دامادوں کے نام سے بھی لگوائے ہیں اور پھر انہیں اس کمپنی میں ڈائریکٹر مینیجنگ ڈائریکٹر اور چیئرمین بھی بنوا دیتے ہیں اور اس طرح نہ صرف قوم کے خرچ پر ٹریننگ دلوانے میں بلکہ سفر اجلاسوں کی شرکت کی بھاری فیسوں اور بعض معلوم اور غیر معلوم طریقوں سے انکی آمد کی سبیلیں پیدا کروائے ہیں اور خلیفہ صاحب کی اپنی اولاد کی آمدنیوں کا بہت بڑا حصہ انہیں کمپنیوں

کے حصص بورا کی ڈائریکٹریاں اور صدارتیں ہیں (ایضاً ص ۲۲۸)

مرزا محمد حسین نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مرزا محمود کس طرح قادیانی قوم کے مال سے کھیلتا رہا اور کن کن عنوانوں سے یہ رقوم اپنے ذاتی استعمال میں لاتا رہا یورپ میں مسجد بنانے کے عنوان سے مرزا محمود نے قادیانی عوام سے چندہ مانگا جب ایک بڑی رقم جمع ہو گئی تو اس کا ایک بڑا حصہ تجارت پر لگا دیا گیا مرزا محمد حسین کا بیان دیکھئے

> خلیفہ نے خانہ خدا کی تعمیر کو بھی استحصال مال کا ذریعہ بنا رکھا تھا مثال کے طور پر اس رو بہ گم کردہ جماعت کی سب سے پہلی مسجد لندن میں بنی معروف مسجد جرمنی کا حال سن لیجئے جہاں کی مسجد کیلئے اب دوبارہ فرسٹ کلاس کے نام سے چندہ مانگا جا رہا ہے لندن کی مسجد کیلئے ایک لاکھ روپیہ جمع ہوا تھا اور ستر ہزار روپیہ لندن کی مسجد کیلئے جمع ہوا تھا (الفضل ۹ نومبر ۱۹۳۶)

یہ بات ضرور پیش نظر رکھنی چاہئے کہ ہزاروں اور لاکھوں کی جو بات ہو رہی ہے وہ آج کی نہیں بلکہ آج سے ساٹھ ستر قبل کی ہے اگر اس رقم کا موازنہ آج کی رقم سے کیا جائے وہ کروڑوں اور اربوں کی رقم بن جائے گی سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس مقصد کیلئے یہ رقم جمع کی گئی تھی کیا یہ رقم اس مقصد میں استعمال ہوئی؟ مرزا محمد حسین اس سوال کا جواب اس طرح دیتے ہیں

> جرمنی میں تو مسجد ہوائی ہی بنی اور لندن کی مسجد کیلئے جو زمین اس وقت خریدی گئی تھی اس پر بہت تھوڑی رقم صرف ہوئی تھی کیونکہ وہی جہاں یہ مسجد ہے مضافات لندن میں واقع ہے اس پر معترضین نے شور مچایا کہ جناب ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ مسجدوں کے نام سے وصول کیا گیا ہے خرید زمین پر تو معمولی رقم صرف ہوئی یہ باقی کا روپیہ کہاں گیا؟ جو اکثر جا اور بے ڈھب سوال تھا سلئے پہلے تو فرمایا کہ
>
> "یہ فتنہ گروں کی فتنہ گریاں ہیں جو جماعت کو پست کرنے کیلئے کی جا رہی ہے" (الفضل ۹ نومبر ۱۹۳۶ء)

لیکن سوال بڑے سے بڑے کا تھا جواب کے بغیر چارہ نہ تھا اسلئے فرمایا کہ

اس میں سے ستر اسی ہزار روپیہ مکان اور فرنیچر وغیرہ کے خریدنے پر صرف ہوا اور ساٹھ ہزار روپیہ سے تجارتی کام چلایا گیا......... تیس ہزار کی یہاں جائداد خریدی گئی ہے (ایضا)

ملاحظہ کیجئے کس طرح مساجد کی تعمیر کیلئے بٹورا ہوا روپیہ فرنیچر کے خریدنے، تجارتی کام چلانے اور قادیان میں جائدادوں کی خرید پر صرف کر دیا گیا جب لوگوں نے اس فنڈ کا حساب پوچھا تو آخر بادل نخواستہ انہیں اقرار کرنا پڑا کہ میں نے اس میں سے روپیہ نکلوا کر تجارت پر لگا دیا ہے یہ جرم بھولوں کی آنکھیں کھولنے والا ہے (ایضا ص ۲۳۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کے استاذ مرزا محمد حسین صاحب نے مرزا محمود کے مالیات پر ناجائز تصرفات پر اچھے خاصے دلائل اکٹھے کیے ہیں انہوں نے جن عنوانوں کے تحت اپنا موقف ثابت کیا ہے اسے دیکھئے

وظیفہ خوار خلیفہ...... سلب و نہب کی ہوشربا داستان...... استحصال کی پردہ دری...... مالیات پر دست درازی...... خلیفہ کے اللے تللے...... میں جانتا ہوں جو وہ کہیں گے جواب میں...... چور ہے چور...... کروڑ پتی خلیفہ...... خلافت جوبلی فنڈ...... لوٹ کھسوٹ کے ہتھکنڈے...... امانت فنڈ میں...... مسجدوں کا روپیہ تجارتوں پر...... (ص ۲۱۷ تا ص ۲۳۰)

اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا محمود کے متعلق اس قسم کے اعتراض چاروں طرف سے آرہے تھے اور غریب قادیانی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے کہ انکے خون پسینے کی کمائی سے کس طرح مرزا محمود کا خاندان پرورش پا رہا ہے اور کس طرح انکے نام کی کوٹھیاں بن رہی ہیں اور قادیانی بیگمات کس طرح زیورات سے لدی لدائی گاڑیوں میں سیر و تفریح کر رہی ہیں مگر انہیں بولنے کی جرأت نہ تھی

کیونکہ یہاں زبان کھولنے پر پابندی تھی اور اس سے بڑا جرم اور کوئی نہ تھا کہ کوئی قادیانی مرزا محمود سے آنکھیں ملا کر بات کر سکے اور اسکے کسی قول و عمل پر انگلی رکھ سکے خواہ اس سے اسکے اپنے گھر کی عزتیں اور عصمتیں ہی کیوں نہ برباد ہو رہی ہوں اور اگر کوئی زبان کھولتا تو اول اسے یہ کہہ کر چپ کرا دیا جاتا تھا کہ یہ خلیفہ خدا کا مقرر کردہ ہے اور ....

"جس مقام پر ان کو کھڑا کیا جاتا ہے اسکی عزت کی وجہ سے ان پر اعتراض کرنے والے ٹھوکر سے بچ نہیں سکتے (الفضل ۸ جون ۱۹۲۶ء)

مجھ پر سچا اعتراض کرنے والا خدا کی لعنت سے نہیں بچ سکتا خدا تعالیٰ اسے تباہ و برباد کر دے گا (الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۲۸ء)

کبھی کہا جاتا کہ خلیفہ کے پاس مال و دولت کا ہونا ہی اسکی سچائی کا نشان ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر لوگوں کو کس طرح پتہ چلے گا کہ قادیانیت صحیح راہ ہے مرزا محمود کے خسر میر اسمٰعیل نے اپنے داماد کی ان عیاشی اور بے راہ روی کا جس شرمناک انداز میں دفاع کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی یہ خاندان دجل و فریب اور بے حیائی میں اپنی مثال آپ تھا میر اسمٰعیل کا کہنا ہے کہ۔

(مرزا محمود پر) یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ بہت سی شادیاں کر لی ہیں موٹریں رکھ لیں ہیں جائدادیں خرید لیں ہیں اور اس شان و شوکت سے رہتے ہیں کہ گویا بادشاہ ہیں مگر درحقیقت یہ اعتراض آپ کی صداقت کو مشتبہ کرنے والا نہیں بلکہ یہ آپ کی سچائی کو ظاہر کرنے والا ہے کیونکہ اگر آپ کے پاس دولت نہ ہوتی آپ صاحب شوکت و عظمت نہ ہوتے تو یہ الہام جو آپ کے متعلق تھا کیونکر پورا ہوتا ...... الخ (الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۳۵ء)

کون نہیں جانتا کہ مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا محمود کے دوسرے جانشین ہوتے ہی قادیانی گروہ آپس میں الجھ گیا مرزا محمود نے قادیان سنبھال لیا اور مولوی محمد علی لاہوری گروپ کے نام سے علیحدہ ہو کر لاہور بن گیا یہ صحیح ہے کہ ان دونوں گروہ کے درمیان اختلاف اس بات پر تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی

بھی تھا یا نہیں نیز مرزا محمود احمد کی سربراہی بھی موضوع بحث رہی کہ اس جیسا بدکردار شخص کسی جماعت کا سربراہ ہو سکتا ہے؟ تاہم حقیقت یہ ہے کہ اصل موضوع مرزا محمود کی مالیات پر دست درازی تھی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدان با صفا جانتے تھے کہ جماعت کا روپیہ مرزا محمود کے ہاتھ میں دینا ایسا ہی ہے جیسے بھیڑیا کی حفاظت میں دینا۔ حکیم نور الدین کے بیٹے صاحبزادہ میاں عبد المنان نے ایک قادیانی ویب سائٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے اس حقیقت کو آشکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اختلاف کی جڑ یہی مال تھا۔ قادیانی ویب سائٹ احمدی۔ آرگ نے موصوف سے دریافت کیا کہ جس وقت یہ اختلافات ابھرے تھے تو کیا انہوں نے کوئی تجویز سامنے رکھی تھی؟ اسکے جواب میں میاں عبد المنان نے کہا

> خواجہ کمال الدین صاحب نواب محمد علی صاحب کے پاس گئے جب اختلافات ہوئے ۱۹۱۵ء کی بات ہے یہ اختلافات شروع ہو گئے تھے خواجہ کمال الدین نے کہا کہ کوئی اتحاد کی صورت پیدا کرنی چاہیے تو اب محمد علی خان نے جواب دیا کہ (مرزا غلام احمد کی) نبوت (مسلمانوں کی) تکفیر (مرزا محمود کی) یہ خلافت کوئی جھگڑا نہیں ہے میں ذمہ داری لیتا ہوں یہ سارے جھگڑے ختم ہو جائیں گے ایک بات آپ مان لیں روپیہ کا تصرف مرزا محمود کے ہاتھ میں نہ ہو سب اختلافات دور ہو جائیں گے۔
>
> سوال از سائٹ...... یعنی مرزا محمود کے ہاتھ میں؟
>
> جواب میاں صاحب...... جی ہاں مرزا محمود کے سپرد کر دو روپیہ پھر جو مرضی کرو پرابلم نہیں ہے نبوت خلافت تکفیر کوئی اختلاف نہیں ہے روپیہ کس کے ہاتھ میں جاتا ہے (یہ اصل ہے)

ان حقائق سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کے نام پر مال کمانے اور بنانے کا جو کاروبار شروع کیا تھا اس کے بعد بیٹے نے خلافت کے نام پر اسی کاروبار کو مزید ترقی دی اور مختلف عنوانوں سے قادیانی عوام کے مال پر دن دھاڑے ڈاکہ ڈالتا رہا غریب قادیانی عوام اپنا مال اس

خواہش کے ساتھ دیتے رہے کہ اس سے قادیانیت کی تبلیغ ہوگی انہیں کیا پتہ کہ انکا مرزا کس طرح عیش و مستی میں دن رات گذار رہا ہے اور انکا مال کس بے دردی اور بے حیائی سے صرف کر رہا ہے۔

مرزا طاہر کی مالیات پر دست درازی

مرزا محمود احمد نے قادیانیوں کو زندگی بھر لوٹا اسکے مرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ بدستور جاری رہا مرزا محمود کے بیٹے مرزا ناصر کے دور میں بھی اس میں کمی نہ آئی اسی طرح قادیانی جیبیں خالی ہوتی رہیں پھر دوسرے بیٹے مرزا طاہر کے دور میں اس لوٹ کھسوٹ نے اور کئی نئی شکلیں اپنالیں شاید ہی کوئی دن ایسا گذرتا ہو جہاں مرزا طاہر یا اسکے نمائندوں کی طرف سے مال کا مطالبہ نہ کیا جاتا ہو جہاں کسی نے ذرا کمزوری دکھائی اور چندے کی نئی شکلوں میں سے کسی ایک شکل میں بھی ذرا تذبذب کیا اسکی جان پر بن آتی تھی اسے ذلیل و رسوا کرنے کے ہر ہتھکنڈے اختیار کیے جاتے تاکہ وہ مجبور ہو کر اپنی محنت کی کمائی مرزا طاہر کے قدموں میں لا کر رکھ دے قادیانی مذہب کے کرتا دھرتا قادیانیت کے نام پر قادیانیوں کو کس طرح بے وقوف بناتے ہیں اسکے لئے ایک قادیانی مضمون نگار ابن فیض کا درج ذیل مضمون ملاحظہ کیجئے جو قادیانی ویب سائٹ احمدی آرگ پر دو قسطوں میں شائع ہوا ہے مضمون نگار نے ساری دنیا میں موجود قادیانیوں کو آواز دی ہے کہ اٹھو اور مذہب کے نام پر ہونے والی اس لوٹ کھسوٹ کو روکو۔ تمہاری محنت کی کمائی سے قادیانی محلات میں کیا کیا گل کھلائے جا رہے ہیں اور کس کس طرح تمہیں دونوں ہاتھوں لوٹا جا رہا ہے ابن فیض قادیانی نے جن حقائق سے پردہ اٹھایا ہے اسے ملاحظہ کیجئے۔

> ہم احمدی جو خود کو حقیقی اسلام پیش کرنے اور دنیا پر اس کو ٹھونسنے کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ صرف ہم ہی ہیں جو قرآن شریف کو سمجھتے ہیں اور

اسکی اشاعت دنیا میں کر رہے ہیں اور اسکی تعلیمات پر حقیقی طور پر عمل کرنے والی جماعت ہیں (یہ علیحدہ بات ہے کہ اگر گریبان کے اندر جھانکیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہمارے عمل کیا ہیں اور اگر ہم میں غیرت ہو تو گریبان سے منہ ہی باہر نہ نکالیں) باقی تمام عالم اسلام بے عمل نا سمجھ اور دینی فرائض کو سمجھنے کی سوجھ بوجھ کھو بیٹھا ہے ہمارے پاس الٰہی نظام ہے اور خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہے۔ آئیے ہم مل کر مختصراً صرف ایک پہلو سے جائزہ لیتے ہیں کہ کیا ہمارا نظام مالی امور میں الٰہی طریقوں پر چل رہا ہے اور خلیفہ وقت واقعی اس معاملے میں قرآنی ہدایت کو پیش رکھتے ہیں اسکے تین بڑے پہلو ہیں

☆......اول خدا کے نام پر مال جمع کرنے والے کس کردار اور اہلیت کے مالک ہیں

☆......دوم خدا کے نام پر مال جمع کرنا......

☆......سوم اس مال کو خرچ کرنا ــــ

لیکن آئندہ سطور میں ہم صرف دوسرے پہلو یعنی مال اکٹھا کرنے کا مختصر جائزہ لیتے ہیں دوسرے پہلو آئندہ پیش کروں گا۔

یہ صحیح ہے کہ کسی بھی تنظیم کو چلانے کیلئے چندہ ضروری ہے اور جماعت احمدیہ میں چندہ جات کو جو اہمیت ہے وہ کسی سے بھی مخفی نہیں حضرت مسیح موعود سے لے کر تمام خلفاء نے چندوں پر ہی زور دیا ہے لیکن خلیفہ ثانی (مرزا طاہر کے باپ) کے دور سے جماعت کو جس طرح جذبات ابھار کر مجبور کر کے اور بلیک میل کر کے مذہب کے نام پر لوٹا جا رہا ہے اسکی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی مرزا محمود کے دور میں ایک بار خواجہ حسن نظامی نے قادیان کو اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ خلیفہ ثانی کی دعوت پر وزٹ کیا اسکے بعد وہ اپنے ایک آرٹیکل میں لکھتے ہیں کہ

ہم نے قادیان میں امور عامہ کا معائنہ کیا نشر و اشاعت اور تحریک جدید کے دفاتر دیکھے فرض بہشتی مقبرہ دیکھ تو اسے سبزہ و درشت کے اعتبار سے واقعی جنت معنوی پایا

لیکن ایک بات بڑی حیران کن تھی کہ انکے تمام درختوں اور پیڑوں پر قطار اندر قطار بیٹھے ہوئے پرندے ایک ہی راگ الاپ رہے تھے چندہ..... چندہ..... چندہ ...

اس بات کو لکھے ہوئے بھی ساٹھ ستر سال گزر چکے ہیں انکے بعد سے مرزا محمود صاحب اور انکے بیٹوں کے ادوار میں تو پس سے کہیں زیادہ غریب احمدیوں کا خون نچوڑا جارہا ہے اور اب تو انکی ہڈیاں بھی نچوڑی جارہی ہیں۔

اب جب سے خلیفہ خامس (مرزا مسرور) نے اقتدار سنبھالا ہے انکا بھی مطالبہ جماعت سے مزید قربانیوں کا ہے اور حتیٰ کہ اب چندوں کے بقایاجات کی بڑی سختی سے پڑتال اور وصولی کرنے کا حکم دیا جاچکا ہے دیکھیں اب نئے نکور خلیفہ صاحب کونسی نئی تحریک جماعت کو پیش کرتے ہیں

ویسے میں نے حتی الامکان موجودہ چندوں کی مکمل فہرست پیش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ممکن ہے کہ کوئی کمی رہ گئی ہو تو توجہ دلانے والے کا مشکور ہونگا

(۱) چندہ عام ہر شخص کی آمد کا سولہواں حصہ (۲) چندہ وصیت بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے خواہشمند وں کی آمد کا اور کل جائداد کا دسواں حصہ (۳) چندہ جلسہ سالانہ (۴) چندہ تحریک جدید (۵) چندہ وقف جدید (۶) چندہ انصار اللہ آمد کا دسواں حصہ (لازمی) (۷) چندہ اشاعت انصار اللہ (لازمی) (۸) چندہ سالانہ اجتماع انصار اللہ (لازمی) (۹) چندہ خدام الاحمدیہ (لازمی) (۱۰) چندہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ (لازمی) (۱۱) چندہ اشاعت خدام الاحمدیہ (لازمی) (۱۲) چندہ اطفال الاحمدیہ (لازمی) (۱۳) چندہ سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ (لازمی) (۱۴) چندہ اشاعت اطفال الاحمدیہ (لازمی) (۱۵) چندہ لجنہ اماء اللہ (لازمی) (۱۶) چندہ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ (۱۷) چندہ اشاعت لجنہ اماء اللہ (لازمی) (۱۸) چندہ ناصرات الاحمدیہ (لازمی) (۱۹) چندہ سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ (لازمی) (۲۰) چندہ اشاعت ناصرات الاحمدیہ (لازمی) (۲۱) چندہ

مساجد بیرون ممالک (پہلے وعدہ لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے (۲۲) چندہ مساجد اندرون ملک (پہلے وعدہ لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)(۲۳) ایم ٹی اے (نیم لازمی)(۲۴) صدقہ (سیکرٹری مال کا کام ہے کہ یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصول کرے)(۲۵) زکوۃ (سیکرٹری مال کا کام ہے کہ یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصول کرے) (۲۶) بیوت الحمد (پہلے وعدہ لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)(۲۷) درویش قادیان فنڈ (سیکرٹری مال کا کام ہے کہ یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصول کرے)(۲۸) افریقہ فنڈ (پہلے وعدہ لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)(۲۹) بیتامیٰ فنڈ (سیکرٹری مال کا کام ہے کہ یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصول کرے)(۳۰) غرباء فنڈ (سیکرٹری مال کا کام ہے کہ یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصول کرے)(۳۱) نصرت جہاں فنڈ (پہلے وعدہ لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)(۳۲) فضل عمر فاؤنڈیشن (پہلے وعدہ لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)(۳۳) مریم جہیز فنڈ (سیکرٹری مال کا کام ہے کہ یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصول کرے) (۳۴) طلباء فنڈ (سیکرٹری مال کا کام ہے کہ یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصول کرے)(۳۵) مہمان فنڈ (سیکرٹری مال کا کام ہے کہ یاد دہانی کراتا رہے اور کچھ نہ کچھ وصول کرے) (۳۶) سو مساجد جرمنی فنڈ (پہلے وعدہ لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)(۳۷) سو مساجد افریقہ فنڈ (پہلے وعدہ لازمی لکھوائیں اور وعدہ کے بعد ادائیگی لازمی ہے)(۳۸) عید فنڈ (یہ فطرانہ کے علاوہ ہے جو عید کی نماز سے پہلے یا بعد وصول کیا جاتا ہے)(۳۹) فطرانہ (۴۰) عطیہ جات برائے ہیومینیٹی فرسٹ (اسکے لئے وقتاً فوقتاً اپیلیں ہوتی رہتی ہیں)

(ضروری نوٹ) ہیومینیٹی فرسٹ کی تنظیم بظاہر انسانی ہمدردی کی تنظیم ہے لیکن

حقیقت میں شعبہ تبلیغ کا ذیلی ادارہ ہے اور جہاں تبلیغ کے چانس ہوں وہیں انکی انسانی
ہمدردی جاگتی ہے (۴۱) ہر دوسرے تیسرے سال نئی دیگوں کی تحریک جیسے دو تین
سال پانچ سو دیگوں کی تحریک تھی (۴۲) خاص تحریکات مثال کے طور پر لندن میں
نئے مرکز کیلئے پانچ ملین کے بعد مزید چندہ کا مطالبہ وغیرہ وغیرہ (۴۳) مساجد کیلئے
مقامی جماعت سے پنکھوں قالینوں ٹائیوں وغیرہ وغیرہ کی تحریک (۴۴) بکروں کی
قربانیاں . خلیفہ وقت کی صحت وغیرہ کیلئے (۴۵) لجنہ کے مرکزی "ریجنل" مقامی
بینابازار کیلئے دستکاری و دیگر اشیاء کے عطیہ جات (۴۶) مقامی اخراجات کیلئے (مثال
کے طور پر مقامی نماز سنٹر کا تو سارا کرایہ مقامی جماعت ادا کرے نیز مقامی تبلیغی میٹنگز
کیلئے توقع کی جاتی ہے کہ مقامی جماعت اسکا جو اخراجات اگر پورا نہیں تو کچھ حصہ دے (
۴۷) مقامی "ریجنل" "مرکزی طور پر جماعتی "انصار" "خدام" "لجنہ" "ناصرات" کے
اجلاسات "اجتماعات" "سالانہ جلسہ" "شوریٰ" "انٹرنیشنل جلسہ سالانہ کے علاوہ مختلف
یوم مثلاً سیرت النبی "یوم مسیح موعود" "یوم مصلح موعود وغیرہ وغیرہ' جماعت "انصار"
خدام اور لجنہ کے تحت تبلیغی میٹنگز' مقامی "ریجنل" "مرکزی سطح پر منعقد ہوتی ہیں انمیں
شمولیت کیلئے اخراجات کا حساب لگائیں تو صرف یہ اخراجات ہی ایک ہوشربا رقم بن کر
سامنے آئے گی (۴۸) وقار عمل (دراصل بیگار عمل) کے نام پر جو جسمانی میکینکل
وقت کی بلامعاوضہ خدمات کا اجتماعی معاوضہ کا کوئی بھی حساب نہیں لگایا جا سکتا اگر ہم
ویسٹرن اسٹینڈرڈ کے مطابق کم از کم پانچ ڈالر فی گھنٹہ بھی لگائیں اور ہر احمدی جب اپنا
حساب خود لگائے کہ ایک سال میں کتنے گھنٹے اس نے وقار عمل کیا ہے اور کتنی دور اپنا
پٹرول یا کرایہ خرچ کر کے گیا ہے اور اگر اس نے اتنے گھنٹے کام کر کے پاکستان "انڈیا" یا
افریقہ میں کسی غریب رشتہ دار کی مدد کی ہوتی تو کسی غریب کو سر چھپانے کو ایک کمرہ
مل گیا ہوتا یا کسی کا مناسب علاج ہو گیا ہوتا یا کہیں ٹھیلا لگا کر جو ان کی روٹی کا کر دے

سکتا یا کسی غریب بیٹی کی رخصتی کا خرچہ مہیا ہو جاتا یا کسی اندھے ہوتے ہوئے کی بینائی واپس لوٹ آتی۔

اوپر دی گئی فہرست سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اسلام جو کہ دین فطرت ہے اس کو احمدیوں کی جیب سے دین کے نام پر آخری سینٹ تک کھینچنے کی ہوس میں نظام جماعت اور اسکے کرتوں دھرتوں نے اسلام کو احمدیت کا نام دے کر دین فطرت کے بجائے دین چندہ بنا رہا ہے۔

چندہ لینے کیلئے اور جو دے رہے ہیں ان سے اور زیادہ نکلوانے کیلئے ہر قسم کے جماعتی سماجی اور نفسیاتی غرضیکہ ہر حربہ استعمال ہوتا ہے قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ زکوۃ عشر اور فطرانہ کے بعد کس کا حق ہے "وہ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں ☆ تو کہدے کہ جو اچھا مال بھی تم دو وہ تمہارے ماں باپ قریبی رشتہ داروں یتیموں مسکینوں اور مسافر کا پہلا حق ہے اور جو نیک کام بھی تم کرو اللہ اسے یقیناً اچھی طرح جانتا ہے (البقرہ)

میرے احمدی بھائیو ذرا خدا لگتی کہنا کہ ۴۸ چندوں اور مدات میں خرچ کرنے کے بعد تم ان لوگوں کا جن کا پہلا حق ہے حق ادا کر سکتے ہو؟ یا کم از کم صحیح طور پر ادا کر سکتے ہو؟ نظام افضل ہے یا قرآن افضل ہے؟ کسی ضرورت مند کی دعائیں بہتر ہیں یا ان ناشکروں کی بد حرکتی (تم نے چندہ دے کر مجھ پر یا خدا پر کوئی احسان نہیں کیا) سوچو اور اپنے عمل میں توازن پیدا کرو انکی لچھے دار تقریروں کے طلسم کو توڑو اور قرآن کے بتائے ہوئے حقداروں کو ان کا حق ادا کر کے روز قیامت سرخروئی حاصل کرو

ویسے بھی اگر ابھی بھی کوئی اس مغلیہ خاندان (قادیانی خاندان) کے زرعی فارموں پر نظر ڈالے تو انکے گدھے بھی گھاس کی جائے چندہ چندہ کی ڈھینچوں ڈھینچوں کر رہے ہو نگے احمدیو اٹھو اور جاگو کب تک اپنے خون پسینے کی کمائی انکے اللوں تللوں کیلئے

دو گے ؟ کب تک اپنے بچوں کے منہ سے نوالہ نکال کر انکے مربی پادریوں کا پیٹ بھرتے رہو گے اور کب تک اپنے بچوں کے تن سے کپڑے اتار کر انکے محل اور محراب سجایا کرتے رہو گے کب تک اپنے اعزہ و اقرباء کا جو حق ہے غصب کر کے انکے ہاتھوں دجالی و مولوی اور ایجنٹ کیلئے مضبوط بناتے رہو گے کب تک اپنے معذور و بیوہ بیمار اور لاچار ہمسائے کے حقوق سے آنکھیں بند کر کے گزرو گے اور انکے پیچھے دلفریب الفاظ کے جال میں پھنس کر انکے یورپین ملک والوں کو بھرتے رہو گے ـــ

چندہ ہر اس رقم پر لیا جاتا ہے جو ایک احمدی کی ہر قسم کی آمدن ہے اس آمدن میں تنخواہ بنیادی الاؤنسز کرایہ مکان سردی الاؤنس (بعض ملکوں میں سردی کے علاقوں میں گھر کو گرم رکھنے کیلئے ملتا ہے) سفری الاؤنس (بعض ملکوں یا علاقوں میں گھر سے کام تک آنے جانے کا کرایہ ملتا ہے) بچوں کے الاؤنس (یورپین ملکوں میں بچوں کیلئے سرکار کی طرف سے الاؤنس ملتا ہے) وغیرہ وغیرہ ہے چاہے وہ مرد یا عورت بیماری یا معذوری یا کسی اور وجہ سے بیشک بے کار بے ہوں لیکن انکی آمد صدقہ کسی کی مدد اور یورپین ملکوں میں حکومت کی طرف سے کم از کم زندہ رہنے کیلئے جو مالی مدد دی جاتی ہے اس پر بھی لیا جاتا ہے حتی کہ اگر ایک احمدی نے غیر قانونی کام کر کے پیسے کمائے ہیں تو جماعت اس میں بھی اپنا حصہ طلب کرتی ہے بعض لوگ کم آمدن کی وجہ سے رات کو ہوٹلوں اور شراب خانوں میں پھول بیچتے ہیں تاکہ وہ اپنے بچوں کی بعض ضروریات یا پیچھے وطن میں اپنے والدین اور چھوٹے بہن بھائیوں کی ضروریات پوری کر سکیں اس میں بھی جماعت کا چندہ لگتا ہے یہاں تک کہ اگر ایک یتیم بچے کے نام کوئی حکومت کی طرف سے امداد یا پنشن یا جائداد سے آمد ہو تو اس پر بھی چندہ واجب ہے اور تو اور جماعت کہتی ہے کہ بینکوں سے سود لو اور جماعت کو دے دو سود کی حرمت سے سب واقف ہیں اس پر کیا کہنا ؟..... پہلے تو آدمی سے خدا کا قانون تڑواتے ہیں اسکے بعد کہتے ہیں کہ یہ سود اب

ہمارے حوالہ کردو اس طرح ہمارا جماعت کہ مال پاکیزہ ہو جاتا ہے اور پاکیزہ مال پر تو صرف پاکیزہ جماعت (بلکہ پاکیزہ خاندان ؟۔ ناقل) کا ہی حق ہو سکتا ہے بھائی پاکیزہ کرنے کے بعد کچھ اس کیلئے بھی پاکیزہ مال چھوڑ دو۔ نہیں۔ کوئی بڑا بدمعاش چھوٹے بدمعاش سے چوری ڈاکہ جیب کتری کراتا ہے تو وہ بھی اس میں چھوٹے کیلئے کچھ حصہ چھوڑ دیتا ہے لیکن جماعت ایک احمدی سے سارا سود لے کر اور اسی طرح دوسرے چندے لے کر جزاکم اللہ بھی نہیں کہتی ایک رسید سیکرٹری مال ہاتھ میں جس انداز سے پکڑا دیتا ہے اس انداز سے یہ تاثر ملتا ہے کہ "اوئے پلے تری اس اتنی اوقات ہے کہ کماؤ اور ہمیں لا کر دو" یا اس مہینے کی قرض کی قسط وصول ہوئی اب باقی اگلے مہینے دیکھیں گے اب اگر رب سے کوئی اجر ملتا ہے تو تری قسمت ورنہ تو جماعت پر اور نہ ہی کسی عہدیدار پر ترا احسان ہے کیا اس طرح جماعت نے اس غریب سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نام پر قرآن کے دو واضح حکموں کی خلاف ورزی نہیں کروائی ؟؟ یعنی ایک تو سود لو اور اوپر سے اس گندے پیسے کو پاکیزہ نام پر یعنی اللہ کے نام دو لیکن اگر کسی کے چندہ میں جماعت کے حساب سے کوئی بقایا رہ گیا ہے تو اس پر ہر ممکن طریقے سے دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ بقایا ادا کرو اس وقت بھی سیکرٹری مال سے لے کر جنرل امیر اور مربی تک آرام سے کیوں نہیں بیٹھ جاتے اور اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں بلکہ اس غریب کو سینٹر میں بلا بلا کر ذلیل کرتے ہیں پھر جب دیکھتے ہیں کہ ان تکوں میں زیادہ جان نہیں ہے تو اس کو جماعت اور اپنی نظر میں بھی ذلیل کرنے کا ایک اور طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان عہدیداروں کا مقصد اس آدمی کو ذلیل کرنے والا نہ ہو اور انکا مقصد صرف اوپر والوں کے دباؤ کو اپنے اوپر سے پرے کرنا ہو اسکو مشورہ دیا جاتا ہے کہ حضور سے چندہ کا ایک حصہ معاف کرالو اب جو شخص حالات سے ذمہ داریوں کی وجہ سے مجبور ہے حضور کی خدمت میں ایک انتہائی عاجزی کی حیثیت سے اور لجاجت سے ایک

درخواست لکھے گا جو آپ کی جوتیوں کے غلام کے الفاظ پر ختم ہو گی جس میں اپنی مجبوریوں کا ذکر کرے گا اور چندے کی معافی کی درخواست لکھے گا پھر سیکرٹری مال کو دے گا وہ صدر کو مشورہ کی صورت میں اپنے خیالات کا اظہار کرے گا صدر اپنی سفارش کے ساتھ اور اگر وہ نہیں چاہتا تو کم از کم زبانی مخالفانہ رپورٹ کے ساتھ ریجنل امیر کو دے گا اور وہ اپنی سفارش کے ساتھ آگے نیشنل امیر کو بھیجے گا اور نیشنل امیر اس درخواست کو آگے حضور کی خدمت میں بھیجے گا حضور تک درخواست پہنچتے پہنچتے پتہ نہیں کہاں کہاں تک اس شخص کی مالی حالت کے چرچے پہنچ چکے ہوتے اور جس بات کو وہ چھپانا چاہتا تھا وہ ساری دنیا میں نشر ہو جاتی ہے اور پھر غیر متعلق لوگ اس کو اس طرح جتلاتے ہیں کہ بھائی میں وہاں بیٹھا تھا تو پتہ چلا۔ یا کسی دوست سے پتہ چلا۔ کیا حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں بس دعاؤں پر زور دیں اور حضور کو باقاعدگی سے لکھتے رہیں میں بھی دعا کرتا ہوں اللہ فضل کرے گا۔ اور اس طرح بعض لوگوں کو تنگ حالات اس طرح نشر ہونے سے بے پناہ نقصانات پہنچے ہیں اور بعض جگہ تو اس وجہ سے رشتے ہوتے ہوتے ختم ہو گئے کہ یہ تو کنگال ہو چکے ہیں تو چند مہینوں کے بعد از راہ شفقت حضور کا جواب آئے گا کہ چھ ماہ یا ایک سال کیلئے آپ کا تیسرا حصہ معاف کیا جاتا ہے۔ مذکورہ مدت ختم ہونے کے بعد اگر حالات نہیں سنبھلے تو وہی درخواست اور وہی چکر دوبارہ........ میں ایک راٹا صاحب کو جانتا ہوں کہ کسی تحریک میں ان کا وعدہ سینکڑوں (جرمن رقم) مارک کا تھا مربی کے جوش اور غیرت دلانے سے ہزاروں میں کر دیا جسکے بعد جلد ادائیگی کے مطالبہ پر پریشان ہو رہے تھے اور اس وقت کو کوس رہے تھے جب وہ جوش میں آگئے تھے.......... خلیفہ رابع (مرزا طاہر) فرماتے ہیں کہ

جہاں تک شرح سے کم دینے والوں کا تعلق ہے انکے ساتھ دو قسم کے سلوک ہوتے ہیں بلکہ تین قسم کے کہنا چاہیے وہ لوگ جنہوں نے میری اس عام رخصت سے فائدہ

اٹھاتے ہوئے مجھے لکھ کر مجھ سے اجازت حاصل کرلی ہو کہ انہیں پورا چندہ دینے کی توفیق نہیں ہے ہم انکار نہیں کر سکتے ہیں ان کو ووٹ کا حق ہوگا وہ منتخب ہو سکتے ہیں ووٹ دینے والی کمیٹی میں خود ووٹ دے سکتے ہیں امیر کو ووٹ دے سکتے ہیں مگر خود منتخب نہیں ہو سکتے کیونکہ جو ادنیٰ معیار چندے کا ہے اس سے گرے ہوئے ہیں انکو میں نے یہ رعایت دی ہے رعایت کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ یہ تو کر سکتے ہیں کہ ووٹ دیں لیکن عہدے دار منتخب نہیں ہو سکتے (خطبہ جمعہ ۲۸ اپریل ۱۹۹۵ء منقول از احمدیہ بلیٹن جرمنی شمارہ ۸۔ ۲۰۰۰) .

لیکن اس میں سوچنے کی یہ بات ہے کہ چندہ عام ساڑھے چھ فیصد ہے وصیت ۱۰ فیصد ہے اور باقی ان گنت چندے اور اس کو ابھی بھی ادنیٰ معیار کہا جارہا ہے لوگ پیٹ کاٹ کر اپنی جائز ضروریات کا خون کرکے بھی ابھی بقول نظام جماعت اور کرتوں دھرتوں کے انکے ادنیٰ معیار پر ہی ہیں۔۔۔

اگر کوئی غریب ہماری لچھے دار باتوں میں آجاتا ہے اور اپنی اور بچوں کی اخروی نجات کیلئے سب کی مخالفت مول لیتا ہے اور احمدی بن جاتا ہے اب ہم اسکے سامنے قدامتی سٹرپ شروع کردیتے ہیں پہلا نقاب اٹھتے ہیں کہ مالی قربانی کے بغیر احمدی نہیں ہے وہ جنت کے خوابوں میں خوشی سے قبول کرتا ہے اور وہ جیب سے نوٹ نکال کر اسکے مطالبات پر نچھاور کرتا ہے اس طرح آہستہ آہستہ جماعت اپنے مطالبات کے کپڑے اتار کر اس کی عقل پر ڈالتی چلی جاتی ہے اور وہ اسکے مطالبات کو مانتا چلا جاتا ہے کہ اس کو دیکھنے سوچنے اور سمجھنے کی فرصت ہی نہیں دیتے ...... اگر آپ پیسے دے رہے ہیں اور چھوٹے طبلوں کی نیمی کرنا جانتے ہیں تو بیشک چاہے اور ہر قسم کے کاموں کے باوجود عہدیدار بن سکتے ہیں.......... جب وہ ادنیٰ معیار پر پہنچ گیا تو اس پر اب دباؤ ہے کہ اپنے چندوں کو قربانی کے اعلیٰ معیار پر لے کر جاؤ ساتھ ہی اسکے دماغ میں ڈالا

جاتا ہے کہ نظام وصیت میں شامل ہوگے تو تب ہی یقینی طور پر جنت میں جاؤ گے شروع میں جنت کیلئے صرف احمدی ہونا شرط تھا پھر مالی قربانی شرط ہوئی پھر معیاری چندے شرط ہوئے اور یہ بھی کافی نہیں اب وصیت کرواؤ تب کچھ بات بنے گی اور پھر اس قسم کا تاثر دیا جاتا ہے کہ ویسے تو اللہ غفور رحیم ہے اگر بخشنا چاہے تو علیحدہ بات ہے ورنہ جنت میں جانے والے لوگ بہشتی مقبرہ سے ہی لئے جائیں گے اسکے بعد اگر اسکی مرضی ہوئی تو باقی جنتی بھی احمدیوں سے ہی لئے جائیں گے۔ یاد رہے کہ احمدیوں کے علاوہ باقی ساری دنیا تو خیر سو فیصد جہنمی ہے خلیفہ ثانی (مرزا طاہر کا باپ مرزا بشیر الدین) کا فتویٰ موجود ہے کہ جس نے مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا نام بھی نہیں سنا وہ بھی سخت کافر ہے۔

اب ایک اخلاص کا مارا پھنسا ہوا احمدی نظام وصیت میں شامل ہو جاتا ہے اس نظام میں وہ دو گواہوں کے سامنے اقرار کرتا ہے کہ تاحیات وہ اپنی ہر قسم کی کل آمدنی کا ایک بٹا دس حصہ باقاعدگی سے ادا کرے گا اور دوسرے چندے بھی معیاری دے گا نیز اپنی موجودہ اور آئندہ بنائی جانے والی جائداد کا ایک بٹا دس حصہ انجمن کے نام منتقل کرے گا یا انجمن کی مقرر کردہ قیمت جمع کروائے گا اس اعلان کو اخباروں میں شائع کیا جاتا ہے اور قانونی حیثیت دی جاتی ہے اسکے بعد اب وہ موصی کہلاتا ہے (اپنے ارد گرد والوں کیلئے وہ ٹھیک موزی ہو) اور اسکے ہاتھ میں ایک سرٹیفکیٹ پکڑا دیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تم بہشتی مقبرہ کے امیدواروں کی لائن میں کھڑے ہونے کے حقدار ہو اس مقبرہ میں دفن ہونے کیلئے ابھی مزید سات شرطیں پوری ہونگی تو پھر وہ وہاں دفن ہوگا لیکن ایک شرط بھی پوری نہ ہو سکی تو نعش کو تین دن لگانے اور سڑانے کے بعد جنتیوں کے قبرستان میں دفن کر آئیں اور اپنا ایمان تازہ کریں کہ دیکھا اسکے گناہ ایسے تھے کہ یہاں پہنچ کر بھی دفن نہ ہو سکا آخر بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا کوئی

معمولی بات تو نہیں"۔۔۔۔

ابن فیض قادیانی نے اپنے مضمون کے آخر میں یہ بھی بتایا ہے کہ وہ ابھی اس موضوع پر مزید حقائق سامنے لائیں گے اور یہ بھی چیلنج دیا ہے کہ اگر کسی قادیانی کو بالخصوص مرزا مسرور کو انکے کسی بیان پر اعتراض ہو یا وہ کسی بات پر تبصرہ کرنا چاہیں تو شوق سے سامنے آئیں اور بتائیں کہ ان میں سے کونسی بات غلط ہے؟ موصوف نے ثابت کیا ہے کہ ان حقائق کی رو سے قادیانیت "دین چندہ" کا دوسرا نام ہے کہ جب تک چندہ دیتے رہو گے قادیانی رہو گے جب چندہ میں کمی آئے گی قادیانی خاندان کے خود ساختہ معیار سے گر جاؤ گے اور پھر انہیں ہتک آمیز زندگی گذارنے پر مجبور کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ پھر سے اپنا مال مرزا قادیانی کے شاہزادوں کے قدموں میں نہ پھینک دے یہ تو دنیا کی ذلت ہوئی ابھی قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہونے کی حسرت وذلت باقی ہے ان شہزادوں کے حکم اور انکی اجازت کے بغیر جب یہاں کوئی دفن ہی نہ ہو سکے گا انکے جنتی ہونے کا امکان ہی کیا ختم ہو کر نہ رہ جائے گا واسطے ہر قادیانی اپنی آنکھ بند کر کے اور اپنی عقل پر پردہ ڈال کر بلا چوں وچرا مرزا غلام احمد کے خاندان کی غلامی قبول کر لے اور انکے خاندان کے ایک فرد فرد کی جائز ناجائز حلال و حرام خواہشات کی تکمیل میں کبھی پیچھے نہ رہے۔۔

یہ ہے وہ عبرتناک انجام جو ہر قادیانی کے نصیب ہے اور یہ حضور اکرم سرور دو عالم نبی مکرم شفیع معظم خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نکلنے اور باہر رہنے کی سزا ہے جو ہر قادیانی دنیا میں بھی دیکھے گا اور آخرت میں بھی **ولعذاب الآخرة اکبر لوکانوا یعلمون** انھیں یہاں عزت نصیب ہوگی اور نہ وہاں سرخروئی ملے گی

مبارک ہیں وہ لوگ جو قادیانیت کا طوق اپنے گلے سے اتار کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف پالیتے ہیں خواہ انکے لئے انھیں اس دنیا میں کتنی ہی آزمائشوں سے کیوں نہ گذرنا پڑے۔ یہی بڑی کامیابی ہے جو اہل ایمان کے نصیب ہے

رضی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

(۱۳) تیغ شیریں

مرزا غلام احمد اور قادیانیت کو پہچانئے

باسمہ تعالیٰ

(۱) الہامات کی تعیین میں دجل و فریب کا کھیل

مرزا غلام احمد نے جب اپنے آپ کو خادم اسلام کے روپ میں پیش کیا تو اپنی کتاب براہین احمدیہ میں مختلف الہامات بھی لکھ دیئے مرزا غلام احمد کا منصوبہ یہ تھا کہ آئندہ کسی زمانہ میں پھر ان الہامات کی رو سے دجل و فریب کا کھیل کھیلا جا سکے گا۔ چنانچہ اس نے یہ الہام درج کیا

شاتان تذبحان وکل من علیھا فان دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور زمین پر کوئی نہیں جو مرنے سے بچ جائے گا۔ کوئی چار روز پہلے اس دنیا کو چھوڑ گیا کوئی پیچھے اسے جاملا (براہین احمدیہ ص ۵۱۱ حاشیہ ر۔خ۔ج ۱ ص ۶۱۰)

دو بکریوں کے ذبح ہونے کا کیا مطلب۔ یہ مرزا صاحب نے نہیں بتایا۔ یہ اس لئے کہ اسے آئندہ کسی وقت کسی بھی معاملے میں بطور دلیل کے پیش کیا جا سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس بات کو پندرہ سال سے زیادہ عرصہ گذرا اور محمدی بیگم کے ساتھ شادی کی دھوم مچی جب محمدی بیگم کے والد نے اس شادی سے انکار کر دیا اور اپنی بیٹی کا رشتہ سلطان محمد سے کر دیا اس وقت مرزا صاحب کو اپنا پرانا الہام یاد آیا مرزا صاحب نے اسے جہاں اور دھمکیاں دیں اور خدائی قہر سے ڈرا کر ان دونوں کی موت کی پیشگوئی کی تو ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ مجھ پر بہت عرصہ پہلے ان دونوں کے بارے میں الہام ہو چکا ہے کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور وہ دونوں بکریاں یہی ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

دو بکریاں ذبح کی جائیں گی پہلی بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اسکا داماد (سلطان محمد) ہے۔۔۔۔ دو بکریوں کے ذبح ہونے کی پیشگوئی احمد بیگ اور اسکے داماد کی طرف اشارہ ہے جو آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، ر۔خ۔ج ۱۱ ص ۳۴۱)

مگر افسوس کہ مرزا صاحب کا یہ الہام ان دونوں کے حق میں پورا ہوا ورنہ یہ دونوں بکریاں ذبح کی گئیں محمدی بیگم کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا لیکن مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ کے شوہر مرزا صاحب کی موت کے بعد بھی عرصہ تک حیات رہے اور لوگ انہیں دیکھ کر مرزا صاحب کے جھوٹ پر مہر تصدیق ثبت کرتے رہے مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے کی یہ کھلی دلیل تھی مگر پھر بھی قادیان کے نادان اس دہقان کے آگے اپنے ایمان کا سودا کرتے رہے (العیاذ باللہ)

مرزا صاحب کا یہ الہام ان دونوں پر پورا اترا اور وہ ہر جگہ ذلیل ہوتے رہے۔ انہی دنوں مرزا صاحب نے افغانستان کیلئے دو مسلمانوں کو اپنے فریب کا شکار بنایا جب دیکھا کہ یہ دونوں پوری طرح مرزا صاحب کے جال میں آ چکے ہیں تو انہیں اپنا مبلغ بنا کر بڑی چالاکی سے افغانستان بھیج دیا۔ مرزا صاحب کو معلوم تھا کہ افغانستان کی حکومت اسلامی حکومت ہے اور افغانستان کے مسلمان بڑے غیور مسلمان ہیں۔ بہر حال جب یہ دونوں افغانستان پہونچے اور وہاں اپنی ارتدادی سرگرمیاں شروع کیں تو حکومت نے انہیں گرفتار کیا اور پوری تفتیش و تحقیق کے بعد اسلامی تعلیم کے مطابق ان دونوں پر سزائے ارتداد جاری کی۔ مرزا صاحب کو جب یہ خبر ملی کہ یہ دونوں مارے جا چکے ہیں تو آپ نے دو چار مگر مچھ کے آنسو بہائے لیکن اندر ہی اندر اپنے منصوبے کے پورا ہونے پر خوش تھے۔ چنانچہ قادیانی عوام جب افسوس کرنے کیلئے مرزا صاحب کے پاس آئے تو اس نے کہا کہ یہ بات خدا نے پہلے ہی مجھے بتا دی ہے اور ان دونوں کے متعلق میں نے پہلے پیشگوئی کر دی تھی کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور وہ دو بکریاں یہ تھیں جو افغانستان میں ذبح کر دی گئیں۔ مرزا صاحب نے لکھا

خدا تعالیٰ فرماتا ہے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔۔۔ یہ پیشگوئی مولوی عبد اللطیف اور

اسکے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارے میں ہے جو پورے تیئس برس بعد پوری ہوئی (تذکرۃ الشہادتین ص ۷۰ ۔ ر۔خ۔ ج ۲۰ ص ۷۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی پیشگوئیوں کے بارے میں دجل و فریب کا کرتب دکھانے میں بڑے ماہر تھے ۔ آپ ہی فیصلہ کریں کہ کیا یہ مرزا صاحب کا کھلا دجل نہیں کہ جب چاہا جس وقت چاہا اپنے الہامات کو اس پر چسپاں کر دیا اور دعویٰ کر دیا کہ میرا کہا پورا ہو گیا ہے سو میں نبی ہوں (استغفر اللہ العظیم) قادیانی عوام اگر حسد چھوڑ کر ان حقائق کو دیکھیں تو وہ کبھی بھی مرزا غلام احمد جیسے فریبی کا شکار نہیں ہو سکتے۔

(۲) اپنی بات بنانے کیلئے شیطان کے پجاریوں کو انبیاء بتانا

مرزا غلام احمد کو جب معلوم ہوا کہ انکی بیوی حاملہ ہے تو اس نے ایک اشتہار کے ذریعہ یہ خوش خبری دی کہ انکے ہاں ایسا لڑکا ہو گا گویا خدا آسمانوں سے اتر آیا۔ مگر خدا آسمانوں سے نہیں آیا بلکہ لڑکی پیدا ہو گئی پھر اگلے سال مرزا صاحب کی بیوی امید سے ہوئی مرزا صاحب نے پھر سے اشتہار دیا اس حمل سے لڑکا پیدا ہوا مگر یہ بھی کچھ ہی مہینے کے بعد داغ مفارقت دے گیا۔ اس پر مخالفین نے مرزا صاحب کا جینا حرام کر دیا اور انہیں ذلت و رسوائی کے دن دیکھنے پڑے۔ مرزا صاحب کب جلدی ہار ماننے والے تھے انہوں نے کہا کہ کیا ہو گیا اگر میری پیشگوئی غلط ہی ہو گئی:

حضرت موسیٰ نے بعض اپنی پیشگوئیوں کے سمجھنے میں اور سمجھانے میں اجتہادی طور پر غلطی کھائی۔ (سبز اشتہار ص ۷ حاشیہ ر۔خ۔ ج ص ۴۵۳)

لیکن مرزا صاحب یہ بیان دے کر اور زیادہ مصیبت میں آگئے چونکہ مخالفین انکی ایک ایک غلط بیانیوں کا محاسبہ کر رہے تھے اور یہ جواب دینے سے عاجز تھے جب مرزا صاحب لاجواب ہو گئے تو اپنی بات کی لاج رکھنے کیلئے یہ جھوٹ تراشا کہ بنو اسرائیل کے چار سو نبیوں نے ایک پیشگوئی کی تھی

جو غلط نکلی تو مجھ پر اعتراض کیوں کر رہے ہو۔ مرزا صاحب کے الفاظ دیکھیں

> بائیبل میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چار سو نبی نے ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی تھی اور وہ غلط نکلی مگر اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں (سبز اشتہار ص ۷)

مرزا صاحب نے یہ بات کیوں لکھی؟ محض اسلئے کہ اس کی پیشگوئی غلط نکلی تھی اور وہ اپنی غلطی کا اقرار کرنے کے بجائے لوگوں کو یہ تاثر دے رہے تھے کہ چار سو نبیوں کی خبر بھی غلط نکلی ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب کا یہ بیان جھوٹ تھا کیونکہ مرزا صاحب نے جن چار سو لوگوں کو خدا کے نبی کے روپ میں پیش کیا ہے وہ شیطان کے پجاری اور بت پرست تھے اور وہ بھی مرزا صاحب کی طرح جھوٹی پیشگوئیاں کرتے تھے جو ہمیشہ جھوٹی نکلتی تھیں۔ یہ بعل بت کی پوجا کرنے والے تھے اور ایک کافرہ کے دستر خوان پر بیٹھ کر کھانے والے تھے۔ یقین نہ آئے تو عہد قدیم کی کتاب سلاطین اول باب ۱۶ کی ورس ۲۹ سے آخر تک غور سے دیکھ لیں آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ مرزا صاحب نے بعل کے پجاریوں کو خدا کا نبی بنایا اور یہ اسلئے کہ اسکی اپنی بات غلط نہ ہو۔ یہ حرکتیں وہی کرتے ہیں جو فریبی ہوتے ہیں اور مرزا صاحب کا فریبی ہونا بہت واضح ہے۔

(۳) دجال کے حج کرنے کا قادیانی اعلان

احادیث مبارکہ میں خبر دی گئی ہے کہ قیامت کے قریب دجال کا خروج ہوگا اور وہ دنیا بھر کے لوگوں کو اپنے دجل و فریب میں پھانسنے کی کوشش کرے گا اور اسکی کوشش ہوگی کہ وہ حرمین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) میں داخل ہو جائے اور وہاں کے مسلمانوں کو بھی فریب دے۔ وہ مشرق سے نکل کر مدینہ کا قصد کرے گا اور احد کے کنارے تک پہنچ جائے گا اللہ تعالیٰ کے فرشتے مدینہ منورہ کی سرحد پر ہونگے اور اسکا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے (کتب حدیث)

لیکن غلام احمد کا عقیدہ ہے کہ دجال مکہ مکرمہ آئے گا اور وہ اپنے دجل سے باز آکر خانہ کعبہ کا طواف بھی کرے گا اور وہ حج کی سعادت سے بھی مشرف ہوگا (استغفر اللہ) مرزا صاحب لکھتے ہیں:

ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا

(ایام الصلح ص ۱۶۸۔ ر۔ خ۔ ج ۱۴ ص ۴۱۶)

معلوم نہیں مرزا صاحب اتنی واضح بات سے کیوں بے خبر تھے کہ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہو کر کفر پر ہی مرے گا اور کبھی اسکا داخلہ حرمین میں نہ ہو سکے گا۔ قادیانی عوام کو یہ بات سوچنی چاہیئے کہ جب انکے عقیدہ میں مرزا صاحب مسیح موعود ٹھہرے اور انکے بقول عیسائی دجال ہوئے اور مسیح موعود دجال کا خاتمہ کرکے فوت ہوئے تو پھر مرزا صاحب کو بدرجہ اولیٰ حج پر جانا چاہیئے تھا کہ احادیث محمد کی رو سے مسیح موعود کا حج کرنا تو مرزا صاحب کو بھی تسلیم ہے خواہ اسکی کوئی بھی صورت ہو مرزا صاحب لکھتے ہیں

> آپ اس سوال کا جواب دیں کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا اول اسکا فرض ہونا چاہیئے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے (ایام الصلح ۱۶۸۔ ر۔ خ ج ۱۴ ص ۴۱۶)

ہمارا جواب یہ ہے کہ بیشک مسیح موعود کا پہلا فرض حج کرنا نہ ہو بلکہ دجال اور اسکے فتنے سے نجات دینا ہو چلئے آپ حج کو بالکل آخری ہی سمجھئے اور پھر آپ ہمارے اس سوال کا جواب دیں کہ مرزا صاحب کیا آخر تک حج کو گئے تھے؟ کیا انہوں نے کبھی اللہ کا گھر دیکھا؟ کیا اسے مدینۃ الرسول میں جانے کی جرأت ہوئی؟ فی الحال اس بحث کو چھوڑئے کہ مسیح کا پہلا کام کیا ہے اور آخری کیا؟ قادیانی علماء اور عوام ہمارے اس سوال کا جواب دیں کہ مرزا صاحب حج کر سکے یا نہیں؟ اگر نہیں تو قصہ صاف ہے کہ مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ قطعی غلط اور جھوٹ تھا۔ قادیانی اتنی بات تو سمجھ نہ سکے مگر مرزا صاحب ہیں کہ مسلمانوں کو ایک مولا مسئلہ بتانے چلے ہیں کہ۔

یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں صحیح بخاری دیکھنے سے اسکا جواب مل سکتا ہے اگر رسول اللہ کی

یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج کرنا ہے تو بہر حال ہم حج کو جائیں گے ہر چہ بادا باد (حوالہ بالا)

مرزا غلام احمد قادیانی عوام کی بے عقلی سے کس طرح کھیل رہا ہے اسے دیکھ لیجئے وہ اپنے عوام کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ حضور نے اگر یہ کہا ہو مسیح موعود پہلے حج کرے گا تو پھر ہم بھی چلے حج کو۔ افسوس کہ کسی قادیانی نے اپنے نبی سے یہ نہیں پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حج کرنے کی خبر دی ہے یا نہیں خواہ پہلے ہو یا بعد میں۔ نکا حج کو جانا ایک مسلم حقیقت ہے یا نہیں ؟ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات قسم کھا کر کہی ہے یا نہیں ؟ مرزا غلام احمد نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود بننے کا ڈرامہ رچایا اور ۱۹۰۸ء کو مر گیا چلئے ۱۸۹۲ء میں نہ سہی ۱۸۹۵ء میں نہ سہی ۱۹۰۰ء میں نہ سہی کم از کم ۱۹۰۸ء سے پہلے تو مرزا صاحب کو حج کیلئے جانا چاہئے تھا انکا نہ جانا ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں پرلے درجہ کے جھوٹے تھے عام قادیانی یہ کہہ کر اس جھوٹ پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب بہت غریب تھے اور راستہ امن والا نہ تھا اسلئے نہ جا سکے مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے بارے میں یہ پکی خبر دے چکے اور قسم کھا کر دے چکے کہ مسیح موعود حج کو جائیں گے تو آپ کی یہ خبر ضرور پوری ہوگی اور مرزا صاحب پر اس خبر کا پورا نہ ہونا ثابت کرتا ہے کہ وہ مسیح موعود ہرگز نہ تھا اسکا یہ دعویٰ جھوٹ تھا اور قادیانی خواہ مخواہ اسے مسیح موعود ماننے پر تلے ہوئے ہیں۔ سیرت النبی کی معروف کتاب "رحمۃ للعالمین" کے مصنف حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ نے انہی دنوں یہ پیش گوئی کی تھی کہ مرزا غلام احمد کبھی حج نہ کر سکے گا آپ نے ۱۹۹۸ء میں بہانگ دہل ارشاد فرمایا

میں نہایت جزم کے ساتھ باواز بلند کہتا ہوں کہ حج بیت اللہ مرزا قادیانی کے نصیب میں نہیں میری اس پیشگوئی کو سب صاحب یاد رکھیں (تائید الاسلام حصہ دوم ص ۱۱۶)

چنانچہ حضرت مولانا مرحوم نے جس بات کی پیشگوئی فرمائی تھی دنیا نے دیکھا کہ وہ سچ نکلی اور مرزا صاحب کبھی حج نہ کر سکے۔

(٤) مرزا غلام احمد کو کس نے مسیح موعود ٹھہرایا

مرزا غلام احمد نے جب مسیح موعود بننے کا ڈرامہ رچایا تو اسے ضرورت ہوئی کہ اسکے دلائل اکٹھے کئے جائیں چنانچہ اس نے دعوی کیا کہ حدیثوں میں جس مسیح موعود کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہ تو مر چکا ہے اور یہ بات مجھے بذریعہ وحی بتائی گئی ہے اور یہیں سے اب میں اپنا پرانا عقیدہ بدل رہا ہوں پھر اس نے قرآنی آیات سے کھیلنا شروع کیا اور دعوی کر دیا کہ تیس آیت سے حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے حالانکہ وہ اس قرآن کو پہلے بھی پڑھتا رہا ہے اور وہ اسی سے حضرت عیسی کی حیات کا عقیدہ لکھتا رہا ہے تاہم یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مرزا غلام احمد نے جو عم خود مسیح موعود ہونے پر جو دلائل لکھے ہیں اس میں ایک دلیل گلاب شاہ مجذوب کی ہے اور اس کے راوی میاں کریم بخش ہیں جس نے اسے خبر دی کہ اس مجذوب نے اسے تیس سال پہلے بتایا ہے کہ عیسی آگیا ہے اور جوان بھی ہوگیا ہے اور بس اب لدھیانہ آرہا ہے۔ میاں کریم بخش کا یہ بیان دیکھئے جو اس نے ۱۳ جون ۱۸۹۱ء کو لکھا ہے

> میرا نام کریم بخش والد کا نام غلام رسول قوم اعوان ساکن جمال پور پیشہ زمینداری عمر ۶۳ سال مذہب موحد اہلحدیث حلفاً بیان کرتا ہوں کہ عرصہ تخمیناً ۳۰، ۳۱ سال کا گذرا ہوگا ...... ایک بزرگ گلاب شاہ نام جس نے مجھے توحید کا راہ سکھلایا اور جو باعث اپنے کمالات کے بہت مشہور ہوگیا اور اسرار توحید اسکے منہ سے نکلتے تھے لیکن آخر اس پر ایک ربودگی اور بے ہوشی طاری ہوکر مجذوب ہوگیا۔۔۔۔ اس نے مجھ کو کہا کہ عیسی اب جوان ہوگیا ہے اور لدھیانہ میں آکر قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور قرآن کی رو سے فیصلہ کرے گا ..... میں نے پوچھا کہ عیسی اب کہاں ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ بیچ قادیان کے یعنی قادیان میں تب میں نے کہا کہ قادیان تو لدھیانہ سے تین کوس ہے وہاں عیسی کہاں ہے تو اسکا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا ..... میں نے پوچھا کہ عیسی نبی

> اٹھ آسمان پر اٹھائے گئے اور کعبہ پر اتریں گے تب انھوں نے کہا عیسیٰ ابن مریم تو مر گیا ہے اب وہ نہیں آنے کا ہم نے اچھی طرح تحقیق کیا کہ مر گیا ہے ہم بادشاہ ہیں جھوٹ نہیں بولیں گے (میاں کریم بخش مقام لدھیانہ محلہ اقبال تاریخ ۴ جون ۱۸۹۱ء روز شنبہ ۔ ماخوذ از ازالہ اوہام ص ۷۰۸ ، ر ۔ خ ج ۳ ص ۴۸۲)

مرزا غلام احمد نے بزعم خود مسیح موعود ہونے اور حضرت عیسیٰ کے فوت شدہ ہونے کی جو دلیل لکھی ہے کیا یہ ایک مذاق نہیں ہندو پاک کے لوگ کیا نہیں جانتے کہ گلیوں کے کنارے کئی ایسے بادشاہ ہوتے ہیں جنہیں سچ چھو کر بھی نہیں جاتا اب اس مجذوب شاہ کی تحقیق پر مرزا صاحب پھولے نہیں سما رہے ہیں کہ چونکہ اس نے اچھی تحقیق کر کے تیس سال پہلے ہی بتا دیا ہے سو ہم مسیح موعود ہو گئے ۔

اب یہ سوال رہ گیا کہ یہ کیسے پتہ چلے کہ میاں کریم بخش جھوٹ نہیں بول رہا ہے اسکے لئے مرزا غلام احمد نے چند شہادتیں تیار کیں اور بتایا کہ میاں صاحب نے انکے سامنے یہ بات کہی ہے اور یہ میرے مسیح موعود ہونے کے گواہ ہیں ان گواہوں میں جہاں تاج محمد غلام محمد الہ بخش الہ دتا عباس علی رستم علی جیسے ہیں تو وہیں "کنہیا لال" کھیالی ولد گوردتہ روشن لال ولد تاسا کا کا چوہڑ ہیرا لال ولد دو ستہ چی گوکل ولد متبا کھیال سود نکھا ولد سوندا گانڈی کا سو ولد ا کو کھنڈ رداس سوبھا بھگت جیسے عظیم لوگ بھی ہیں (دیکھئے ازالہ اوہام ۴۸۵)

دارالعلوم دیوبند کے سابق ناظم تعلیمات حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ نے مرزا غلام احمد مذکورہ گواہوں پر بڑا دلچسپ تبصرہ کیا ہے آپ لکھتے ہیں

> کریم بخش نے مرزا صاحب سے کہدیا کہ گلاب شاہ مجذوب نے آپ کو عیسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ کہا ہے تو اس کو ازالہ میں لکھ مارا اور کریم بخش کی توثیق میں ۳۷ گواہیاں رجسٹری شدہ پیش کیں جن کے اندر ...... پورے ۱۷ کافر ہیں کیوں نہ ہو فقط عیسیٰ ہی تو جنہ منظور نہیں تھا بلکہ کرشن بھی تو بننا تھا اس وجہ سے کہ مرزا کا مسیح موعود

ہو تا ثابت کیا جاتا ہے اگر سب کے سب غیر مسلم ہوتے تب بھی حرج نہ تھا ۔

اگرچہ آب نصرانی نہ پاکست یہودی مردہ میشوئی چہ باکست

گویا اب مرزائی لوگ اس سلسلۃ الذھب کو یوں بیان کریں حدثنی الدجال قال حدثنی ٹھاکرداس پٹواری قال حدثنی کریم بخش سفید ریش بہت اچھا آدمی قال حدثنی گلاب شاہ المجذوب .الخ.......... یہ مرزا صاحب کی مہدویت و مسیحیت نہیں ہے کہ چند ازلی بدبختوں نے تصدیق کرلی اور مرزا صاحب نے اشتہار دے دیا کسی نے کیا اچھا کہا ہے ۔

ہمائے بصاحب نظرے گوہر خود را عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق کرے چند

(ابطال الاستدلال الدجال ص ۷)

مرزا صاحب کا عیسیٰ بنا واقعی اس مجذوب اور کریم اور کنہیا لال کا کمال تھا کہ یہ وہ لوگ تھے جو بڑی دور کی کوڑی لائے اور آخر کار مرزا صاحب کو مسیح بنا کر ہی چھوڑا۔

(۵) مسیح موعود کبھی چندہ نہیں مانگے گا ۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت تشریف لائیں گے اور آپ عدل و انصاف کے ساتھ حکومت فرمائیں گے تو اس وقت مال اس قدر وافر ہوگا کہ کوئی محتاج نہ رہے گا اور نہ کسی کو ضرورت ہوگی کہ وہ دوسرے سے مال طلب کرے۔ مال کی اس قدر بہتات ہوگی کہ کوئی اسے قبول کرنے کیلئے تیار نہ ہوگا ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد (صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح موعود کا دور بڑا بابرکت دور ہوگا اس زمانہ میں کسی کو چندہ مانگنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ تھا کہ وہ مسیح موعود ہے مگر یہ بات کس سے مخفی

ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ سے لے کر چشمہ معرفت تک یعنی شروع سے لے کر موت تک بلکہ دعوی مجددیت سے لے کر دعوی نبوت تک چندہ ہی چندہ مانگا ہے اسکے لئے جھوٹ بولا بہانے تراشے سازشیں کیں اسکے لئے اشتہارات شائع کئے دھمکیاں دیں لوگوں سے زبردستی چندہ مانگا اور چندہ نہ دینے والوں کو جماعت سے باہر کیا۔ اگر مرزا صاحب مسیح موعود ہوتے تو انہیں کبھی چندہ مانگنے کی ضرورت نہ ہوتی انکا چندہ مانگنا اور اسکے لئے اشتہارات شائع کرنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ مسیح موعود ہرگز ہرگز نہ تھا یہ اسکا ایک کاروبار بنایا ہوا تھا اور یہ سب کچھ وہ دولت کمانے اور بنانے کیلئے کر رہا تھا۔

مرزا غلام احمد کے بعد حکیم نور الدین نے چندہ مانگا مرزا بشیر الدین محمود نے بھی چندہ مانگا اور بڑے زوروں پر مانگا اور مانگتا ہی رہا مرزا ناصر کے دور میں ہر طرف چندہ چندہ کے نعرے لگے جب مرزا طاہر کا دور آیا تو سوائے چندے کے دھندے کے اور کوئی کام ہی نہ تھا اور اب مرزا مسرور قادیانیوں سے مسلسل مالی قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے جوں جوں وہ چندے کی اپیلیں کرتے ہیں توں توں مرزا غلام احمد کے جھوٹا ہونے کی توثیق و تصدیق ہوتی جارہی ہے۔

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی نام کے آدمی قادیان میں :

مرزا غلام احمد کو کسی نے بتایا کہ اس وقت آپ کے ہم نام آدمی کا پوری دنیا میں کوئی وجود نہیں ہے واسطے آپ اپنے نام کے نمبرات ترتیب دیں نکالیں اور اسی پر ایک دعوی فرمادیں تو بہت سے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں آجائیں گے چنانچہ اس نے اپنے نام کا حروف ابجد کی رو سے حساب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ۔

غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں ہے بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس

وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں (ازالہ اوہام ص ۱۸۵ تذکرہ ص ۱۸۵)

مرزا صاحب کے اس بیان پر غور کیجئے جب قصبہ کا ذکر کرتے ہیں تو صرف غلام احمد لکھتے ہیں اور جب تمام دنیا کا نام لیتے ہیں تو قادیانی کا جملہ بڑھا دیتے ہیں اور اس طرح جناب تیرہ سو بن جاتے ہیں نیا مطلب۔

مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ چونکہ اس نام کا آدمی پوری دنیا میں سوائے اسکے اور کوئی نہیں ہے اور نام کا عدد ۱۳۰۰ھ پر دلالت کرتا ہے اسلئے وہ خدا کا نبی ہے بڑا مضحکہ خیز دعویٰ ہے۔ مرزا صاحب کا خیال تھا کہ وہ جس قادیان میں رہتے ہیں اسکے سوا اور کوئی قادیان نامی قصبہ نہیں ہے حالانکہ قادیان نام کے دو اور گاؤں موجود تھے اور لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کے اپنے ضلع گورداسپور میں ہی تھے۔ اور خیر سے اس میں غلام احمد نام کے ایک شخص تھے جو مرزا صاحب کے ہم عمر بھی تھے۔ قاضی فضل احمد لدھیانوی لکھتے ہیں

> اسکے علاوہ ایک قادیان ضلع لدھیانہ میں ہے وہاں بھی غلام احمد نام کا ایک شخص اس وقت موجود تھا جو نمبردار بھی تھا پس جس وقت مرزا صاحب کو یہ الہام یا کشف ہوا یقیناً اس وقت کم از کم مذکورہ بالا دو اشخاص غلام احمد قادیانی دنیا پر (بلکہ صوبہ پنجاب میں ہی) موجود تھے (کلمہ فضل رحمانی)

اگر قادیانی لوگ مرزا صاحب کو ان اعداد کی رو سے ہی نبی مانتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ اسی علاقے کے دوسرے غلام احمد قادیانی کو نبی نہ جانیں مرزا غلام احمد کو اگر معلوم نہ تھا کہ اسکے علاوہ اور بھی کوئی اسی علاقے میں اسی نام سے موجود ہے تو کیا مرزا صاحب کے خدا کو بھی معلوم نہ تھا کہ اسکا ہم نام اور ہم عمر ایک شخص موجود ہے اور اس نے بھی نہیں بتایا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مرزا صاحب جھوٹ بولنے میں جری تھے اسی طرح اسکا ملہم بھی جھوٹی خبریں دینے میں بڑی مہارت رکھتا تھا۔ مرزا صاحب کو خدا کا نبی ماننے والے سوچیں کہ کیا ایسے آدمی کو مامور من اللہ مانا جا سکتا ہے جو کھلا

جھوٹ بولتا ہے کہ ایسے موجودہ دنیا میں غلام احمد نام کا کوئی آدمی نہیں حالانکہ اسکے اپنے قریب ہی دو دو آدمی اس نام کے موجود ہیں۔

(۷) مرزا غلام احمد کے چار مقرب فرشتے

اللہ تعالیٰ کے سب فرشتوں کو اسلامی عقائد میں داخل ہے۔ قرآن کریم اور احادیث میں بعض فرشتوں کے نام ملتے ہیں تاہم مسلمانوں میں چار مقرب فرشتوں کا ذکر عام ہے۔ حضرت جبرئیل۔ حضرت میکائیل۔ حضرت اسرافیل۔ حضرت عزرائیل علیھم السلام۔ مرزا غلام احمد نے جب نئے مذہب کی بنا ڈالی اور اس مذہب کا وہ نبی ہوا تو اس نے دعوے کیا کہ اسکے پاس بھی چار مقرب فرشتے ہیں جو خدا کی طرف سے انکے پاس آتے ہیں اور انکی بگڑی سنوارتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کے چار مقرب فرشتے دیکھیں:

(۱) ٹیچی ٹیچی۔ مرزا غلام احمد کہتا ہے

ایک شخص آیا جو اہل حبش کی طرح ہے مگر انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے اس نے دونوں ہاتھ روپوں کے بھر کر میری جھولی میں ڈال دیے ہیں تو وہ اس قدر ہو گئے ہیں کہ میں ان کو گن نہیں سکتا پھر میں نے اسکا نام پوچھا تو اس نے کہا میرا کوئی نام نہیں دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ٹیچی ہے (تذکرہ ص ۲ ۵۹۔ و ص ۸۲۸)

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ مرزا صاحب کے اس فرشتے نے کیوں جھوٹ کہا اگر اسکا نام ٹیچی تھا تو اس نے یہ کیوں کہا کہ میرا کوئی نام نہیں اور اگر وہ بے نام تھا تو اس نے اپنا نام ٹیچی کیوں بتایا۔ سچ ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔ مرزا صاحب بھی اس فرشتے سے کم نہ تھے یہ بھی جھوٹا اسکا فرشتہ بھی جھوٹا۔

(۲) مٹھن لال۔ ۔ مرزا غلام احمد کہتا ہے:

یہ جو مٹھن لال دیکھا گیا ہے ملائک طرح طرح کے تمثلات اختیار کر لیا کرتے ہیں

شخص لال سے مراد ایک فرشتہ تھا (تذکرہ ص ۵۵۶)

(۳) شیر علی ۔ مرزا غلام احمد کہتا ہے

میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ ہے اسکا نام شیر علی ہے اس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل کدورت ان میں سے پھینک دی اور ہر ایک بیماری اور کوتاہ بینی کا مادہ نکال دیا ہے اور ایک مصفی نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا اسکو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنا دیا ہے اور یہ عمل کر کے پھر وہ شخص غائب ہو گیا اور میں اس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہو گیا (تریاق القلوب ص ۹۵ تذکرہ ص ۳۰)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کا یہ فرشتہ شیر علی کے نام سے موسوم تھا قادیانی علماء کہتے ہیں کہ اس فرشتہ نے مرزا صاحب کی آنکھوں کے میل اور کدورت کو اس طرح دور کر دیا ہے کہ اگر مرزا صاحب کے آگے ننگی عورت نہاتی تھی تو بھی انہیں کچھ نظر نہ آتا تھا اور برہنہ عورت انکی چہل قدمی کے دوران گذر جاتی تو بھی وہ ادھر نظر نہ اٹھاتے تھے ۔ تاہم مرزا صاحب کی آنکھوں کی تصویر کچھ اور ہی چغلی کھا رہی ہے۔

(۴) خیراتی ۔ مرزا غلام احمد کہتا ہے :

تین فرشتے آسمان کی طرف سے ظاہر ہو گئے جن میں سے ایک کا نام خیراتی تھا وہ تینوں بھی زمین پر بیٹھ گئے۔ (تذکرہ ص ۲۹)

مرزا صاحب کے یہ چار مقرب فرشتے مرزا صاحب کی خدمت میں اکثر آتے رہتے تھے اور کبھی کبھی پیسے بھی لاتے تھے جس سے مرزا صاحب کی ضرورت پوری ہو جاتی تھی اور یہ عجیب سے ہی خطرناک قسم کے فرشتے ۔ ایک مرتبہ کسی نے مرزا صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ نے ان فرشتوں کو دیکھا ہے تو مرزا صاحب نے جواب دیا کہ ہاں میں نے انہیں دیکھا ہے اور وہ قصابوں کی شکل کے ہیں مرزا صاحب کہتے ہیں

فرشتوں نے جو قصابوں کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے فی الفور اپنی چھریوں پر چھریاں پھیر دیں۔ (تذکرہ ص ۱۹)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کے فرشتے قصاب کی شکل رکھتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ یہ آئے کہاں سے تھے اور انہیں کون بھیجتا تھا۔ مرزا غلام احمد نے بہت غور کے بعد اسکا جو جواب دیا ہے ہم اسے نذر قارئین کئے دیتے ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا یہ اس خدا کی طرف سے آتے ہیں جس کا نام یلاش ہے جو بڑی تلاش کے بعد ملتا ہے۔ مرزا صاحب خود کہتے ہیں:

یلاش خدا کا ہی نام ہے۔ (تذکرہ ص ۳۸۹ ۔ تحفہ گولڑویہ۔ ر۔ خ۔ ج ۱۷ ص ۲۰۳ حاشیہ)

سو قادیانیوں کو چاہئے کہ وہ مرزا صاحب کے ان چار مقرب ترین فرشتوں کا نام یاد رکھیں اور ان فرشتوں کو بھیجنے والے کے نام کی تسبیح کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کریں مسلمان جس طرح اللہ کے نام کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کی حمد و ثناء کر کے اپنے مردہ دلوں کو زندگی دیتے ہیں اسی طرح قادیانی یلاش کی مالا جپتے رہیں اور اپنے زندہ دلوں کو مردہ کرتے رہیں۔ فاعتبروا یااولی الابصار

(۸) مرزا غلام احمد کی اللہ اور اسکے رسول سے مقابلہ بازی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں اور یہ بڑے معروف ہیں قرآن کریم کے آخری صفحات میں یہ نام لکھے ہوتے ہیں تاکہ مسلمان ان اسماء کو یاد کرے اور اس فضیلت کو پائے جس کی خبر حدیث میں دی گئی ہے لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء بس اتنے ہی ہیں اس سے زیادہ نہیں محدثین نے اس پر بڑی تحقیق کر کے دوسرے اسماء بھی نقل کئے ہیں اسی طرح سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی بہت سے اسماء ہیں اور ان میں سے بھی ننانوے اسماء بڑے معروف ہوئے اور وہ قرآن مجید کے آخری صفحات میں منقول ہیں جنہیں مسلمان بڑی عقیدت اور محبت سے پڑھتے ہیں اور یاد کرتے ہیں

مرزا غلام احمد نے اس باب میں بھی خدا رسول کے ساتھ مقابلہ آرائی کی ٹھانی اور اپنے مریدوں کو بتایا کہ ناموں کے مسئلے میں بھی میں کسی سے کم نہیں ہوں جس طرح خدا کے ننانوے نام ہیں حضور کے ننانوے نام ہیں میرے بھی ہیں قادیانی رہنما میر محمد اسمٰعیل نے مرزا غلام احمد کے ان ننانوے ناموں کو قادیانی عوام کیلئے ایک جگہ جمع کیا ہے تاکہ وہ بھی مرزا کے ان ناموں کو اسی عقیدت سے پڑھیں جس عقیدت سے مسلمان اللہ اور اسکے رسول کے ناموں کو پڑھتے اور یاد کرتے ہیں مگر افسوس کہ ایک قادیانی ایسا نہیں ملتا جس نے مرزا غلام احمد کے ان ناموں کو یاد کیا ہو اور اسے باقاعدگی سے پڑھتا ہو۔ میر اسمٰعیل نے مرزا صاحب کے جو نام لکھے ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں

کورنر جنرل' شیخ المسیح' کرشن "رودر گوپال" "جے سنگھ بہادر" "برہمن اوتار" "آریوں کا بادشاہ" "مردِ سلامت" "حجرِ اسود" "رجل من فارس" "محمد" "احمد" "عیسیٰ" "آدم" "نوح" "ابراہیم" "اسمٰعیل" "یعقوب" "یوسف" "موسیٰ" "ہارون" "داؤد" "سلیمان" "یحییٰ" (ماخوذ از قادیانی مذہب)

مرزا قادیانی کے ان ناموں کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے خزانوں میں نئے ناموں کی فہرست ختم ہو گئی تھی اسی لئے اس نے پہلے پیغمبروں کے نام دوبارہ اسے دے دیے ان مریم تو تھا ہی مگر اب شیخ المسیح بھی بن گیا یہ تو شکر ہے کہ اس نے اتنے پر ہی اکتفا کر لی ورنہ اگر وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء کے نام ہی کہیں سے لکھوا لاتا تو ہم اس پر کیا کہہ سکتے تھے۔ تاہم کوئی قادیانی ہمیں بتائے کہ اس نے آج تک مرزا صاحب کے ان ناموں کو عقیدت سے پڑھا ہے؟

(۹) مدینہ طیبہ اور روضہ مطہرہ کی گستاخی :

مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک سے جو چیز بھی مس ہو جاتی ہے وہ بڑی بابرکت اور باعظمت بن جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ روضہ اطہر کے جس حصہ میں آرام فرما ہیں وہ حصہ تمام زمین خانہ کعبہ حتیٰ کہ عرش و کرسی سے افضل ہے (المہند) لیکن مرزا غلام احمد آنحضرت

ﷺ کے روضہ اطہر کی گستاخی کرتے ہوئے لکھتا ہے

آنحضرت ﷺ کے چھپانے کیلئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی (تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۹)

استغفر اللہ العظیم۔ کیا یہ حضور اقدس ﷺ کی کھلی گستاخی اور توہین نہیں۔ کیا یہ مدینہ منورہ کی اہانت نہیں؟ کیا یہ آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارکہ کی توہین نہیں؟ قادیانی علماء کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے یہ بات مدینہ کے بارے میں نہیں لکھی غار ثور کے بارے میں لکھی ہے یہ قادیانیوں کا جھوٹ ہے مرزا صاحب نے یہ بات مدینہ منورہ کے بارے میں لکھی ہے۔ اگر یہ بات غار ثور کے متعلق ہے تو آپ ہی بتائیں کہ کیا مرزا غلام احمد اس گستاخی سے بچ سکتا ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ گستاخی کی ہے قادیانی علماء اس پر لاکھ پردہ ڈالیں یہ گستاخی چھپ نہیں سکتی۔ اور اسے اسکی سزا مل کر رہے گی۔

(۱۰) قادیانیوں کیلئے سلامتی کی راہ

قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور علماء امت کے عقائد و بیانات کی روسے مرزا غلام احمد کے عقائد و نظریات اور انکے خد و خال کا جائزہ لیا جائے تو یہ فیصلہ کرنا کچھ مشکل نہیں کہ مرزا غلام احمد اپنے ہر دعوی میں جھوٹا ثابت ہوا ہے اس نے اپنے دعوی کو سچ بنانے کیلئے اللہ کے قرآن اور خاتم النبیین کے فرمان پر جھوٹ باندھے آیات و روایات کی غلط اور باطل تاویلیں کیں اللہ کے نبیوں کا مذاق اڑایا اور انکی باتوں سے تمسخر کیا ان پر طرح طرح کے بہتانات لگائے اور انکی عزتوں سے دن رات کھیلتا رہا علماء اسلام کو گالیاں دینا انکے دن رات کا مشغلہ رہا اور اس کے دعوی کو نہ تسلیم کرنے والے اور اسکی تحریرات نہ پڑھنے والوں کو حرام زادہ کہا اس نے اپنے آپ کو مسلمان اور جنتی بتایا اور اپنے سب مخالفین کو غیر مسلم اور جہنمی قرار دیا جس نے اسکا نام بھی نہ سنا ہو اور وہ اس

پر ایمان نہ لاسکا وہ بھی پکا اور حقیقی کافر ٹھہرا اس نے مذہب کے نام پر اپنا کاروبار چلایا بہت سے جاہل اسکے دام فریب کا شکار ہوئے پھر اس نے انکے ایمان کے ساتھ ساتھ انکے مال پر ہاتھ ڈالا اور نہ صرف انہیں بلکہ انکے خاندان تک کو اپنے خاندان کا غلام اور نوکر بنا کر چھوڑا

مرزا غلام احمد کا اخلاق اور اسکا کریکٹر خود قادیانیوں سے مخفی نہیں ہے اسکی کتابوں اور اشتہارات سے اسکے اخلاق کا با آسانی پتہ چل سکتا ہے شرافت اسکے قریب سے بھی چھو کر نہیں گی اور اسکی امانت و دیانت کا بھانڈہ خود اسکے اپنے مریدوں نے بیچ چوراہے میں لاکر پھوڑدیا ہے دجل دھوکہ مکر و فریب اور گالی گلوچ اسکی زندگی کا جزو لاینفک رہا ہے لہذا ابتداء بھی جھوٹ اور فریب سے کی اور انتہاء بھی جھوٹ اور کفر پر ہی ہوئی الفاظوں سے کھیلنا اور پہلے بزرگوں کے نام پر اپنی بات چلانا اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل رہا ہے پتہ تھا کہ وہ انسان کی جائے عار سے بھی گیا گذرا ہے مگر دعوی اسکا یہ تھا کہ وہ تمام انبیاء بشمول سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے (معاذ اللہ)

مرزا غلام احمد نے لوگوں کا مال فریب دے کر کھایا پینے کی باری آئی تو رم خور دہ ٹانک کی بھی نہ چھوڑی ٹانک وائن تو اس نے خط لکھ کر باقاعدہ منگوائی ہے غیر محرم عورتوں سے مدنہ اختلاط کیے رکھا اور اسے موجب برکت کہا ایک فریق تو یہ بھی تسلیم کر چکا کہ مرزا غلام احمد بھی کبھی زنا جیسی خباثت کا بھی ارتکاب کر چکا ہے خدا نے اسے ڈھیل دی مگر اس نے اس مہلت سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اس پر طرح طرح کی بیماریاں مسلط کیں مگر اسکا بد کنا اور بڑھتا رہا تا آنکہ اس نے جس طرح کی موت مانگی خدا نے اسی طرح کی موت اسے دی اور وہ ہیضہ کی موت مرا اسکی گواہی اسکے خسر نے دی اسے دجال کے گدھے (یعنی ریل) پر لاہور سے قادیان لاکر دفن کیا گیا اسکے بعد حکیم نورالدین نے باگ دوڑ سنبھالی مگر وہ خود نہ سنبھل سکا بعد ازاں اسکے بیٹے نے زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لیا اور شرافت اور امانت کا جس طرح خون کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے پھر اس نے اپنوں اور دوسروں کی عزتیں اور عصمتیں جس انداز میں تار تار کیں اسکی گواہی اسکے گھر والے دیتے ہیں اسکے خصوصی اصحاب اسکے عینی گواہ ہیں قادیانیت کے شکار ان حقائق کو کھلی آنکھوں دیکھتے مگر زبان کھولنے کی انہیں ہمت نہ

ہوئی جن میں ذرا سی بھی غیرت تھی انہوں نے ربن دھاڑے بغاوت کا اعلان کیا اور جو بے غیرت تھے وہ اپنے ایمان کے ساتھ ساتھ اپنی عزت بھی لٹاتے رہے اور یہی کچھ انکے ساتھ ہوتا تھا اور ہوتا رہے گا یہ سزا ہے آقائے نامدار خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کرنے کی۔ اسلام کے دامن سے علیحدہ ہونے کی۔ امت مسلمہ سے جدا ہونے کی جو بہر حال انھیں مل کر رہے گی اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں زیادہ بڑا ہے اگر انھیں سمجھ ہو۔

قادیانیوں کیلئے سلامتی کی راہ یہ ہے وہ ختم نبوت اور حیات و وفات مسیح کے عقیدہ کی بحث میں الجھنے کے بجائے مرزا غلام احمد کو دیانت و امانت اور شرافت و صداقت کے میزان پر پرکھیں وہ دیکھیں کہ غلام احمد بن چراغ بی بی کے مسیح ابن مریم کے دعویٰ کے پس پردہ کون کون سی سازشیں کارفرما رہیں؟ وہ کون تھے جنہوں نے اسے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کیلئے تیار کیا؟ کیا وہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا نہ تھا؟ کیا اس نے مسلمانوں کے دشمنوں کی تعریف و توصیف کے پل نہیں باندھے؟ کیا انکی حمایت و نصرت کو خدا کا حکم نہیں بتایا؟ کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی مراقی اور مخبوط الحواس خدا کا نبی بن جائے؟ کیا کبھی کوئی جھوٹا گالیاں دینے والا لوگوں کا مال ناجائز طور پر ہڑپ کرنے والا بھی خدا کا نبی بنا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر قادیانیوں کو چاہیئے کہ اللہ کی دی ہوئی اس عقل کو استعمال کریں اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر مرزا غلام احمد کی غلامی کی لعنت کا طوق اپنے گلے سے اتار پھینکیں اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم تلے آجائیں کہ اسی پر آخرت کی نجات موقوف ہے یہی سلامتی کا راستہ ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا وحبیبنا وشفیعنا ومولانا محمد
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قادیانیوں کو دعوت اسلام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ قیامت سے پہلے تیس کے قریب ایسے دجال کذاب اور فریبی آئیں گے اور ان سب کا اپنے اپنے زمانہ میں یہ دعوی ہوگا کہ وہ خدا کے نبی ہیں اور خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے مگر وہ سب کے سب جھوٹے ہوں گے کیونکہ میں خدا کا آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے مجھ پر ختم کر دیا گیا ہے اور میرے بعد جو بھی دعوی نبوت کرے گا وہ کذاب و دجال ہوگا

مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی ۱۹۰۸ء) حسب ضرورت نئے نئے دعوے کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے نبوت کا دعوی بھی کر دیا اس کے دعوؤں میں اب یہ بات بھی آگئی تھی کہ نجات کا دارومدار اب میری نبوت کے ماننے اور میری اتباع پر ہے چنانچہ ایسے بیانات انکی کتابوں میں موجود ہیں اور کوئی قادیانی ان بیانات کا انکار نہیں کر سکتا

مرزا غلام احمد قادیانی اور انکی جماعت مسلمانوں سے ایک صدی سے برسر پیکار ہے اور وہ مسلمانوں کو حضور ﷺ کی غلامی سے نکال کر مرزا کی غلامی میں لانا چاہتی ہے اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے علماء اسلام اور غیور مسلمانوں کو کہ انہوں نے ہر موڑ پر مرزا غلام احمد قادیانی اور انکی جماعت کا ہر سطح پر مقابلہ کیا ہے اور یہ انہی کی جدوجہد اور کوشش کا نتیجہ ہے آج بھی قادیانیت ہر جگہ ذلت و رسوائی کا شکار ہے اور اندر سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہے

مرزا غلام احمد اور قادیانیت کی تردید اور انکا محاسبہ عاشقان رسول کی زندگی کا مقصد رہا ہے اور انہوں نے مختلف زاویوں سے مرزا غلام احمد کا خوفناک اور شرمناک چہرہ خود قادیانیوں کو دکھایا ہے اسی صف میں ہمارے عزیز دوست محمد اقبال صاحب رنگونی بھی ہیں جو عرصہ دراز سے برطانیہ میں قادیانیت کا علمی محاسبہ کر رہے ہیں موصوف کی اس موضوع پر کئی کتابیں ہیں اور موصوف کے علمی مضامین ہند و پاک کے معروف جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں جنہیں اہل علم و فضل تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مرزا غلام احمد اور قادیانیت کے سلسلے میں موصوف کی پیش نظر تالیف راقم الحروف کی خواہش پر تیار ہوئی ہے قادیانی دوستوں سے گذارش ہے کہ وہ اس کتاب کو غور سے اور تعصب سے ہٹ کر پڑھیں انہیں معلوم ہوگا کہ انہوں نے کس بدبخت کے ہاتھ پر اپنے ایمان کا سودا کیا ہے اور دنیا و آخرت کی رسوائی اپنے سر مول لی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے شفیق و رحیم اور معظم انسان رسول کو چھوڑ کر قادیان کے اس دہقان سے دل لگانا حضور ﷺ سے عداوت اور ایسے لوگوں کی غلامی شقاوت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟ کل اس کے سامنے کا جائزہ لو تو آپ تک حق پہنچ جائے قادیانیت سے توبہ کریں دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور ہمیشہ کی راحت اور سکون کی زندگی پائیں۔

فقط عبدالرحمن یعقوب باوا (ناظم ختم نبوت اکیڈمی لندن)